

صَلَّى
قَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ عَلَيْهِمْ حُجَّجٌ وَلَمْ يَرْفَعُوا

أَعْيُنُهُمْ فَذَلِكُمْ بِرَبِّهِمْ فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَلَئِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ



ALAN JUNG IN THE
(Oriental Sec. 1.58)
UNIVERSITY OF TORONTO LIBRARY

تَضَمَّنَ رَفْعُ الْمَوْزُونِ فِي حَقِّهِ صَلَاحٌ بِسُؤَالِ الْمَوْزُونِ الْخَلْقِي فِي رَأْيِهِ
Sahar

مَطْبَعُ عَالَمِ الْكِتَابِ خَلْفَ سُلْطَانِ
وَعَلَى سُلْطَانِ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد الرحمن علینا ما لم نعظم وصلوۃ علی رسول المکرم وعلی آلہ وصحبہ وعلی الہم اما بعد کستا ہو بندہ
 گنہگار امید وارحمت پروردگار محمد عبدالعزیز ابن عبدالقادر السنوسی کان اسد لما
 تلمذ رسولانا الخ الجلی فیظاہوا الحسنات محمد عبدالحمی ادا م فیضہ العلی کہ اس زمانہ میں
 شیوع جہل اسقدر ہو گیا کہ تمام کثافات دیار و اطراف امصار اصناف جہل سے پر ہو گئے
 اور فقدان علم اس مرتبہ پہنچا کہ ارباب اذہان واصحاب معان مفقود النجیر ہو گئے علی النصوص
 فن حدیث کہ عوام و خواص اس سبب نہایت آسان سمجھنے لگے اور باطن نظر کو چھوڑ کے ظاہر نظر
 جاننے لگے اور بعض افسوس کو بیفائدہ جاننے لگے بلکہ اسکی تفصیل کو تفصیل سمجھنے لگے کسی گمان میں
 یہ بھی کہ جھکو و غنار و مانگی کی کافی ہو و جامع الزور و رد المحتار وافی ہو جو مسئلہ ان کتب میں
 اور امثال اسکے میں یہ بھی صحیح ہو اگرچہ حدیث صحیح اور اسکے خلاف وارد ہو کسی کے اعتقاد میں
 یہ بھی کہ جو حدیث صحیح ہے میں جو وہ مقبول ہو اور جو انہیں نہیں ہو بلکہ اور جو امع و سائید
 ہو وہ غیر مقبول ہو کسی کا بوقت مذاکرہ حدیث یہ کلام ہو کہ جھکو کتب فقہ سے غرض یہ حدیث ہی
 کی ایک کوئی مداحیت حدیث صحیح مشہور کہ سمجھتا ہو اور مایہ کو غیر صحیح جانتا ہو
 آری وادۃ السندال سے متجاوزین اور جملہ توسط و خیریت کے کثرت میں اللہ تعالیٰ منہا دلائل
 اقلوہ ابعد ماضی فتا عندہ از و علی ترین قبائح و شنائع جو اس نے میں پر گندہ میں یہ ہے

کہ علماء زمان اپنی تصانیف میں طریق مناظرہ کو جو پورے مسلک جدال عناد اختیار کرتے ہیں اور طریقہ متوسط سے کنارہ کشی کر کے سبیل فساد پر چلتے ہیں ایک دوسرے کو اپنی رسائل میں شیطان و جال بناتا ہے جو چاہتا ہو وہ کہ سناتا ہو گرگاہ علماء کی یکینیت ہو جا بہون پر کیا تشبیح کریں اور جب ارباب فضل کی یہ شان ہو ارباب جہل کو کیا کہیں بل ان میں لوی محمد شہید سہسوائی نے ایک سالہ مسمی بالقول المحقق الحکم فی زیارۃ قبر الحبیب الاکرم تصنیف کر کے شائع فرمایا اور اوس میں احتجاج زیارت قبر نبوی کو طرفہ ہو و حنفیہ کے منسوب کیا اور احادیث زیارت پر حکم غیر معتبر ہو نہکا و یا چونکہ یہ تحریر ان کی حیرت و سوسط سے خارج ہو گئی نظر احقاق حق و البطلان نظر کی ایک تحریر اور ان کے جواب میں کی گئی نام و سکا الکلام المبرم فی نقض القول المحقق الحکم کہ لیا گیا اور اوس میں طریقہ مناظرہ اختیار کیا گیا اب بعد عرصہ دراز کے مولوی صاحب موصوف متوجہ اوسکی رد کی طرف ہوئے اور ایک سالہ مسمی بالقول المنصور فی زیارۃ سید القبر تالیف کر کے مطبوع کیا اور اوس میں طریقہ مجادلہ و مکابہ کو اختیار فرمایا صاحب کلام مبرم کی شان میں کلمات اچھے و بُرے علماء سے بعد میں تحریر کیئے اور فقہا و کبار راولی الایدی و الابصار پر الفاظ طعن کے ثبت کیئے ساقا مسموع ہوتا تھا کہ مولوی صاحب موصوف داب مناظرہ و خوب واقف ہیں اور فن حدیث و اسما و رجال وغیرہ میں تبحر ہیں لیکن اس سالہ نے اوس کے خلاف ظاہر کیا بچہ و جود اول ینکہ سابقا اس امر کے قائل ہوئے تھے کہ بعض فقہاء و جوب کی طرف ہی گئے ہیں اور اس سالہ میں اس اعتراض کر کے احتجاج پر جماع نقل کیا اور اپنے زعم میں اوس کو نہایت صحیح و درست سمجھا اور یہ خیال فرمایا کہ مراوندی سے جن کتب میں اوس پر جماع منقول ہو مطلق مباحثت ہو نہ احتجاج بل و جوب و سنت ہی و دوئم ینکہ قول سنت انکار محبت فرمایا اور یہ تحریر کیا کہ سنت مودکہ ہونے زیارت کی کسی نے تصریح نہیں کی اور شرح مواہب کو بھی جو متداول بین الناس ہو عینہ کیا ستوئم ینکہ اول و ثانیہ مفتوح کیا کہ قول جوب و سنت کو بھی اچھ طرف احتجاج کیا اور خیال کیا کہ اگر ایسی ہی کتاب اول مفتوح ہو و یگانہ تمام نظام شریعت وہاں لایا ہو گا چہاں تمام ینکہ متعذری لازم کہ کسی نے فقہ میں اور حنفی کو جو حدیث میں حج و عمرہ کی رد و شرح حاکم جو حدیث میں ابن ماجہ میں اور تصویب کیا تھا ینکہ عبد اللہ کی نقل میں ایسا باتصر کو کرنا کہ کسی نے علم فرما سکے تہہ نہ جانا جو عباد میں ان پر مدعی کو موافق تھیں اور نقل کر دیا

اور جو باتیں احقاق حق کی تعیین اور کوہو پور دیا ششم ایک قول قریب جب کو جو بات یا
 میں بعض فقہاء کے کلام میں وارد ہو ساقابل وجوب جہاں اور اس رسالہ میں جا جا اوسکو ترجیح
 پر معمول کیا ہفتہم ایک جرح رواۃ حدیث میں سعی بلیغ فرمائی اور عدم مقبولیت جرح مہم جو تاکتب
 منقول ہو نظر میں نہ آئی ہشتم ایک جرح کے مقدم ہونیکو تعذیل پر اختیار کیا اور چونکہ جب جمہور
 محدثین کا ہی اور کتاب اصول حدیث میں مسطور ہو اوسکو ہو پور دیا نہم ایک جہاں کلام مہم
 نقل عبارت میں بقدر ضرورت اختصار ہوا تھا اوسکو عین تحریف تصور کیا اور تحریف کو صاحب کلام
 مہم کی طرف بیباک ہو کر منسوب کر دیا و کم من فرق بنیاد نہم ایک فقہاء محدثین کو مجاہدین اور محدثین
 مشددین کو غیر مشددین اور غیر متساہلین کو متساہلین بنایا اور وعید سونوں اکثر اسی کو کہ خط
 نہ فرمایا آن امور سے اور امثال النبی جو ناظر سالہ پختی زمین کے حال کمال سہل اور وفطانت و مبلغ
 علم و ذکاوت مولوی صاحب موصوف کا واضح ہو گیا اور چونکہ ایسے امور کے سبب عوام فقہ
 پڑ گئی اور خواص متروک تخریر ہو گئے اس سبب جواب دہ سالہ کا تخریر کرنا پر ضرور ہوا بنا علیہ
 ایک سالہ مسمی بالکلام المہرور فی رد القول المنصور ایک مہینے کی کمین باوجود
 اشغال کثیرہ و عوائق عدیدہ کے تخریر کیا گیا اور اس میں قول مولوی صاحب مدوح بلطف قابل
 اور جواب اوسکا بلطف اقول لکھ کے احقاق حق کیا گیا اور ترتیب اوسکی ایک مقدمہ ورد و باب چوبی
 اسید ناظرین بالانصاف یہ ہے کہ اس سالہ کو بنظر غائر ملاحظہ کریں اور باطل کو حق سلو و حق کو باطل سے
 متمیز کریں و ہذا اوان شروع فی المقصود و مولا علی علیہ السلام موجود مقدمہ مخفی نہ ہو کہ باب نہایت
 قبیحی میں تین اقوال ہیں ایک یہ کہ مستحب ہے اور اس قول کو فتاویٰ عالمگیری وغیرہ میں بلطف
 قال مشایخنا نقل کیا لیکن اس میں مفہوم ہوتا ہے کہ یہ قول جمہور حنفیہ کا ہے کیونکہ جمع مصنفان
 نص عموم میں نہیں کہا لیکن میں بطول وغیرہ ذکر ہے کہ سنت ہے اور اس قول کو شرح مواہب میں
 جمال الدین بالکی سے اور شفاء الاسقام میں محمد الدین بن علی سے نقل کیا ہے تیسرے یہ کہ واجب ہے اور جو لوگ
 قریب واجب لکھتے ہیں اور اسکا مرجع وجوب کی طرف ہے اور اس قول کو ائمہ مالکیہ و ابو عمر
 اور ائمہ شافعیہ سے ابن حجر کی فوسلانی نے اور ائمہ حنفیہ سے شارح مختار و صاحب مجمع لا مشر
 و طرابلسی نے و زملی صاحب خزائن المفتین و کرمانی و صاحب باب المذاہب و غیرہ نے اختیار کیا

ظاہر ہوتی ہو انشاء اللہ **باب اول** رد میں اون اقوال کے جو مولوی محمد تیسرے سے پیام
 قول منصور میں اور اوسکی بابت دل میں واقع ہوئے ہیں آری باب انصاف کو چاہیے کہ تامل و آخر فرما کے
 ملاحظہ کریں کہ مولوی صاحب موصوف نے اس باب میں کیا کیا استفادہ ظاہر کی ہے اور یہ وہ عقدا و
 ایک آن میں کس طرح سے مثل عبارت متشکر کے ہو گئی **قال** سلمہ سعدی ابا بعد جانا چاہیے کہ ایک سالہ
 مولفہ مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی کے محمد عبد الجبار کے نام سے لکھا گیا ہے اور موسوم بالکلام العبرم فی
 نقض القول الحق الحکم یونظر سچ گذر اکمال تعجب پیدا ہوا کیونکہ پہلے یہ مسوع ہوا تھا کہ مولوی صاحب
 موصوف کو نسبت سالہ علمای فرنگی محل کے عالم دینیہ کو سنا تہ زیادہ مناسبت ہے اور علیہ تقویٰ ویت
 و تہذیب ملحق ہیں لیکن اس سالہ نے اوسکی خلاف ظاہر کیا ایک نفعہ تقویٰ یہ ہے کہ سالہ پالیف کر کے
 محمد عبد الجبار کی طرف منسوب کیا اور وعید لکھ کر اندیشہ نہ فرمایا اور تہذیب یا ت یہ ہے کہ نقل عبد
 میں تحریف اختیار کی اور تہذیب کے کیفیت کا اس سالہ میں ایسے کلمات تحریر فرمائی کہ اشراف اہل علم کی
 شان سے ازلہ بس بعد میں اگر لفظ و آہ کرید میں انصر یعنی ظلم و لوگ باعلیم میں جیل جواب ترکی کی
 دیا جاتا تو مضائقہ تھا لیکن مقبض و پس صبر و ظفر فان و نک من عزم الاموہ منعی میں مناسبت معلوم ہوا
اقول علما قدیم جدید کا شرف و غبار یا سو تو رہا کہ اتنے تلامذہ کا نام اپنی تصانیف میں نہج کرتے ہیں اور
 بزبان حال تلامذہ خصوص سچ گفتگو کرتے ہیں اور سرسہ میں یہ ہے کہ حال مثل مقال کے گویا سمجھا جاتا ہے اور اعلیٰ
 مثل مقال کے تصور کیا جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ حال امینہ موافقت استاذ و پس مقال استاذ بعینہ مقال امینہ
 ہو نہا عالیہ البسی نہایت اہل کذب ہیں ہو سکتی اور شرعاً کوئی قباحت اس سچ عائد نہیں ہوتی نظائر اسکی بحث
 نطق حال ہے جو کتب معانی و بیان میں مفصل ہے دو اویں شعرا و متذنبین و مقامات بننا و تخرین کو ملاحظہ فرمائی
 کذب اتنی کو صدق و غیر فرمایئے خود اپنے حال اور تقویٰ یا کچھ کہ بمقالہ مولوی امیر احمد صاحب سہوانی کے کہ بعض
 تلامذہ کو نام سے اپنے تحریر کی تھی او بمقابلہ بعض اخبار الہ آباد کے اپنے تلمیذ کو نام سے تحریر کی تھی یہاں
 ایہا الذین امنوا لا تقولوا ان لا فعلون کہ مقتدا عندنا ان تقولوا لا لا فعلون اور نسبت تحریف اور
 کلمات واریہ کے صاحب کلام ہر م کی طرف ہتھان ہے کلام ہر م میں کمین تحریف ہے اور نہ کوئی طبع ظنا
 شان ہے کہ متبضع عنقریب علی کل لمیبٹ ارب بلکہ یہ موعکوس آپ ہی پر ہو کہ اپنے اس سالہ کی فتح
 میں ایک عالم کو تقویٰ پر اعتراض کیا اور وعید سنو ظن ہی ہرگز خوف نہ کیا اگر مقتضا کما تہین تان نقض

التخصيص بالاضافة تحريضا على انعام او اذلال من نحوها نحو صدقك وعدوك بالباب ولا فائدة الاضافة
 جنسية وفيما انتي مخصوصا اس سے صاف ظاہر ہو کہ جمع مضاف مطلقا مفید اخراق نہیں ہو سکتا
 کہی مضاف واسطے اختصار اور دفع ترجیح بلا مرجح کہ ہوتی ہو جیسے خضر الیوم علماء البلد اور ظاہر یہی ہے کہ
 مشائخنا اسمی قبیل سے ہو اور اصولین کی مراد یہی ہے کہ جب جمع مضاف مضافتہ متغیرا قیہ ہو تو وہ الفاظ
 عموم میں محدود ہوتے مطلق جمع مضاف **قال** وہم یہ کہ رو المختارین اس قول کی نسبت لفظ لاطلاق
 الاصحاب موجود ہو اور الاصحاب جمع محلی باللام ہو اور وہ فائدہ اخراق کا دیتی ہو توضیح میں لکھا ہے و منها الجمع المحلی
 باللام اذالم یکن **مجموعا قول** خود صاحب المختار نے شرح لباب و حواشی منہ سے قول جو ب کو اور فیہ
 اور شرح مختار سے قول قرین جو ب کو نقل کیا ہے پس اس کے قول لاطلاق الاصحاب میں استغراق کیونکر مراد ہو
 ہو کیونکہ جمیع اصحاب قائل استجاب نہیں ہیں بلکہ بعض جو ب کی طرف بھیائل ہیں جیسے کہ خود او سبکی
 عباسی مفہوم ہو اگر یہ اختلاف ہو کہ جب استغراق جمیع اصحاب مراد نہ ہو تو انہم او سب کو اکثر اصحاب پر محمول
 کرینگے وہو مثبت باللام تو او سکو یوں رفع کرنا چاہیے کہ جمع محلی باللام جب عمداً و نہو موضوع ہو و اسطے
 استغراق جمیع افراد کے اور اکثر افراد اور اقل افراد کو اس کے معنی مجازی ہیں اس میں بعض مفہم تحقیقی نہیں سکتا تو ب
 مجازات متساویۃ الاقدام ہیں بغیر قرینہ کے تعیین ممکن نہیں اور ما نحن فیہ میں کوئی قرینہ اکثر پر حمل کرنا
 موجود نہیں ہلا وہ یہ ہے کہ محلی باللام مفید استغراق اس وقت ہوتی ہو جب عند بن سکرینہ کہ عبارت
 توضیح کی مفید ہو اور عبارت رد المختار میں عند ممکن ہو بطور یہ کہ مراد اصحاب قائلین بالاستجاب
 ہوں قطع نظر اسکے کہ اکثر ہوں یا جمیع یا اقل پس عند کو جو ب کے استغراق پر حمل کرنا خلاف اصول
قال سبکم جو بوشایع حنفیہ لکن یہ کہ اگر جرح فعل ہو تو اختیار ہو جائے بتدایا تہج و کمری اور چاہے ساتھ زیارت
 اور زیارت منقطع ہو استجاب پر کیونکہ اگر زیارت واجب یا سنت ہو کہ ہوتی تو تسویۃ فیہ کے کیا معنی بلکہ عامیہ
 کہ ابتداء بالزیارت حسن ہوتی پس مسئلہ صریح دلالت کرتا ہو اس پر کہ زیارت قبضوی کی نزدیکی جو حنفیہ کے
 مستحب علی الخصوص احوال و دنیا کی ہی اور صاحب تصحیح القدیر اور صاحبان ربیعہ و صاحب مختار بقول
 استجاب کے قول وجوب یا قرین جو ب کو نقل کر کے مسئلہ کہ منفعہ استجاب پر بیان کرتے ہیں **قول** استغراق
 اس مسئلہ کا اوپر استجاب یا زیارت ممنوع ہو بلکہ قول وجوب پر مسئلہ نبی مقیم ہو اس وجہ کہ زیارت بر تقدیر جو ب
 واجبا مطلقہ ہو نہ واجبات قیدیہ ہو اور خیمہ بین التطوع والواجب المطلق جائز ہو مثلا اگر کسی شخص چاکر کو

ثم قسّمی بالزیارة وان بدر الزیارة جاز او یجوز تقدیرہم النقل علی الغرض انکم غیش الغوات والاجماع واد معلوم ہوا
 کہ تسویہ و تخمیر متفرع عن تشہاب پر اقول یہ آپ ہی کو معلوم ہوا ہوگا ورنہ یہ مسئلہ منقولہ قول وجوب برہنی
 مستقیم ہو چیکہ سابقہ مذکور ہو اسلئے انصار اسلئے کہ تشہاب پر باطل و انشراح اقول اور شیخ عبدالحق دہلوی
 جذب الغلو بہ بین لکنتی بہن یارت آنحضرت نزدیکی حنیفہ از افضل مذہبات و او کہ مستحبات ست قریب بدرجہ واجبات
 اگر کوئی تشہبہ کرے کہ اس کے معام ہوا کہ زیارت آنحضرت یا صاحب کے نزدیک قریب بواجب پسند کر دہوئی
 تو جواب دیکھا ہے کہ قریب بواجب نص سنت ہو نہ ہوئے میں بین و اسلئے کہ نزدیک یارت ذہب آنحضرت تحب
 شہری و درجہ کہ جس لکین اختلاف صاحبین قول ہوتا ہے تو فتویٰ امام کے قول پر دیا جانا ہی چیکہ مذکور
 میں لکھا ہے کہ جس میں اختلاف صاحبین متقول نہیں اوس میں بالاول امام کے قول پر فتویٰ
 دینا چاہیے قبول عبارت جذب الغلو کہ بافتی ہمارے مقصد کے ہے یہ مقصد مولف کے کہ چونکہ سابقہ محقر
 ہو چکا اور مولف بھی قول تحقق حکم میں لکھ چکے کہ واجب و قریب واجب و لون قول متعارف میں آئے
 اول ذیل اسپر ہے کہ فقہاء جماعت میں جماعت کو سنت ہو کہ قریب واجب لکتے ہیں اور اسلئے چکا
 واجب متفرع کرتے ہیں مجمع الانہر شرح ملتقى البحرین و الجماعہ سنت ہو کہ دای قرعہ میں الواجب ہو کہ
 اہل مصر قولہا و اذ ترک واحد ضرب حبس لا یخص لاحد ترکہ الا لحد منہ المظہر فیہ و الا لحد منہ
 اور ضعیف الدین شرح وقایہ میں لکتے ہیں الجماعہ سنت ہو کہ دای قویۃ ثبوت الواجب لا یخص ترکہ الا لحد
 عند انتہی اور شرنبلانی مراقی الفلاح میں تحریر کرتے ہیں الصلوۃ بالجماعہ سنت ہو کہ دای ضعیفۃ بالواجب ملحق
 انتہی اور عمر مصری جواب لغیبہ شرح ذرۃ منہ میں تحریر کرتے ہیں الجماعہ سنت ہو کہ دای قویۃ ثبوت الواجب
 فی القوۃ حتی اہتمل بملازمتہا علی وجود الامکان انتہی ان عبارات سے صاف ظاہر ہو کہ فقہاء کو نزدیک قریب
 واجب و تشہبہ واجب حکم واجب میں ہے اور ترک و سکا بغیر غرض کے جائز نہیں ہے چیکہ واجب کا ترک بغیر غرض
 جائز نہیں ہے اور وجود و سکا علامات ایمان ہے چیکہ واجب وجود واجب فرض شائع ایمان ہے کہ جس سطح پر یارت
 قریبی جب امام ابو حنیفہ کے نزدیک مقتضای عبارت جذب الغلو ہے قریب واجب ہوئی تو ترک و سکا بغیر
 غرض کے جائز ہوگا اور جو غرض بغیر غرض کے اوسکو ترک کر لگا وہ مضروب و محمول و سرخر ہوگا اور یہی حکم مذکور
 کا ہے اور قریب واجب کو سنت ہو کہ چل کر نایا خوب اوس سے مراد لینا خلاف معقول منقول ہے و ملکہ خود لکھا
 آپ کے تحریر نقل محقق ہے اور یہ دوسرے نسخہ میں اوان واضح ہے چنانچہ آپ سے نہ ناقص واقع ہو اوسکو یاد کر رہے اور

اپنے قول سے رجوع کیجئے اب ہم معارفہ بالقلب کے تہمین اور آپ کی تقریر کو محسوس کے کتنے ہیں صحت پر ایک
امام کے موافق عبارت جذبات القلوب کے زیارت قبضہ نبوی واجب ٹھہری اور خلافت اس مسئلہ میں صاحبین کا
منقول نہیں ہے تو امام کے قول پر فتویٰ دینا لازم ہو گا کیونکہ حسین امام اور صاحبین کا خلافت ہوا حسین قاضی
عبارت در مختار فتویٰ قول امام پر دینا چاہیے پس حسین اختلاف صاحبین منقول نہیں بالادلی اور حسین
امام کے قول پر فتویٰ دینا چاہیے اور ہر ایک کے شکر گزار ہیں کہ آپ نے باب ترجیح قول واجب میں ہماری مدد کی
کیونکہ یہ سابقا کلام مہرم میں عبارت فقہار در باب وجوب منقول ہوئی تھیں مگر ان میں صاف امام عظمیٰ سے تصریح
وجوب کی تھی اور آپ نے عبارت جذبات القلوب کو پیش کر کے ہماری راہ کو موافق فرمایا فخر الکلم اسد جزا وغیرہ
قال وجہ ششم قول استحباب کی دلیل قوی ہے کیونکہ دلیل اس کی احادیث صحیحہ میں جو زیارت مطلق قبور پر لکھا
گئی ہیں اور دلیل وجوب حدیث جہانی وغیرہ جسکی موضوعیت کی طرف اکثر محدثین متفقین لکھے ہیں اور
فتویٰ اوس قول پر چاہیے جو اقویٰ ہو اور راہ دلیل کے درختا میں یہ قوم ہو و صبح فی الحادی القدسی قوتہ المدد
اقول جمع احادیث کہ استحباب مطلق زیارت قبور پر دلالت کرتی ہیں ان سے کہیں بھی وجوب بعض افراد کی نہیں
مفہوم ہوتی ہے اور حدیث جہانی کہ بنا تحقیق طائفہ محدثین قابل احتجاج ہے وجوب پر دلالت کرتی ہے پس اخذ
اوس کو ساتھ التیق پر علی الخصوص جبکہ روایت وجوب کی امام عظمیٰ ہی وارد ہو گئی تھیں شرح منیہ میں ہے لاینبی
ان لیصل عن المدراۃ اذا و انتھار و ایتھتی اور دعویٰ کرنا اس امر کا کہ حدیث جہانی کو اکثر محدثین متفقین
نے موضوع کہا ہے بلادلیل ہے لازم ہے آپ پر کہ متفقین محدثین کی درست متنب فرمائیے اور ایک عدد بتنا ہی ملے
منصوح کیجئے بعد ازاں ان میں سے اکثر دن کی عبارات ہی حکم موضوعیت کا معاینہ کر لیں اور مجرد دلیل سے قائل نہ ہوں
نہیں لان جبکہ فی الشیء لایبی بصیر **قال** تحبہ چار قول استحباب فوق بالناس ہے نسبت قول جبکہ نسبت
موکہ کو اور ارفق بالناس لائق فتویٰ کے ہوتا ہے **اقول** اگر مرویہ ہے کہ ہر ارفق بالناس لائق فتویٰ ہے تو غلط
کیونکہ بعض ارفق کی دلیل مقدم ہوتی ہے فتویٰ اوس پر کہ مذکور ہو سکتے ہیں اور خود آپ سابقا حادی ہی نقل کر چکے ہیں
کہ فتویٰ قوی مدد رک و قوی المدراۃ دینا چاہیے اور نیز اس موضوع پر اون مواضع سے جہاں آپ کے تعارض واقع ہوا علاوہ
ازین لازم آتا ہے کہ جماعت میں قول استحباب پر فتویٰ دیا جاوے کیونکہ وہی ارفق بالناس ہے نسبت قول
سنت موکہ اور وجوب کے لوہے کی لکھائی العجرا لائق الرجح عند علی المدفہ علیہ وجوب نقلہ فی البدل علی عاتہ
مشائخ انتہی اور مثال اس پر بہت ہیں لافون ارفق بالناس نہیں لایرک ہے فتویٰ دینا اور نہ کہ جائز اور

صحیح بین النظر الی قال ولا تنظر الی من قال و سر سے یہ کہ جس کتاب میں کہ احتجاج ندب پر اجماع
منقول ہے اس میں مراد وہاں ندب بالمعنی اللعنی یعنی یعنی قربت مطلقہ بمعنی ندب مقابل وجوب
وسنت بدیل اسکے کہ ناقلین اجماع خود ہی قول وجوب کو بھی نقل کر کے ہیں چنانچہ صاحب جناب القلوب
نے اجماع اور افضل سن کر مراد کہ سختیات ہوئے نقل کی اور یہ قول قرینہ اسب کو بھی نقل کیا ہے کہ اس
سابقہ مقدمہ سے یہ کہ مراد سنت سے جو عبارت سنن الدی اور شفا میں واقع ہے یعنی لغوی ہی یعنی طریقہ
بقریۃ لفظ من سن السلیل کے یہ متحمل و اطلاق سنت کا اس معنی پر شائع و الذی ہے چنانچہ ملا یقونسنت
سید علی رضا علیہ السلام میں شرح شریعۃ الاسلام میں لکھتے ہیں علم الناصف یدکر سنت تارخہ حیث یقول الحسن
لکما والام الفلانی سنتہ انھو ذلک یرید یہاں سے سید السلیل علیہ السلام علیہ السلام و قولہ اخری یدکر وہاں
سنتہ الی سنتہ و الجماعۃ قارۃ یدکر یرید یہاں سے السلف القائلین قارۃ یدکر یرید یہاں سے اہل اسلام
و دین المسلمین غیر ذلک فہذہ السنۃ بمعنی الطریقۃ تھی جو تھے کہ سنن الدی میں جو عبارت منقولہ لکھا
ہے و قال الی من احبنا الخفیۃ انما سند و تفریق الی الوجوب ہی حق میں کہان سنت علی دلیل علیہ الحادث
انتہی بعد اسکے ابو عمرو ہی اور ابن حجر ہی قول وجوب کو نقل کیا چنانچہ عبارت اسکی تمام کلام ہر میں
مرقوم ہے اس عبارت میں جملہ دلیل علیہ الحادث سے ظاہر ہے کہ صاحب سنن الدی ہی ہی دلیل الی الوجوب ہے
اور مراد سنت سے اسکی عبارت سابقین طریقہ ہی نہ مندوب مصطلح اور نہ مذکور عبارت مخالف مسلک لفظ کے
تھی اسوجہ سے عبارت دلی پر انھوں نے التفاکیا یہ تفسیری جگہ ہے اور جہوں میں جہان مولف نے
قطع و یرید فرمائی قال جاننا چاہیے کہ سنت کا اطلاق جو ان عبارت میں زیارت پر کیا گیا وہ نہانی
احتجاج نہیں ہے کہ چونکہ سنت کا اطلاق سخت پر آتا ہے رد المحتار میں باب العیدین میں مرقوم ہے قال فلو قلنا
و حاصل تجرید اطلاق التمسح علی السنۃ و علیہ انتہی اقول سنت ان دون عبارتوں میں محمول ہے مراد پر
طریقہ متعارفہ کے نہ اور سخت کے کما مر علاوہ یہ کہ سنت کا اطلاق وجوب پر ہی آتا ہے نہ ہی یعنی شرح مختصر
قدوری میں سخت قول نہ وری الجماعۃ سنت کو کہتے ہیں اما اصحابنا فقہاء مختلفہ روایات عنہ نقل انما
واجبۃ و فی سنتہ کو کہتے غایتہ التاکید لفظہم انہم ارادوا بالتاکید الوجوب انتہی اور بحر رائی میں مذکور
صاحب البدائع خیرہ ان القائل سنن الجماعۃ سنتہ کو کہتے لیس مخالفانہ فی الواقعۃ بل فی العبارة لان سنت المعکوۃ
والوجوب سوا حصصا ما کان من شواہد الاسلام انتہی او صدقہ لاشیاء شریعہ و قارۃ ہاں لحدود و تحریر قول

فی
سنتہ
تفریق
الوجوب
و
سنتہ

مصنف و شرط لها شرط الجموع و جوابا و ادوارا و کلمتہ میں افادہ العبادۃ ان الحوۃ العید واجبہ و ہوا و اتہ من

الی حقیقتہ و ہوا الصبح و یل انما شتہ عند علمائنا فان محمد قال عیدان جہان فی یوم واحد فالاول سنہ و الثانی

فریضۃ فاجیب بان محمد انما ساءما سنۃ لان جوابا بالسنۃ انتہی لکذا فی الہدایۃ و حواشیہا و ادوارا لکذا و سبب

انقضاء من باب لا ذان و ادوارا لجماعہ کو ملاحظہ کیجیے گا صاف واضح ہو گا کہ اطلاق سنت کا وجوب پر عرف فقہاء

میں شائع ہے پس لفظ سنت کا جو عبارتہ میں الہدی و شفا میں واقع ہے اگر اس معنی پر محمول ہو کہ نقصان نہیں

ہو اور جمل کرنا و سکا تحجب پر نفل ساق عبارت ہو گا لایعنی علی من لا ادنی تدبر قال اگر کجا و سکا

کجیسا اطلاق سنت کا تحجب پر کیا ہی و یا سبب اطلاق تحجب کا سنت پر ہی آیا ہی پس جن عبارت میں لفظ

بہ تحباب ہو و سکو سنت ہو کہہ پر کیوں نہیں محمول کیا جاتا ہے تو جواب اسکا یہ ہے کہ قول بالسنۃ لہو کہہ صریح

کسی منقول نہیں ہے و جیسا کہ الہدی سکا حال تکشف ہوتا ہے بخلاف قول بہ تحباب کے اقول انکا تصریح سنت

موکہہ کا کلیۃ غلط اس واسطے کہ بعض نے تصریح سنت ہو کہہ ہو کی کی نہ ہو کہہ و نہ ہو کہہ الدین جنہی میں کہ جبکہ

ترجمہ سوطی حسن الحاضری فی اخبار و صفات القاہرہ میں لکھتے ہیں بحکم الدین ابو عبد اللہ محمد بن حمدان الحارثی ناظر

العیالۃ الکبیر شیخ الفقہاء مصنف الرعاۃ الکبریٰ انتہی لایہ معرفۃ المذہب مات بالقاہرہ فی صفر سنۃ ۴۸۳ و تسعین

و ثمانۃ انتہی ضیاء النجفی الدین سبکی شفاء الاستقام کے باب بیع میں لکھتے ہیں قال محمد بن العیالۃ الکبریٰ یوسین بن یوسف

من سکنہ باریۃ قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم و قبر جانیہ لہ ذلک بعد فراغ حوجہ ان شاقبل فراغ انتہی و درجہ اولیٰ القیامۃ

القاضی جمال الدین بن عبد اللہ بن جکی ذات سید طری نے سنہ ثلاث و عشرين ثمان مائۃ لکھی ہے ضیاء محمد بن عبد اللہ بن جکی

شیخ مواہب لدنیہ میں تحریر کرتے ہیں تصدیح المجال الانفس فی شرح الرسالۃ بانما شتہ موکہہ قال اگر کوئی شہید ہو کہ

اجماع نہ ہو کہہ سکتا ہو مال نہ کہہ بعض واجب بعض سنت ہو کہہ کہتے ہیں تو دفع اسکا اسطو یہ ہو کہ سنت ہو کہہ نہ تصریح

تصریح منقول نہیں ہے و ان بعض مالکیہ سے جو قول الوجوب بقول ہوا و سکا لکھنے کے ساتھ سنت ہو کہہ

کے کہی ہے جیسا کہ ابن حجر مکی جنتی و منظومہ میں لکھتے ہیں قال بعض المالکیۃ وجبتہ و قال غیرہ منہم معنی السنین

الواجبۃ انتہی اور قریب بواجب جو لوگوں نے لکھا ہے وہ بھی کچھ نص سنت ہو کہہ پر نہیں بلکہ قریب بہ جب کا

حمل تحجب پر ہی ہو سکتا ہے لکنہ و جب بعض مالکیۃ یعنی ابو عمران سے منقول ہے و ادوارا ہر معلوم ہوتا ہے کہ او

لوگ جو وجوب کے طرف گئے ہیں وہ عقیدہ ابو عمران کی کئی ہیں لیکن یہ قول ارفع اجماع نہیں ہو سکتا جبکہ

وجہ اقول اس کلام میں چند مناقشات ہیں اول یہ کہ انکار تصریح سنیت قلت متبع سے ارفع ہے

کیونکہ سابقہ گذر چکا کہ نجم الدین اور جمال الدین نے تصریح سنت ہونے کی کی ہو دوسرے
 یہ کہ ابن حجر کی تصنیف کا نام درمنظوم ہے نہ درمنظوم فقیر ہے یہ کہ محل کرنا قریب اجب
 مستحب پر بعد عن الغم ہو بلکہ قریب واجب حکم واجب ہیں کیا غیر مرہ جو تھے یہ کہ ابو عمران
 کے جو لوگ سابقین ہیں وہ بھی قائل ہو چکے ہیں مثلاً امام ابو حنیفہ عسیا کہ عبارت جذب القلوب سے ظاہر ہو
قال وان کہ مختل ہے کہ یہ قول مائل ہو چسکا کہ فاضل عیاض نے ابی عمر کو قول میں مائل کی ہے حقا قاضی
 عیاض میں مرقوم ہے **قال** ابو عمر وانما کہ مالکان **قال** طواف الزیارة وزیرنا قبر العی علیہ السلام را تعالیٰ
 الناس فی کتبہم بعضہم لبعض وکہرہ تسویۃ العی علیہ الصلوۃ والسلام مع الناس فی هذا اللقطۃ ایضا **قال**
 الزیارة مبارکہ میں انما کہ واجب شدہ الرجال کی بقول علی بن ابی طالب علیہ السلام یہ بالوجوب ہوتا ہے وجوب
 ندب و ترغیب تا کہ اگر چسکا ایضا صاحب لابی فائزہ نے عمر شریف سے قول میں مائل کی ہے عبارت اس کی ہے
 وحب الزیارة فی کل سبع ومانی سیانہ عنہ تسبیحی بحب الزیارة علی النعمین فی ال سبع ومانی اور علی بن النعمین
لا الوجوب اقول بالفعل ختم پیش نظر ہو تو میں لفظ وجوب الحسن ہے نہ وجوب ندب اور اگر کسی نے وجوب
 تاویل مفتوح کیا جاوے تو خصم ہو گا کہ جن عبارت میں اور اگر کلمات اتبع ہو اس سے مراد بھی جب ہو گا کہ
 مستحب اطلاق ظنی قربت پر ہی مراد ہو اور اگر لفظ بارہ وجوب و فرض پر لیں بایت قبہ نبوی بنا
 را جماع صواب از اہل بیت بعد وجوب ہو جائیگی اور نہ وجوب کو نہایت وقت پڑ جائے گی **قال** دوم علان
 جمیع جماع ہے وہ ہے کہ جو عصر انعقاد اجماع میں ہوا اور مائل تراجم میں منوع ہو **اقول** اجماع اطلاق
 میں شرط ہے اور اس مسئلہ میں جو واقعات اور بنایا قلوب و سنن المدی سے اجماع نقل کیا گیا وہ
 اجماع حملہ علی السلام و اہل علم ہوتا اجماع ہذا صحیح ہے کہ اس تصور میں نہ کوئی اور اس اجماع میں ایک شخص
 مسلم اور عامۃ النصارائی بطل اجماع ہو گا تاہم یہ ہے کہ اس مسئلہ میں بعضی مہمہدین نے مثل امام ابو حنیفہ
 باقتضا کلمات یا نہایت قلوب تہذیب جب کا مشورہ جب ہو گا کہ اس اجماع حجاب پر کمان کے لئے ہو گا
 اور اگر کہے کہ اجماع حجاب قبل مسلمانہ سے منوع ہو گیا تو اس کا نہایت عجیب **قال** تہذیب و سنن
 کو کمان کا مانع ہے کہ خلاف یا فاق کا اجماع میں اعتدال ہو اور اس اجماع حجاب کا کوئی اور مانع نہیں
اقول اس میں ہی اثر اجماع ہذا صحیح ہے نہ اجماع حجاب کی شدت ہے کہ نہ اجماع لغت معنی غم و اذعان
 ہے جو اور اجماع بعد ازہم اتفاق ہوا تو تمدن ایک زمانہ یا پر ایک حکم شرعی کے اور یہی اجماع صحیح عنہ

علم اصول میں ہوا اور شرط بشرطی اور شرط مذکور اسی اجماع کی ہر چنانچہ کتب اصول میں صحیح ہے
اور انھن فیہ میں صاحب القماری نے اجماع مسلمین نقل کیا اور صاحب جذب اور منہدی نے
اجماع علماء دین نقل کیا اور کسی نے اجماع مجتہدین کا اطلاق نہیں کیا پس خلاف ایک عالم کا بلیس
اجماع کو باطل کر دینا بلکہ خلاف ایک عامی یا ہلکے میں اجماع مسلمین ہو گا مولانا ولی اللہ دہلوی
شرح مسلم الثبوت میں لکھتے ہیں لا یجوز علی المتدبر ان اجماع الذی ہو احد اولیہ الاحکام لا یتحقق الا بفاز
المجتہدین فان قول العامی لا مدخل له فی ثبوت حکم اصلا واما ان ارید بالعلم کلک لا اجماع علی امہات الشرائع
کالصوم والصلوۃ والزکوۃ والحج وغیر ذلک فلا شبهۃ لہ لا یتحقق بالمجتہدین انتہی اور عبد الغنی بن نجاری نے تحقیق
شرح منتخب حسامی میں لکھتے ہیں من کیس من بل الراعی الاجتہاد من العامی حکم العوام منی لا یعتد بخلافہ
الذی لا یعرف لاصول الکلام المفسر الذی لا علم له بطریق الاجتہاد والحديث الذی لا بصیرۃ له فی وجوہ الراعی
وطرق المتقائس والحوالی الذی لا معرفۃ له بالاولیۃ الشرعیۃ فی الاحکام واما لا یحتاج فیہ الی الراعی لیس
فی ذکر الخواص العوام کالصوم الخمس وجوب الصوم والزکوۃ ونحوہا فیشرط فی النفاذ والجماع ذیل اتفاق
من الخواص العوام حتی لو فرض خلاف لبعض العوم فیہ لا یعتقد بالاجماع انتہی قال اگر کہا جاوے کہ جس میں
اجماع مقبول ہو مراد اس سے عام ہو جو متحد بہ سنت موعودہ ہو جب کو شامل ہو تو اس کا جواب ہے
اول یہ کہ تاویل محض لغوی کیونکہ مقصد اس مقام پر بیان حکم شرعی ہے اور حکم شرعی استحباب خاص ہو
مصطلح عام نہ ہو تو ان لوگوں میں جسکی دلیل ضعیف ہے اور علم نہ ہے او میں تاویل کی ہے تاویل نہ کرنا اور
قول لا استحباب بلکہ دلیل قوی ہے اور کسی نے اس میں تاویل نہیں کی تاویل کرنا محض ترجیح بلا مرجح ہے
اقول جو لو کہ استحباب بلکہ اجماع نقل کرتے ہیں ہی قول جو کہ کوئی نقل کرتے ہیں اس میں صاف ظاہر
ہو کہ مراد استحباب ہے انہوں نے عام مراد لیا کیونکہ در بیان ذکر اجماع جمیع مسلمین کا جمیع علماء دین کے استحباب خاص
کو اور در بیان کرنا ہے کہ متناہی وضع ہوا کہ میں کہوں گا اولی الایدی والا بصار العلم ہذا الذی فی
الواضح والذات نفس اللامح اور اسے جو در وجہ جواب میں ذکر کریں کہ میں نے وجہ دل میں ہوا مشکوک ہے
اس واسطے کہ بسط طرح استحباب خاص حکم شرعی ہے واسطے اثبات قریب ہی حکم شرعی ہے حاشیہ نسخہ میں لکھتے ہیں
ذکر شیخ الاسلام کہ ان الطاعۃ فعل یا ثبات علیہ توقف علی ثباتہ ولا عرف من فعل الاجلہ اولاً والمقرۃ فعل یا ثبات
علیہ بعد معرفۃ من تقریر لایزال ان علم توقف علی ثباتہ والعبادۃ مایا اعلیٰ قبلہ وتوقف علی ثباتہ فلو العلمات نفس

والصوم والحج من کل ما یتوقف علی المیتۃ قربہ وطاعتہ وعبادۃ وقرۃ القرآن الوقف العتق والصدقۃ ونحو
 مما لا یتوقف علی ذلک قربہ وطاعتہ لیست بعبادۃ والنظر المودعی الی معرۃ احد تعالی طاعتہ لافترہ ولا عبادۃ
 اتمی وقواعد نہ ہیں الا باہامی اگر یہ شک آئے ہو کہ مندوب ہونا زیارت نبوی کا یا المغنی اللع ام طہری
 او سکو کر کرنے کی وراوہ پر جماع نقل کر کے کیا ضرورت تھی تو جواب دے سکتا ہوں کہ چونکہ بعض کے اکل
 اسکی قربت ہونے کا منقول ہے اسوجہ سے فقہاء و اسکریبان کر کے کو فتح سمجھا اور آپ کے دوسرے وجہ کا جواب ہے
 کہ بابت دلیل با ضرورت کو مسدود کرنا ضروری ورنہ جسکو جس حد تک لیل شے لگی یا ضعیف معلوم ہوگی
 اسکی تاویل کر لیگا اور انظام شریعت نہ وبالا ہو جائیگا قال اگر کسی کو غلبان ہو کہ ثبوت جماع موقوف سند
 متصل ہے تو جواب دے سکتا ہوں کہ یہاں جماع لباب غیرہ ہی نقل کیا ہے اگر تمارے نزدیک ہے معتبر ہیں تو یہی کافی ہے
 اور اگر نہیں تو جتنی عبارات تائید و وجہ کے لیے نقل کی گئی ہیں انکو قائل انتخاب ہی تسلیم نہیں کر سکتا
 اقول یہ فقیر داب مناظرہ و خارج ہے بلکہ فروغ مکابرہ و مجادلہ ہے کیونکہ محیب کو مستعرض ہو کہ کتنا کہ اگر تم
 ہمارے قول یا نقل کو مسلم نہ ہو اگر ہم ہی ہمارے قول نقل کرتے ہیں گے ہوائی علم مناظرہ کے جائز نہیں
 کتب مناظرہ کو ملائمہ فرمائے بعد اسکی میدان مناظرہ میں آئے اور لباب غیرہ اگر یہ خصم کے نزدیک مقبول ہیں
 لیکن نقل جماع اسکا حوالہ ہے اوپر مطلق نہ کہے بالقرائن اخلیۃ کما غیرہ علاوہ یہ ہے کہ کسی کتاب کے معتبر ہونے
 یہ نہیں لازماً کہ جو تیار و ہمین مرقوم ہو اگر یہ خلاف ثقافت ہے مقبول ہو جاوے اور عبارات تائید و وجہ کی
 تسلیم ہو کر لازم ہوگی اسوجہ سے کہ خود آپ اس کے قائل ہیں کہ بعضوں کو نزدیک بارت و جب ہے قال اب
 مال سنت ہو کہ وہ ہونیکا قطع نظر اسکے کسی ہی منقول نہیں ہونی نفسہ محض اصل ہے کیونکہ اکثر فقہاء کے
 نزدیک سنت ہو کہ قین مولیبت نمونہ شرطی اور اسکا فقدان محل نزاع میں بدیہی ہے اور موافق بعض کتب کے
 نسبت مختلفہ راشدین سے ہی سنت ہو کہ ہوجاتی ہے لیکن ہونکا تحقیق میں مقام ہے خیر شیعہ میں ہر قول
 یہ تھا کہ قیب و متنبہ وجہ و اول کہ قول سنت ہو کہ کا ہمیں قول ہے کما غیرہ مترہ لبس لب کلی اس
 باب میں خطا ہے دوسرے یہ کہ وہ اصل ہونا اس کا غلط ہے بلکہ اصل اسکی انرابن عمر سہرناہت ہے کیا سیا
 اور میل سے قول مقابلہ منقول کا نہیں کر سکتے تیسرے یہ کہ انساب اسل کا کہ سنت ہو کہ میں طوالت
 جو یہ شرعی طرف اکثر فقہاء کو مطالب نقل عبارات ہے یک جم غفیر فقہاء کا مثل عینی ابن ہمام و عبد الغفر
 بخاری حسب کشف الاسرار و ابن کمال و ابیہ و لا خیر و صاحب نرو صاحب ابیہ غیر ہم سنت ہو کہ کو عا

فقال سلام عليك يا رسول الله وفي الموطأ مروي انه سمي ابن بن عمر كان يقف على قبر النبي صلى الله عليه
 وآله وسلم فيصل على النبي صلى الله عليه وآله وسلم ويكبر ويقرأ الحمد ويحسب حسن كما رايت بخط الحافظ ابي الفتح الرازي
 المدني قال حدثنا عبد الملك قال حدثنا ابن عمر قال حدثنا كثير بن زيد عن ابي اذرن صالح قال اقبل
 مروان بن الحنفية رجلا واضعا وجهه على القبر فاندمروا ان برقته ثم قال بل تدرى ما القنع فاقبل عليه
 قال نعم اني لم ات الحجر انما جئت رسول الله سمعت رسول الله يقول لا تكبوا على الذين ذاولوا به ولكم الجواب
 علي الدين اذا ولي غيري ثم اورد من نظم ميم بن زيد الحديث اخبرنا احمد والطبراني والنسائي فيه من ضعف
 النسائي لكن في نسخة اخرون انتهى مخفى من رتبته كيعض قاصدين من حديث رواه حديث قصه بلال وقصه زيارته
 حضرت عائشة رضي الله عنها وكره كثير من كعبه في ما قبلها او في ما واسطه ركبته او لم يبق قبره كعبه سائده خصوصا
 اوليا والى الله كعبه سائده ورست واوريه تنادوا وكانا غلبه سويكون ان حضرت سوياسه وصاله وعبادته
 صا وروى في اليسى صورت من فاعل ان امره كان في ربه اس جواز ان صور كالحالت اختيار من
 ثابت هو تاهي او ربه واسطه او ربه سوياسه مروي من ابن مالك حضرت النسفي في ربه مروي هو او في ربه
 حنفية شافعية مالكية وجعل عليه نصيح كرتن من كعبه سطح كعبه سور بدعت وكرهه من كعبه كعبه سائده
 قبر رسول هو باقبرولي هو باقبر رشده هو باقبر الدين هو كرتن كرتن نيلاميه تفصيل اسكي ومنظم وغيره من
 هو او ربه في فار الفار من هو قال الحافظ ابو عبد الله محمد بن موسى بن النعمان في كتابه مصالح الظلام
 الحافظ ابو سعيد السمعاني ذكر في ما روي عن علي بن ابي طالب قال قدم علينا اعرابي فوجدنا
 رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلاثه ايام فرمى بنفسه على قبر رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وقال يا رسول الله
 قلت سمعتا توكلت وعيت عن الله سبحانه وكان في اترل عليك لو انتم او ظلموا انفسهم جاؤكم يتخفرون
 الاية وظلمت نفسي فبكت تنفخ في فنودي من القبر فذبحك انتهي او ربه في فار الفار من هو قال يحيى
 في كتاب اخبار المدينة له حدثنا بارون بن موسى قال سمعت جدي علقمة يسأل كيف كان الناس يسلمون
 على رسول الله صلى الله عليه وسلم قبل ان يدخل البيت في السجدة قال كان يقف الناس على باب البيت
 يسلمون عليه كان الباب ليس عليه غلق حتى هلكت عائشة انتهى ان اخبار وحكايات زيارته رنا
 حضرت ابن عمر كابلت كثيره او عموها او فاطمة او ابوالوليد انصاري ربه ان نبي الله صلى الله عليه وآله وسلم
 عظامه كانه مضافا لاشدين من اوليها وكره كثيره من ربه او ربه ان سب اخبار ربه وكره كثيره

کہ وفاء و الوفا وغیرہ میں یہ شرط ہے کہ زیارت قبر نبویؐ کے بعد وفاء وغیرہ نہ کرے
 اور زمانہ تابعین میں یہ متداول تھا اور اس کی تفصیل دہشت اون حضرات کی ازلیان میں مذکور ہے کہ
 بعض اخبار سے سنت ہونا زیارت قبر نبویؐ کا بقول ابن عمر ثابت ہے اور بظاہر سنتہ و قائلین بابت کا اس
 اثر کے ساتھ ہے جیسا کہ علامہ سعد الدین حنفیؒ نے بیان کیا ہے جس کی سند امام عظیم دین لکھتے ہیں کہ حنفیہ
 عن ثمال عن ابن عمر قال من سئل ان تاتى قبر النبي صلى الله عليه وسلم من قبل القبلة وقبل ذلك الى القبلة
 مستقبل القبلة بوجهك ثم تقول السلام عليك يا ابا النبي ورحمة الله وبركاته ثم تسلم على قبره فليس من النبي
 في شرح سند الامام میں لکھتے ہیں اسی سنتہ الصحابة ومن تبعهم الى سنة النبي او يوافق قاهه او يصل عليه
 لازم ہے کہ اس اثر کا حکم مرفوع کا ہو کہ چونکہ قول صحابیؓ کی سنتہ نزدیک محدثین کے حکم مرفوع میں ہے حافظہ
 شیخ الفیہ میں لکھتے ہیں قول الصحابیؓ میں سنتہ کہ بقول علمائے سنتہ وضع الکف علی الکف فی الصلوة
 تحت السجدة ورواہ ابو داؤد فی رواۃ ابن سبتہ وابن الخزالی قال بن الصلاح لا یصلح لہ سنہ مرفوع لا
 الظاہر لہ لایرید بالاسنتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وایجب اتباعہ حتی اور قاضی بدرالدین حنفیؒ
 اپنی مختصہ میں لکھتے ہیں قول الصحابیؓ امرنا بکذا او ننبیاء عنہ او امرنا بکذا اور ابن سبتہ کہ مرفوع
 اہل الحدیث و اکثر اہل العلم لظہور ان البنی علیہ السلام ہوا امر و انہما سنتہ وقال اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 والاول الصبیح سوا وقال الصحابیؓ فی ذلک فی حیاة البنی صلی اللہ علیہ وسلم او بعدہ انتہی اور حسن طبریؒ
 شرح مشکوٰۃ اپنے خلاصہ میں تحریر کرتے ہیں قول الصحابیؓ امرنا او ننبیاء او سنتہ کہ مرفوع عند اہل الحدیث
 و اکثر اہل العلم انتہی و کہذا فی فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث للسخاوی و فتح الباقی بشرح الفیۃ العرانی شرح
 ترکیب الافکار فی وفادۃ اصول الحدیث لابن الصلاح و غیر ذلک من کتب الفطن کسب باقتضای اس قاعدہ
 کہ قول ابن عمر کا سنتہ حکم میں مرفوع کے ہوا اور اس سنت سے نبویہ مادہ کرنا ضرور ہوا اور سنت
 نبویہ لازم الاتباع ہے حدیث علیکم سنتی سنتہ الخلفاء الراشدین پس زیارت قبر نبویؐ لازم نہیں ہے اور
 سمہوی نے وفاء و الوفا میں بھی اس اثر ابن عمر کو حکم مرفوع میں شمار کیا ہے عبارت و سکی یہی فی سند
 ابن حنیفہ عن ابن عمر قال من سئل ان تاتى قبر النبي صلى الله عليه وسلم من قبل القبلة وقبل ذلك الى القبلة
 الى القبلة مستقبل القبلة بوجهك ثم تقول السلام عليك يا ابا النبي ورحمة الله وبركاته اخرج الحافظ طبرانی
 محمد فی مسندہ عن صالح بن احمد عن عثمان بن سعيد بن ابی عبد الرحمن المغفری عن ابی حنیفہ عن نافع عن ابن عمر

فرمانی ہوا اور روی حدیث میں اربعہ جہتیں لاشعاعی و حدیث میں حج فراقبری بعد وفاتی کلان کلمہ انبی
نوجہاتی و حدیث میں جاؤنی زائر اللہ عجاۃ الاذیادی کے خود ابن عمر میں پس درمنون بمقتضا نہیں
ترغیبات بلیفہ کے زیارت قبر نبوی پر حکم سنیت کا دیا اور اگر زیادہ تحقیق میں ہو سکے منظور ہو تو سوا یہ فی
مافی شرح الوفا کہ کوئی کہہ کہ اوہم تعریفیات سنت کو کہ جو فقہاء میں منقول ہیں مقدوح کیے گئے ہیں اور
بعد تحقیق فیضیل سیاسی کے میرقوم پر قول البنی علیہ السلام علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اللہم لا یضرب علیہ منیت لہو
علی ماہو حقیقۃ الامور الخاف کتابا او قولاً علی منہ او اجما حاد ماہو تعظم المیر فیہ تدل علی خلاف کفناں کان
من ہذا الامور کان لیل علی علم الوجہ ما علی الاحباب وعلی الابانہ وان لم یکن لہ صریحاً لکنہ شمل علی ائوۃ
لنہارک الزجر علی الراغب عند کان فکالہ البضا امارۃ للوجوب الترغیب الہدی بانہ التا کلمہ لم یفہم
ما یل علی الخیر امارۃ ثبوت ثلثۃ الموکرة وکذا التقیر علی فعل دالاتہا لم یفعل و زیادۃ البضا علی علیہ
وہو الذی ہدیانہ المواطۃ التشریعیۃ فند لزنی قال علاوہ کفر صلیہ موظبت خلفاء راشدین کا مفید
سنت ہونا خلاف تحقیق ہے بدو وجہ اولی کہ اگر فرض کیجئے کہ ایک فعل ایسا ہو کہ اوپر حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے موظبت نہیں کی لیکن اسکی غیبت دلالی ہے پس فعل لامحالہ محجب ہو گا اور بعد حضرت کے
خلفاء راشدین اس محجب پر مقتضای حدیث احباب اعمال الی السداد و ما وان فی موظبت کہ لیس خلفاء
کے موظبت ہی سنت ہو کہ وہ جو ہوا تو ہم چوتھے ہیں کہ آیا استحباب فی لایا منسوخ ہو گیا کہ تقدیر
اول اجتماع متناہیین لازم آتا ہے اور بر تقدیر ثانی لازم آئیگا نسخ اور حدوث دلیل شرعی بعد حضرت کے
اور یہ دو اذین غیر متصور ہیں تو فیج میں کہا ہے واما ان نسخ فہو بالکتاب السنۃ لا القیاس لایاتی و لا الا
ادریج میں مبطور ہو و الجہد علی انہ لا ینسخ لاشیخ لاجل لایکون لامن لیس شرط لای تصور حد فہو بعد البنی علیہ السلام
والسلام اگر کوئی شبہ کرے کہ حدوت مفروضہ میں نسخ فعل خلفاء راشدین نہیں ہے بلکہ حدیث علیکم ہی سنتی
سنۃ الخلفاء و الراشدین جو ہو کہ وہ ہونے سنت خلفاء کی دلیل جو پس جواب و سکا یہ ہے کہ سنہا پر لازم
آتا ہو کہ اجماع کا نسخ ہونا ہی درست ہو کہ نہ کہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ اسوقت تا نسخ اجماع ہو گا بلکہ وہ آیات قیاس
جو محبت اجماع کی دلیل ہیں بلکہ چاہیے کہ قیاس کا نسخ ہونا ہی درست ہو چاہے اس قول نسخ عبارت ہو
تدیر حکم شرعی ہے جو وقت آج ہو یا بعد بدیل شرعی متراخی پس اگر حکم شرعی ہو بد ہو نسخ اسکا جائز نہیں
اور اگر مراد یہ ہو تو آئے اسوقت سنتی کو ارفع اس حکم شرعی کا ہو جائیگا اور البی نقاع ہر اطلاق نسخ

نہ ایگیا ملاخص صاحب رو غمر قاة الاصول میں لکھتے ہیں ہوا انیل علی خلاف حکم شرعی دلیل شرعی مانع
 و محکم حکم شرعی لم یحققہ توقیت و لا تا بلایتی اور توقیت حکم کی نہیں ہو تین میں اول یہ کہ توقیت میرج
 بوقت معین ہو یا میں طور کہ شارع کہدے کہ یہ حکم فلاں سال تک ہجری کا اس معرت میں جب سال ایگیا حکم منع
 ہو ایگیا نہ ہو جو دلیل شرعی مانع بلکہ مبلوغ وقت لکھ کر اور مثال اس صورت کہ احکام شرعیہ میں ناورد الوجود
 ہو تحقیق شرع مخب جسمی میں ہی اما اول نسل ان بقول الشارع اذ تنکلم لکم ان یفعلوا کذا الی مستکذا
 او قال احللت الشیء الی عشر سنین و انما منته قال القاضی الوزید لیس هذا القسم مثال فی المصنوعات
 شرعاً و ذکر فی بعض الحواشی ان قواہ تعالیٰ ترعون سبع سنین انما قواہ جن کرہ متعوانی ان کرہ ثلثہ ایام
 و لیس پس یہ لان و نہ لیس میں الاحکام الشرعیہ و کلاسا فیہا انتہی دو شرعی صحت یہ ہو کہ حکم شرعی
 منوط بعلت ظاہر ہو و توقیت حکم تا وجود علت شرعی ہی نص حکم ہی مضموم ہوتی ہوا صورت میں ملک
 وہ علت موجود دیکھ حکم ثابت رہیگا اور جب علت متعلق ہو جائیگی حکم ہی مرتفع ہو جائیگا اور اسکو
 اصولین ساتھ ساتھ انکما باہتمام کچھ بقیہ کرتے ہیں اور نسخ ہی اسکو مفرق بنجہ میں مولوی الی نسخ
 شرح مسلم الثبوت میں لکھتے ہیں فان قلت الفرق بین انتہاء الحكم بالقطع وجوبه بالقطع مع عدم الموقف
 قلوبہ مثلاً و بین النسخ جبر انان کل نسخ لا بد من انتہاء صلوٰۃ منوطہ بالمفسوخ او علت موجبتہ فتمت
 احداً بالنتیجہ اول تا مخرج اصطلاح قلت لا شہدہ فی کون الحكم منوطاً بصلوٰۃ موجبتہ کہ ممکن ملک
 قد یكون بحيث یفهم الفاحص ان الحكم منوط بها من كلام الشارع فیغیر بقاہا فان علم انتہا
 یحکم بالقطع الحكم نہما شرع الا غیر کا لقطع خاصۃ الافطار بالاقامۃ و انقطاع التکالیف بجاہا بالکفو
 و قد یكون بحيث لا یفہم من الخطاب عدم ما یعلم بالفاحص ح اذا رفہ کان فی انتہی تیسرے صحت یہ ہی
 کہ توقیت یک حکم شرعی کے دو دوسرے نص سے مترقہ بادلالہ معلوم ہو گئی کہ حکم سابق جملہ نص سابق سے ثابت ہی
 وہ فلاں وقت تک باقی رہیگا اس معرت میں جب وہ وقت جو دوسرے نص ہی مضموم ہو ایگیا حکم نص البتہ
 کا ارتقاء بضرع قیت ہو جائیگا مثال اسکی حکم خیر یہ کہ احادیث تھرو اسکا اہل ذمہ پر بلا توقیت ثابت
 ہوا و ان نص آخر نے اسکو موقت بوقت نزول حضرت عیسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کہا جانا
 ابو داؤد وغیرہ حدیث نزول عیسیٰ میں روایت کرتے ہیں فیصدق الصلیہ القیتل الخضر و یضع الحجر سیو
 مرقاة الصعود شرح سنن ابی داؤد میں لکھتے ہیں قال النووی معنی وضع الحجر مع ناسخ شرع فی ہذہ الشرع

وكان الوصيفة يقول لا ينبغي لاحد ان يقول فعل حتى يعلم ان شريته رسول الله قبله كذا في الزمان للشعر
 اور غیری کے فعل وقول تقریر کی حجت متقلہ نمونے پر ایک دلیل ہے کہ حکم شرع میں نہیں ہو مگر اسد نقالی اور
 اسکی حکم کو دریافت کرنا غیری کو متصور نہیں مگر یا اللہ ہم سے یا رکھو کسی کتاب سنت یا قیاس سے جو
 مستند ہو کتاب سنت و شقیں اولین تو بدیلی بطلان ہیں کیونکہ اللہ غیری و راغی غیری و حجت
 شرعیہ میں اور بقدر اخیرین دلیل متقل نمونی بلکہ مستند ہوئی طرف کتاب سنت کے پس اس قول فعل
 و تقریر غیری دلیل ٹھہرائی جاوے تو نوگی مگر غیر مستقل پس منجسکا اسوقت میں کتاب سنت کی طرف
 ہوگا اور کتاب سنت سے جو حکم صراحتہ یا استنباطا اوسکی لیے ثابت ہوگا اوسی کو اوسکا
 مصداق ٹھہرایا جائیگا بعد تفسیر اس امر کے جانا چاہیے کہ مواظبت خلفاء فعل غیری ہے
 اور کوئی فعل غیری دلیل متقل نہیں ہو سکتا اور دلیل غیر مستقل افادہ حکم میں تابع دلیل متقل
 کے ہوتی ہے پس حکم کا افادہ دلیل متقل متبوع کرگی رہی حکم دلیل غیر مستقل سے بھی ثابت
 ہوگا پس اگر دلیل متبوع افادہ وجوب کرگی دلیل تابع ہی افادہ وجوب کرگی اور اگر وہ افادہ سنت
 کرگی تو یہی افادہ سنت کرگی اور اگر وہ افادہ استحباب کرے گی تو یہی افادہ استحباب
 کرگی نہ یہ کہ خواہ خواہ افادہ سنت سو کہہ کرے اور قطع لفظ متبوع سے کسی حکم کا افادہ نہیں کر سکتی اقول
 اس کلام میں چند طرح سے خدشات ہیں اول یہ کہ دلیل مستقل سے کہ جسکو مولف اس خط کتاب سنت میں
 ٹھہرائے ہیں اور اقوال افعال صحابہ کو اس سے خارج سمجھتے ہیں معلوم نہیں کہ کیا حراولیا ہو اگر راوی ہو کہ دلیل
 مستقل دلیل ہے کہ جو غیر کی طرف محتاج نہواور فی ذاتہ مثبت احکام ہو تو اس میں ہی سنت نبویہ ہی
 دلیل متقل نہیں بلکہ فواوہ کا نقط کتاب سند ہی اس واسطے کہ سنت نبویہ ہی محتاج طرف کتاب سند کا
 کیونکہ اگر کتاب سند میں حکم اشتغال امر نبوی کا نہو تاکہ نہ قول نبی فیل مثبت احکام ہوتا کتاب سند
 اصل ہی مطلقا اور باقی سب فروع ہیں اور کتاب سند نقالی کی طرف محتاج ہیں عبد العزیز بخاری اللہ اعلم
 شرح ہون بڑی میں لکھتے ہیں قدم المصنف للكتاب في الشرع اصل مطلق من كل وجه وبكل اعتبار
 وعقبه بالنسبة لان كونها حجة ثابت بالكتاب آخر الاجماع منبها لتوقف موجبه عليها انتهى اور علامہ
 قاسم غفری شرح مختصر منہ میں لکھتے ہیں قدم الكتاب في الشرع اصل من كل وجه و آخر النسبة عن الكتاب فهو
 حجة عليها آخر اجماع الامة عنها لتوقف حجة عليها و آخر القياس لانه فرع بالنسبة الى الامة انتهى اور

ملاخبر حواشی تلویح میں تحریر کرتے ہیں قال الامامی الاول فیما لکن کتاب نہ راجع الی قول المدللہ علی حکام
والسنۃ مخبر عن قول المدللہ وکلمہ وسند الاجماع راجع الیہما واما القیاس من الاستدلال ففرع تابع لہما انتہی
وکذا فی شرح المنار لابن ملک والتحقیق وغیر ذلک اور سرس میں یہ ہو کہ حکم نزدیک اہل سنت کریں
ہو مگر المدلل شانہ اور کوئی بشر خواہ نبی یا غیر نبی طاقت شرع احکام بغیر حکم حق کے نہیں کہتا ہی پس کلام الامامی
ثبت احکام حقیقہ وبالذات ہوگا اور کلام بشر خواہ نبی ہو یا مجتہد مثبت فی نفس نہیں ہو سکتا بلکہ کلف
حکم الہی سے ہوگا پس سنت اور اجماع اور قیاس یہ سب دلیل غیر مستقل ہوئی اور دلیل مستقل بالمعنی الذکورہ
فی فرد واحد ہوئی اور اگر مرد دلیل مستقل سے وہ دلیل ہی جو اثبات احکام میں اور استدلال میں تہا و کلمہ محتاج
طرف غیر کے نہو یا وہ دلیل حسیم اصل قطعیت ہو اگرچہ بسبب کسی عارض کے ظنی ہو گئی ہو تو یہی کتاب و سنت
واجماع پر صادق آتی ہیں کیونکہ ہر ایک ان میں یہ مستقل فی الاحتجاج پر خلاف قیاس کے پس اس پر تقدیر اجماع
صحابہ قولی ہو یا عملی یا تقریری ہی کہ قول فعل و تقریر غیر نبی ہو دلیل مستقل ٹھہری بلکہ اجماع مطلق مجتہدین ایک
صحابہ ہوں یا غیر صحابہ ہی ذہل ہوئے اور حصہ کرنا مولف کا دلیل مستقل کو کتاب و سنت میں اور اخراج کرنا
فعل و قول و تقریر غیر نبی کو مطلقا غلط ہو تحقیق شرح حسامی میں اور کشف الاسرار میں ہر لکن الثلثۃ مع تفاوت
درجاتہا اجماع موجبہ لاحکام قطعاً ولا یتوقف فی اثبات الاحکام علی تنہی فقدست علی القیاس لندی تروفت
فی اثبات حکم علی مقولہ انتہی اور تلویح میں یہ رقم الثلثۃ الاول اصول مطلقہ لکونہ اولیٰ مستقلہ مثبتہ حکام
والقیاس اصل میں وجہ استناد حکم الیہ دون وجہ لکونہ فرعاً للثلثۃ لا بتناہ علی علۃ مستنبطہ میں اور لکن
والسنۃ والاجماع فالکلی بالتحقیق مسند الیہما و اثر القیاس فی اہلما حکم و تقریر صفہ من الخصوص الی العموم میں ہوتا
یقال لاسول ثلثۃ والاول الرابع القیاس مستنبط من ہذا الثلثۃ انتہی اور شرح منار لابن الملک میں یہ ان
القیاس ان کان اصلاً فہو لہ قبل اعلم ان اصول الشرع اربعۃ وان کم من اصلاً فہو قال اول الرابع القیاس
قلت للامامۃ الی الخطا و تریبہ لان القیاس من النسبۃ الی حکمہ فرع بالنسبۃ الی الثلثۃ اولانہ لیسین قطعاً
بخلاف الثلثۃ فان قلت الایۃ المادولہ و العالم المخصوص والاجماع المنقول الینا بالا و لیسین قطعاً القیاس بلکہ
منصوصہ قطعی قلت لاصل فی الثلثۃ الاول القطع و عدمہ بالعارض امر القیاس بالکس انتہی بلخصاً و سراً
خدا شہ یہ ہو کہ صحابہ کے باہم مناظرہ کرنے سے اوس سائل کو طرف کتاب و سنت کو راجع کرنے سے یہ نہیں لازم ہو کہ وہ غیر
کے واسطے انحصار دلیل کا دو فرومیں ہو جاوے تو فیجاسکی یہ ہو کہ دلیل حکم عبارت اس و جزیری ہو جو مثبت حکم ہو

یعنی علم حکم اوست حاصل ہو خواہ محتاج طرف دوسرے کے ہو یا نہ ہو جیسا کہ تلویح وغیرہ میں مصرح ہے اور مصداق اسکا بانسلاف مستدلین مختلف ہو نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ علی آلہ وسلم کے احکام کا ثبوت و دلیل سے ہوتا تھا یک ہی الہی متلو ہو یا غیر متلو ودم اجتہاد وغیرہ خصوص میں ابن ماجہ جرحاً بطریق الاصول میں لکھتے ہیں المختاراً صلی اللہ علیہ علی آلہ وسلم کان متعبداً بالاجتہاد لنا مثل غفارا عندک لا اؤت لم ولو استقبلت من امری ما استدرت لما سقت لمدی ولا یغنی عنک فی ما کان لوجی قالوا او یطعن عن الہوی ان ہو الاوجی یوحی بان الظاہر قد قولہم افتراء ولو سلم فاذا تعبد بالاجتہاد بالوہی لم یطعن الا عن حی انتہی لمخصاً اے اس سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ علی آلہ وسلم نے انہیں یہی اجتہاد فرما کر حکم دیا کہ تم اس کے انہیں میں سے جو سائل اس کے انہیں میں سے ہوئی انہیں موافق اویسی ہی کے ارشاد و نام فرماتے تھے اور نسبت صحابہ کے زمانہ حیات آنحضرت صلی اللہ علیہ علی آلہ وسلم میں تین چیزیں بدلاؤں تھیں احکام تین ایک کتاب لمد ووسر سنت نبویہ تیسرے قیاس چنانچہ ابوداؤد وغیرہ نے روایت کی ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ علی آلہ وسلم اراد ان یبعث معاذی انہن فقال الیف لقی فی اذ ارض لک قضاء قال قضی کتاب لمد قال فان لم تجد فی سنتہ رسول لمد لانی کتاب لمد قال اجتہد برائی ولا لک فرض رسول لمد سیدہ فقیل الحمد لمد الذی رقی رسول رسول لمد لما یرضی رسول لمد سیوطی تحت اس حدیث کہ لکھتے ہیں کہ شواہد ہو قوفہ من عمر ابن وزید بن ثابت و ابن عباس قضاہما البیہقی فی سنۃ عقبہ تخریج نہ الحدیث تقویۃ لہ انتہی اور بعد زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ علی آلہ وسلم کے جو تہی لیل کا ہی وجود ہوا اور زمانہ نبوی میں اجماع صحابہ کی حاجت تھی کہ فی حواشی التلویح وغیرہ باتیں نسبت تابعین یا بعد ہم الی یوم الدین کے چار دلائل احکام کے مفہم ہوئے ایک کتاب ووسر سنت تیسرے اجماع جو تہی قیاس و زمین ان بحر متقل میں اور قیاس غیر متقل کما مر تفصیلہ او چند احادیث جو مثل اصحابی کا بخوم یا ہم اقتدیہم اقتدیہم و اقتدا بالذین من ہدی ابی بکر و علیہم السلام نسبتی سنتہ الخلفاء الراشدین وغیرہ کی وجہ تحفۃ الاخیار میں مبسوط ہیں یا مرصاف ظاہر ہوتا ہے کہ اقوال و افعال و تقریرات صحابیہی و دلائل احکام شرعیہ کے واقع ہو سکتے ہیں اور اثبات احکام شرعیہ میں ساتھ آثار صحابہ کے ہتھکڑی کر سکتے ہیں مگر یہی طریقہ مجتہدین اور سلف صالحین ہی ہی بقول ہی نہیں ان شعرائی میں ہی ردی ابو جعفر الشیرازی بسندہ المنصل الی ابی حنیفہ انہ کان لبقول کذب و ابوداؤد فری علیہا من لبقول عنہا اننا نقول القیاس علی النص بل محتاج لبعاد النص الی قیاس کان لبقول عنہ لافیس

الا عند الضرورة الشديدة وذلك اننا نمتطاول في دليل تكليف كل مسلم من الكتاب السنة او اقتصية الصحابة
 فان لم نجد دليلا قسنا وفي رواية اخرى عن الامام اننا نأخذوا بالكتاب ثم بالنسبة ثم باقتضية الصحابة
 في رواية اخرى اننا نعمل بالكتاب بعد ثم بالنسبة رسول الله ثم باحوادث الي بكر وعمر عثمان وعلي في رواية
 اخرى انه كان يقول جاء عن رسول الله صلى الله عليه وسلم العيين بالي هو وامي اوس لنا في الفتنة وما جاء عن
 اصحابه بخبرنا وما جاء عن غيرهم فم رجال محرم رجال وكان ابو طيخ الساجي يقول كنت يوما عند الامام ابي نيفة
 في جامع الكوفة فدخل عليه سفيان الثوري ومقاتل بن حيان ومحمد بن سلمة جعفر الصادق وغيرهم
 من الفقهاء فكلوه قالوا قد بلغنا انك تكثر من القياس في الدين وانا نخاف عليك منه فان مل
 من قاصر ليس فاطرهم الامام من كرهته نهار الجمعة الى الزوال عرض عليهم من جهة قال اني اقدم العمل بالكتاب
 ثم بالنسبة ثم باقتضية الصحابة مقداما ما افقوا عليه على اختلافوا فيه وخيفوا قيس فقاموا كلهم وقد لبوا
 ركته ويده وقالوا انت سيد العلماء فاعف عنا في بعضي عنا من وتعتنا فيك بغير علم فقال نعم الله
 لنا ولكم حين انتهى خلفاوا واما اصول بني تصانيف بين ايك باب اسطر احتجاج كس سائفة ثم اجاب
 معقود كراتي بين اول وبعين اقول ان افعال في تقريرات صحابك وراجع طرف سنت اور قيا لم وراجع كراتي
 قابل احتجاج شهرت بين من االاصول من هر تقليد لاصحابه وجب لاحتمال السماع من النبي عليه السلام
 وقال الكوفي لا يجب تقليد الا في ما لا يدرك بالقياس قال الشافعي لا يقلد احد منهم وقد تفقوا على اصحابنا
 بالتقليد في ما لا يعقل بالقياس كما في اقل الحيز وشرار ما باع باقل ما باع قبل فقد التزم اختلاف علمهم في غيره هذا
 الاختلاف في كل ما ثبت منهم من غير خلاف ومن غير ان ثبت ان ذلك بلغ غير قابل فسكت مسلما والا لا
 اجماع انتهى او شرح مسلم لمولوي علي السديع بين قال ابو بكر الرازي والبردعي واليزودي والسرسي
 وصمد الاسلام ابو العباس اجماع مالك الشافعي في القديم واحمد في رواية قول الصحابي الجعدي في ما بين
 فيه الرازي في كل ما لم يكن اثباته بالقياس بلحق بالنسبة فيقدم على القياس ويكون حجة على غيره لكن للشبهة
 من الصحابة بل لمن بعدهم من التابعين ومهم ونفي اى لحوق قول الصحابي بالنسبة الشافعي في قوله الجعدي
 والكوفي من اخصيته وجماعة من سماع القاضي البزدي ولكن الشافعي لفاه مطلقا سواء كان في ما يدرك
 بالقياس او لا فويل انما يلحق بالنسبة قول الي بكر وعمر فقط وقول الصحابي في ما لا يدرك بالراي فثبت
 اصحابنا يلحق بالنسبة اتفاقا يجب تباعده به قال الشافعي في البردعي على ما حكاه اسلي عن له كذا في

انتہی ملخصاً و کذا فی شرحی البرزوی لالہ الدار الجوفوری و عبد الغفر الخارعی شرح المنار و التوضیح
 و حواشیہ وغیرہا ہر گاہ تفصیل و تحقیق ذہن نشین ہو گئی پس اب سمجھنا چاہیے کہ چونکہ صحابہ کے واسطے
 دلیل مستقل تھی مگر کتاب و سنت اس واسطے وہ لوگ سندان و دونوں جو تلاش کرتے تھے بعد تلاش کے
 اگر سند نہ ملتی تو جہاد و قلاتے تھے اور جو لوگ کہ بعد صحابہ کے ہیں انکو واسطہ چند دلیلین بہشت احکام
 ہیں کتاب سنت و اجماع و قیام و آثار صحابہ اور یہ سب سو کا قیاس کے دلیلین مستقل ہیں پس انکو کون کا
 منصب یہ ہو کہ اول دلیل مسئلہ کتاب سے تلاش کریں اگر نہ ملے تو سنت سے اگر نہ ملے تو آثار و اقوال صحابہ
 سے کہ یہ بھی اجماع طرف سنت کے ہیں خصوصاً فی مالائیک البراری میں اگر نہ ملے تو اجماع سے اگر نہ ملے تو قیاس
 سے آثار و اقوال افعال صحابہ کے بحیثیت و انکار کرنا جیسا کہ مولف سے صادر ہو اختلاف معقول نہ قبول کرے
 مفسر آخر شدہ یہ ہو کہ انصار و ریافت کرنے غیری کا حکم کو امام اور اس کا محض اور کتاب و سنت و اقوال
 میں باطل ہو کیونکہ منجمہ صور ریافت کر لینا و اجماع ہو کہ وہ بھی دلیل قطعی مستقل ہو اور منجمہ اسکو بہ نسبت
 متاخرہ کے آثار صحابہ ہیں کہ وہ بھی کشف عن السنۃ النبویہ ہیں اگر کہیے کہ جب آثار صحابہ کا کشف عن
 قول النبی و افعاله و تقریرہ ٹھہرے تو پہلے دلیل مستقل کہاں باقی ہی تو ہم کہیں کہ بہ نسبت ہمارا آثار صحابہ
 بھی دلیل مستقل ہیں باین معنی کہ جب کسی مسئلہ میں ہم حدیث مرفوع بعد تلاش کے نہ پاؤں مگر آثار و اقوال
 صحابہ یا افعال او میں موجود ہو تو ہم انہیں آثار سے استناد کرینگے خواہ سندان آثار کی ہم کتاب
 یا سنت سے یا وین یا نیا وین کیونکہ آثار صحابہ کا کشف عن آثار الرسول ہیں پس انکو ساتھ استناد کرنا
 بعینہ استناد ساتھ سنت کرنا اور یہ گمان نہیں کر سکتے کہ صحابہ بغیر سند اس کے قائل یا تکتب ہو گئے اور
 اگر مجر و کاشف ہونا آثار صحابہ کا مضر استقلال ہی تو سنت نبویہ ہی دلیل مستقل نہ ہے گی کیونکہ وہ بھی کاشف
 عن حکم الالہی ہی بلکہ قرآن متلو ہی دلیل مستقل نہ ٹھہر گا کیونکہ وہ بھی کاشف عن الکلام النفسی ہی نہ تھا
 خدشہ یہ ہو کہ دلیل تابع کو یہ لازم نہیں کہ افادہ حکم مثل حکم متبوع کرے بلکہ کچھ اجماع تابع سے سند کے
 کہ مستنبط ہو کتاب یا سنت سے اور یہی سند اجماع استفاد خبر واحد ہوئی ہے اور مفید ظن ہو اگر نہ ہو
 اور اجماع موافق اس سند کے مفید قطع ہوتی ہو کہا ہو صرح فی کتاب الاصول اس طرح جائز ہو کہ طہرات
 صحابہ کے تابع کسی سند کے مفید سنت ہو اور وہ سند مفید احباب ہو یا انچوان خدشہ یہ ہو کہ اگر
 بہنیت حکم تابع کیے جائے حکم متبوع احب من تسلیم کر لیا ہو تو کہہ سکتے ہیں کہ یہ اس وقت ہے

جب کوئی نص و ستر تابع کے حکم کے مطابق آئی ہو اور اگر کسی نص سے تعین افادہ حکم تابع ہوگی ہو
 تو اس وقت تابع کی موافق اسی نص کے افادہ حکم ہوگا اور باطن فیہ میں چند احادیث وارد ہیں کہ
 اس سے فائدہ دینا مواظبت صحابہ کا سنیت کو معلوم ہوتا ہے پس خواہ مخواہ افادہ سنیت کریگی القیاس
 جب کسی فعل یا خلفاء و مواظبت کی تو یہ مواظبت منفی کی نسبت بوجہ دلالت احادیث عدیدہ ہو سکتی ہے
 اگرچہ سند اسکی منفیہ صحابہ ہو قال جانا چلیے کہ صاحب کلام مہم نے بزرگ خود بخیر رسالہ تھنہ اخبار
 میں اس مذہب کو قوی کیا کہ مواظبت خلفاء و شہدین منفیہ سنیت موکدہ ہوتی ہے اور چونکہ یہ بات مخالف
 تحقیق مذکور کے ہے اس لیے اسکا رد لکھنا مناسب معلوم ہوتا ہے اور چونکہ رسالہ مذکور عربی زبان میں ہے اس لیے
 اسکا جواب بھی عربی ہی میں لکھا جاتا ہے حال اسکا چند مواضع میں ہے جو احادیث علیہا سنیت و سنتہ خلفاء و
 الحدیث بدل میری اصل پر و دم سنتہ خلفاء کا ہر مطلق کلمہ علیکم و محمد علی النبی المجازی مما یا باہ الغرم السیئہ انہ
 ینصرح الجمع بین الحقیقۃ و المجاز فان السنۃ النبویۃ لازمت بالاریب و الاصل ان کلمۃ علیکم نہ خلیوا اما ان یکون
 محمولاً علی الذی انما ان یکون محمولاً علی الزوم و اما ان یکون محمولاً علی کلیمہ لا یسئل الی الاول الامر ان یکن
 السنۃ النبویۃ ایضاً سند و تہ ولا یسئل الی الثالث ایضاً الزوم الجمع بین الحقیقۃ و المجاز فقین الما وسط خیر الامور
 او ساطلہا و بما یویدہ عطف سنتہ خلفاء علی سنتی و جمعہما فی نسق واحد ایضاً لو کان غرض النبی من ہذا الکلام
 مذہب سنتہ خلفاء من غیر لزوم ہا کا ان تخصیص خلفاء بالذکر وجہ معتد بہ فان ہذا الامام بار فی اقتداء و تصحیح
 و حدیث اقتدا بالذین من بعد علی بن ابی بکر و عمر و عدیل علی خصوص لزوم الاتباع بالتحجین و مواظبتہ البنی
 علی السلام الی ہی السنۃ تنقسم الی تسمین اربعہ مواظبتہ الفعلیۃ و ہی ان یواظب رسول اللہ علی
 فعل نفسه کالسنن المراتبہ غیر بار و انیما ان یواظب علی تشریع الامر بہ و الترغیل لہ کالاذان
 للصلوۃ فانہ سنۃ موکدہ باتفاق من بعدہ من العلماء مع انہ لم یفعل البنی علیہ الصلوۃ و السلام بنفسہ
 ایضاً فضلاً عن ان یواظب علیہ فوجہ کہ سنۃ موکدہ لیس الا مواظبتہ النشئۃ لعلیہ و کذلک نقول فی
 مواظبتہ خلفاء و انما علی تسمین مواظبتہ فعلیۃ و مواظبتہ تشرعیۃ و کل من ہذا الاربعۃ موجبہ بنیۃ یا تم علیہ
 تر کما کہما عدیل علی حدیث علیکم سنۃ بنی و سنتہ خلفاء الراشیدین الہدیہ میں حدیث اقتدا بالذین
 من بعد علی غیر ذلک نہ لا تفصیل و ان لم یصرح جمہور اصحابنا لکنہ استفادہ ان کلام تم فی مواضع ان
 سنۃ اصحابہ لازمہ الاتباع و تکرار آئمہ و ان کان ثمرہ و ان تم تارک السنۃ الذبیۃ انتہی اتعظا من ہذا

اقول فيجب من وجوه المأثورة لافلان لا نسلم انه على تقدير جملة على المعنى المجازي يلزم الجمع بين الحقيقة والمجاز
 لم لا يجوز ان يكون من قبيل عموم المجاز اقول قد رد صاحب التحفة الحمل على المعنى المجازي اولاً بانه ما
 ياباه الفهم السليم وهذا شامل لعموم المجاز فانه ايضا من مجازي وهو بعيد عن الفهم المستقيم وثانياً بانه يلزم
 الجمع بين الحقيقة والمجاز وهذا خاص بما اذا اريد الحقيقة والمجاز كل منهما على ما في وقت واحد ولا
 يجرى في عموم المجاز ولم يدع صاحب التحفة ان الجمع بين الحقيقة والمجاز يلزم من جميع تقاير المجاز حتى
 يرد ما اوردهم قال اما ثانياً فلان اختار انه محمول على التندب لمقابل الوجوب والذم وقوله لزم
 ان يكون السنة النبوية ايضا مندوبة قللت لاضيق في كون السنة الموكدة النبوية مندوبة بالمعنى التقابل
 للوجوب اذ هو بهذا المعنى يشمل السنة الموكدة ايضا في التلويح بما ياتي بالكلف ان تساوى تركه وفعله فهو
 السباح والافان كان فعلاً اولي من المنع عن الترك واجب بدونه مندوب وقابل لبعده الملاءمة بالمندوب
 بالشمول السنة والنقل اقول كلمة عليكم وشالاه في كلام العرب موضع المعنى للزوم ويخرج في كلامهم
 وغيرهم فقال عبد الغني النابلسي في الولاية الندية في شرح حديث فليكن سبتي اي لزموا ليقال عليكم اي
 اسي الزمة انتهى وقال علي الغزيري في السباح الزم في شرح الحديث عليكم السمع الطاعة في
 عسرك يسرك الحديث هو اسم فعل بمعنى الزم انتهى وقال في شرح حديث عليكم بالصوم فانه لفظ اسي الزمة
 في شرح حديث عليكم بالسجود الحديث اسي الزم كسرة الصلوة وقال في شرح حديث عليكم تقوى الله والتقوى
 على كل شرف اسي الزم فعل ماضية والكف ثمانى عنه وقال في شرح حديث عليكم حسن الخلق اسي الزمة فان ان
 خلقاً استنم ويناد وقال في شرح حديث عليكم كعتى الفجر فان فيها فدية اسي الزم فعلاً ماضياً في شرح حديث
 بكثرة السجود اسي الزم الاكثر من صلاة النافاة وقال في شرح حديث عليكم بالصفت الاول اسي الزمة والصلوة
 واقفاً فربذاً فاعلم ان حمل عليكم في الحديث المتنازع في على الزم متعين لا ايصار الى التندب لانه معنى
 مجازي والمجاز لا ايصار اليه الا عند عدم صحة المعنى المجازي في حاشي التلويح لانه مجازي
 لا بد من قرينة تمنع المعنى الحقيقي وترجح المجازي انتهى في التلويح ان الحقيقة اذا كانت مبهمة فالعمل بها
 اتفاق والافان لم يصح المجاز متعارفاً فالعمل بالحقيقة اتفاقاً وانما صارتا فافعه ابتداءً بالحقيقة
 لان الاصل لا يترك الا الضرورة انتهى في تحقيق الراضع ان اللفظ الذي كسره في قوله لا بد من
 فصلاً كانه قال انهم لم يسموا بهذا اللفظ فاعلموا الى حديث هذا المعنى فمن حكمه

ذلك المعنى فوجب جملة عند الإطلاق على حقيقة كيف وقد تجب بالضرورة مبادرة الذم من إلى فهم الحقيقة
 أقوى من مبادرتة إلى فهم المجاز انتهى فان قلت للمانع عن اداة المعنى الحقيقة هنا هو ان سنة الصحابة
 ليست بلازمة و لو حمل عليهم على اللزوم لم يكن ذلك قلت هذا عيب التناسخ فيه فانه لم يدل ليل آخر على
 عدم لزوم سنة الصحابة وهذا التصريح يدل على ذلك معناه الحقيقة ولا قرينة فيه على كفاي ضرورة دعيت
 الى جملة على السند للقبائل للزوم لهذا المعنى مجازي ولو جوز حمل اللفاظ على المعاني المجازية بغیر قرينة بالغة
 من اداة المعاني الحقيقية لغسل النظام للشرع او كل ما ورد فيه من الاداء والنواهي يسرى فيه احتمال المجاز
قال واما ثالثا فلانا نقول محافظة ان كلمة عليكم لا يخلو اما ان يكون محمول على اللزوم والوجوب
 واما ان يكون محمولا على الندب اما ان يكون محمول على كليهما لا يبيح الى الاول والانيه من ان تكون السنة
 الغيبية وسنة خلفاء راجية لا يبيح الى الثالث ايضا للزوم لجميع بين الحقيقة والمجاز فمعين الاوسط
 وخير الاسماء او ساطها **اقول** هذا منوع بما مر من ان الندب معنى مجازي والمجاز لا يحل عليه اللفظ الا عند
 الحقيقة واذ ليس في شئ من هذه الحقيقة هو اللزوم فالزم الحمل عليه لا يقال يلزم منه كون سنة الصحابة حجة
 ولا قائل فلانا نقول للزوم عبارة عن كون الفعل بحيث يوافق على تركه وهو شامل لغرض الواجب سنة
 المؤكدة فان ما كرر كل منهما ما عندنا ما كرر الاولين في العتاب اما انك التالت فيها للملته والعتاب
 كما صرح به في البرزخية وغاية البيان والعناية وجامع اليزور والتحقيق والتهديد من ثقافة الاسول وغير ذلك
 وقد قلعت عبارة اتم في تحفة الاخبار ولما ثبت بالدلائل الاخر عدم فرضية سنة الصحابة وعدم جوبها بال
 عدم افتراض سنة النبي عليه السلام عدم وجوبها بالزوم منها معنى انه يعاتب تاكيدا وهو معنى السنة المؤكدة
 ومن ظن ان اللزوم عين الوجوب فادارة اللزوم تستلزم افتراض السن او وجوبها فقد خالف العقول
 والمنقول **قال** لما راجعنا لانه لو كان غرض النبي عليه الصلوة والسلام من هذا الكلام لزوم سنة خلفاء
 لما كان تخصيص الشيعين بالذكر في حديث ائمة والذين من بعدى بل كبر وعروجه معتد به فان هذا الامر
 جازي في جميع الخلفاء الراشدين **اقول** تخصيصهما بالذكر في هذا الحديث وان كان اقتداء جميع الخلفاء لا يرا
 تينهما على انهما اول من يقتدى به بعد النبي صلى الله عليه وعلى آله وسلم وان الخليفة بعده ابو بكر ثم عمر
قال لما خاسا فلان قوله والذين انما للصلوة سنة مؤكدة باتفاق من يعتد من العلماء غلط فانه
 عندنا لا احد فرض كفاية ولا شك في كونه من الذين يعتد بهم **اقول** هذا غير من المقصود فان

على الاول فلان فيه احتمالين الاول ان يراد به وجوب اخذ السنة فحسب للوجوب سنة الماخوذ بها والثاني ان
يراد به وجوب سنة الماخوذ بها على الاول بمعنى السنة الماخوذة عنهم من ان يكون فرضا او واجبة او سنة
موكدة او غير موكدة فلا يثبت كونها سنة موكدة على الثاني بل يزم وجوب السنة لا كونها سنة موكدة واما
على الثاني فلان المندوب يشمل السنة الموكدة وغيرها واما على الشق الثالث فعدم ثبوت السنة الموكدة ظاهرا
اقول عليكم موضوع في اللغة للزوم وهو علم من الوجوب كما ان لا عين الوجوب المصطلح فان هذا الوجوب
المصطلح قد ورد بعد استقرار اللغة بزمان كثير بل بعد زمان النبي عليه الصلوة والسلام ايضا ومن ثم تعجب
من استدلاله بحدوث غسل الجمعة وجب على كل ختم على وجوب غسل الجمعة بان الوجوب المصطلح لم يكن في الزمن
النبوي بل حدث بعده فلا يمكن ان يراد ذلك في كلامه فاذا نكل عليكم على الزوم بمعنى ان يراد منه
تاركه واداء السنة فيعمل عليه بثبوت ان السن النبوية ليست بلازمة لزوم الوجوب فضلا عن سن الخلفاء
وهذا الظاهر في التفصيل المذكور فانه قد ذكر شقوا باطله واعرض عن كراهية التقدير الصحيح وهو مطلق للزوم
قال ليعلم ان حمل لفظ عليكم على الوجوب اقرب الى الصواب لانه معنى حقيقته واما كمال المعنى الحقيقي ليعلم
الى المعنى المجازي ومقابلته اياكم ومصادقات الامر ايضا يقتضي حمل عليكم على المعنى الحقيقي كيف واما كمال محمول
على المعنى الحقيقي عن التحريم الذي يشعر عنه قوله عليه السلام وكل ضلالة في النار وقوله عليه السلام تسكوا
بها ومعضوا عليها بالنواخذ ايضا يوجب المعنى الحقيقي لكن يجب ان يراد به وجوب الاخذ لا وجوب الماخوذ
به فان كان السنة على الطريقة فرضا فالأخذ على وجه الفرضية وان واجبة فعلى سبيل الوجوب ان السنة موكدة
فعلى طريق السنة وان تجبا فعلى طريق الاحتجاب حتى لا يلزم كون السنة واجبة ولا يلزم من حملها على الوجوب
كونها سنة موكدة كما عرفت اقول كون الوجوب المصطلح معنى عليكم الحقيقي ممنوع كما مر مرة بل منه ما
مطلق للزوم واما كمال المعنى الحقيقي ليعلم الى المجازي ومقابلته اياكم الدال على التحريم لا يدل على حمل عليكم
على الوجوب المصطلح كما لا يخفى على من تدبر قال واما تاسعا فلان لفظ شئتي وسنة الخلفاء عنهم
ان يكون سنة موكدة او غير موكدة على الزوم يلزم ان تكون السنة الغير الموكدة ايضا موكدة او
قد خصصت الغير الموكدة من السنة بدلا من اخذ الة على ان فعال النبي صلى الله عليه وسلم على الآله وسلم المعنى
احيانا غير لازم اخذها وليس هذا تخصيصا بل يخصص بل يخصص قال واما عاشره فلا يخفى ان يكون
الراد به الخلفاء السنة النبوية لا غير فالعنى الزوم الطريقة التي انا عليها ولفظاني وهذه الطريقة وجبة

کہ بیشعر عدیہ تہ علیہ السلام ما انا علیہ و اسحابی فان الاصل فی العطف المغائرۃ کہ ما
 نہ کوہ فی المختصرات فلا یصار الی غیرہ بلا ضرورتہ **اقول** اسے ضرورتہ و عمتکم
 الی ابداع الاحتمال و اسی امر اضطر کم الی ہذا الاعتلال اثبت عند کم من دلیل آخر مد نہروم مستندہ
 ام نہ المجرور ایکم و قد قدرت فی زماننا من ابداع الاحتمالات فی الایات القرآنیۃ و الاحادیث النبویۃ فانکم
 الضروریات الدینیۃ و الواجبات العینیۃ فیما بعد من فتنۃ الاحتمال ہی فتنۃ عمیاء و صماء اعادنا منہا
 و من امثالہا قال **اقول** البوجب کا یہ حال ہے کہ یہ قول تو مجتہدین فی الشرع سے مانند اسرار کے
 منقول ہے اور **ابن** فی المذہب جیسے ابولوسف و محمد و غیرہما اور مجتہدین فی المسائل جیسے
 حنابل و طحاوی و کرخنی و سلالہ حلوانی و شرمی نردوی و قاضی خان و غیرہم اور اصحاب
 تخریج جیسے زہری اور اصحاب ترجیح جیسے ابوالحسن قدوری و صاحب ایہ اور اصحاب
 جیسے صاحب کفر و صاحب فتنہ و صاحب قایہ اگر منقول ہے تو انہیں فقہاء و جوطبقہ سابعین و قائلین
 کہ غث اور سمین اور طب و ریابس میں فرق نہیں کر سکتے و اکثر قائلین البوجب کا استدلال حدیث
 من حج و لم یزرنی فقد جفانی سے ہے اور یہ حدیث قطع نظر اس سے کہ اکثر محدثین اسکو موضوع اور بعض
 محدثین نعیف مکتے میں وجوب پر لالت نہیں کرتے کیونکہ لفظ جفانہ حدیث من بداجہا میں ہی ملتا
 اسکی نسبت مجمع البحار میں مرقوم ہے اسی من خرج الی الباریۃ و سکن فیہا غلط طبعہ لعلہ مخالطۃ الناس
 انتہی پس اگر یہ لفظ وجوب پر نفس ہو تو چاہیے کہ شہکار سنا ہی جب ہو جاوے اور یا وہ کار سنا حرام
 اور حال آنکہ اسکا کوئی قائل نہیں **اقول** یہ کلام مخدوش ہے ساتھ چند وجوہ کو اول یہ کہ سابقا
 آپ نے جذب القلوب سے نقل کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ قائل قریب جوب کو ہیں اور آپ خود قول مفتوح میں تسلیم
 کر چکے کہ قریب جوب و وجوب دونوں متقارب ہیں پس اسکا کرنا اسکا کہ یہ قول کسی مجتہد سے منقول نہیں
 چشم پوشی ہے و دوسری یہ کہ قول وجوب کو یک لفظ فقہاء نے جو کہ معتقد علیم و مستند الیم تو نقل کیا و
 بعضو ان نے بطور خود بغیر نقل مخر کیا جیسا کہ عبارتیں اوکلی کلام ہم میں مرقوم ہیں بخلاف اوکلی غیر لسانی
 ہیں جو اوکلی شان میں خلاصہ الاثر فی احیان القرن الحادی عشر میں لکھے ہیں الشیخ العمدۃ حسن الشافعی
 صاحب الاذہر و کوکبا البیہ لوراء صاحب سراج الودیع من نورہ او صاحب الطہیرۃ لاخفی عند طبعہ
 او ابوالحسن کلاں القنار علیہ صاحب التشریحات و الرسائل التي فانت دکان حسن الفقہاء فی زبانہ باست

تسبیح و تہجد الفاتحی لم یضأ اور منجملہ اولیٰ کہ الالدین بن العمام ہیں جنکی عادت یہ ہے کہ جس مسئلہ کی دلیل ضعیف یا غیر متعین پائے ہیں اسکو بلا تردد و مجروح کردیتی ہیں اگرچہ جمہور ضعیفہ اسکو قائل ہوں نہ سمجھتے العادۃ اور مگر قول وجوب کو نقل کر کے انہوں نے کچھ تعرض نہ فرمایا سیدوطی حسن المجاہد نے فی اخبار مصر والقہار ہیں

لکھتے ہیں کمال الدین محمد بن عبد الواحد اسکندر بنی المعروف یا بن العمام لفقہ علی السراج قاری الدیالہ و تقدم علی اقرانه فی انواع العلوم من الفقه والاھول والنحو وغيرہا و کان علامۃ جہد لیا مات سنۃ احدى و عین و ثمان مائۃ انتہی خلاصہ او طبقات تہجد میں ہے کہ تصانیف منہا کتاب التہجد الذی لم یولف فی الاصول مثله والمسائرۃ فی العقائد و شرح الدیالۃ المسفیجۃ شرح القدر و لا نظیر لہ و صاحب جہد رافق نے شرح کتاب القضاء میں

ابن ہمام کو ایاب بن جیح سے معذور کیا ہے عبادت اولیٰ یہ ہے کہ وقوع للمحقق ابن ہمام فی مواضع الرد علی الشائع فی الافتاء و القبول ما نہ لایعبر عن قولہ الابدیل لکن ہواہل للنظر و من یسئل اہل الخلیۃ الافتاء یقول بالامام والمراد بالاہلیۃ ان یمکن عارفا منہ اربعین الا قایل لہ قدرۃ علی ترجیح بعضہا علی بعضی انتہت اور منجملہ اولیٰ

صاحب نسخ الفقار میں بھی اور کئی ترجمہ میں تحریر کرتے ہیں مسالدین محمد بن عبد الواحد الطیب التمرکاتی فی الفہر لفقہ علی صاحب البحر والامام من الدین بن عبد العال وغیرہا و صار مرجع ایاب الفتاویٰ الف التالیف

العجمیۃ منہا شرح للتنزیح و حاشی الدردر و شرح الوقایۃ و حسن تصانیفہ تنویر الابصار و شرح منہج الفقار و فی سنۃ اربع و الف انتہی لم یضأ اور منجملہ اولیٰ کہ علامہ منہ عبد الباقی بن احمد بن عبد القدوس گنگوہی ہیں

علما زمان سلطان اکبر سے ہیں اور جریمین شیرین جا کے کتبہ یت ابن حجر کی ہے و حال کین ترجمہ و کتاب التواریخ میں بشرح و بسط مذکور ہے اگر کسی کو شبہ ہو تو کہ جب ابن ہمام ایاب جیح سے ہیں تو انکا قول نا

تراویح میں کمی نہیں مقبول ہوتا ہے و جواب و سکا یہ ہے کہ یہ قول انکا مخالف معنی حقیقی نہیں میرج کے ہے اسوجہ مقبول نہیں ہو سکتا کیونکہ حدیث علیکم بسنتی و سنتہ اخلفاء الراشدین سے صاف لزوم سنۃ

خلق ثابت ہے اور محل کرنا اسکا مذہب پر حبس کیا کہ ابن ہمام نے کیا بلا وجہ و وجہ ہے اور اسوجہ ہے بحر العلوم کہ مسائل الارکان میں اکثر مواضع میں تحقیقات ابن ہمام کو پسند کرتے ہیں اس مقام پر غصہ نہیں ہو سکتا

پسند کیا عبادت اولیٰ بحث تراویح میں ہے کہ سنۃ علیہا لاشک فیہا ان سنۃ اخلفاء الراشدین سنۃ صلی اللہ علیہ وسلم فی الترمذ والاسنۃ بالترک فانہ قال علیہ السلام فی غزوة علیکم بسنتی و سنتہ اخلفاء الراشدین و محدثات الامم و احداث بعد زمان اخلفاء و خطبہ مردانہ علی الصلوۃ للشد و جعل الخیرۃ بقوتہ فی الاموال

البروجہ اذا قولت بحسنها حدث فی زمن معاوية وحدث من الخلفاء الراشدين فسته بلا شك للابن
 بها وانما هما بالنظر لاطاع انتهى اور قول ندب جو اپنے اختیار کیا او کو قول محقق میں فتاویٰ عالمگیری
 اور رد المحتار اور رد المحتار میں نقل کیا اور مصنفین انکے مجتہدین میں ہیں اور نہ صاحب ترجیح ہی اور نہ صاحب
 تخریج ہی اور نہ صاحب تنویر ہی بلکہ فتاویٰ عالمگیری کے جامعین کا حال مہول ہے اور رد المحتار کے مصنف
 کو عرصہ تحلیل ہوا کہ انہوں نے انتقال کیا اور حال انہیں معلوم کہ کیسے تھے اور رد المحتار کے نسبت ابھی
 بعلمی شرح شاہہ میں لکھتے ہیں قال خیرا صالح لا يجوز الاقتداء من الكتب المختصرة كالنهر وشرح الکنز معنی
 والد المحتار ولعدم الاطلاع على حال مصنفها کشرح الکنز ملا سکین شرح النقایة للعقستانی فیقول الاقتصار
 الضعيفة فيها كاشنة للزاد می فلا يجوز الاقتداء من الاصول النقول عنه اخذ منه هكذا سمعته وهو
 علامۃ فی الفقہ مشہور انتہی اگر کوئی شہدہ کرے کہ عالمگیری وغیرہ میں قول ندب کو بلفظ قال مشائخنا
 ذکر کیا ہے اس معلوم ہوتا ہے کہ یہ قول قدما جنفیدہ کا ہے تو جواب سکا یہ ہے کہ مشائخنا کی تعین کسی فتاویٰ
 میں نہیں ہے کہ اس سے کون کون مراد ہیں اور بغیر تعین کر کیونکر یہ قول منسوب قدما ہو سکتا ہے
 خلاصہ یہ ہے کہ قول وجوب ہی کتب معتبرہ میں مرقوم ہے پس اگر کسی موافق او سیکر بد الضمام حدیث جعفری
 کے فتویٰ دیا تو کیا نقصان دافع ہوا میسر ہے کہ حدیث جعفری کو اکثر محدثین کا موضوع کہنا
 کماں ہے ثابت ہوا قول محقق میں اپنے نسخانی اور زکشی اور ابن جوزی و زہبی اور ابن عبد البر
 حکم وضع کا نقل کیا اور کلام ہم میں امتزاج کرنا یا گیا کہ صفانی اور ابن جوزی سب انہیں فی حکم الوضع ہے
 ہیں اور انکا اعتبار نہیں اور ابن حجر نے لکھ دیا کہ وہی نے حکم وضع کا بتبعیت ابن جوزی کو دیا باقی ہی
 زکشی اور ابن عبد البر و ابن حجر بعد ثابت ہونے اس امر کے کہ ان دنوں فی تبعیت سب انہیں کے حکم میں آیا
 بلکہ خود رواۃ کی نقیض کر کے حکم دیا ان دنوں حکم ہی اکثر کا حکم کماں سے لازم آیا اور حدیث کے عدم منع
 کا حال غریب باضح ہو گا انشاء اللہ تعالیٰ جو تھی یہ کہ معنی خبر لغت میں چند معدود ہیں جانیہ قاصر
 میں ہے جہا جہا و جہا فی علم یزید مکانہ و بتبعیت زکشی عن مکانہ و جہا علیہ ان نقل جہا فی بعض الصلۃ
 ولقصر جہا جہا و جہا و جہا علی غائی الخلق کز غلیظ انتہی اور زکشی نہایت غریب الحدیث میں خبر
 کرتے ہیں فی الحدیث اذا سیرت فحاف و ہون الجہا العبد عن الشی قال جہا اذا بعد عنہ اجہا
 العبد والجہا ایضا ترک الصلۃ والبر و منہ الحدیث البذل من الجہا بالذال المعجمۃ شمس من القول فی الحدیث

الآخر من داجنا بالذال السطرية ای مسکن فی العبادۃ غلط طبعہ لعلہ فی الخاطیۃ اللسان الجفا وغلط الطبع من
 صفۃ البنی سلی علیہ وعلیٰ آلہ وسلم لیس بالجابی انتہی ان عبارتہ ہر ظاہر ہو کہ جب جفا متعدی مفعول کے بطور
 بلاواں ہو تو تاجری معنی اور کسر صدر و سائلہ کو یا بعد کو ہوتی ہیں اور جب جفا بمعنی غلط طبع کے ہو وہ لازم ہر جہ سے
 حدیث جفائی میں جفا متعدی میں لابد ہونی اور کسر ترک پر وصلہ کے اور ظلم کے ہو مگر سیدو سطلے قسط لمانی ہو
 میں لکھتے ہیں الجفا اوی الاوی حرام حسب زیارۃ اذانۃ الجفا وجبتہ انتہی اور حدیث میں داجنا میں جزیئہ
 جفا متعدی مفعول کے بطور نہیں ہر اس واسطے معنی لازم پر محمول ہوا اور اگر جفائی میں کوئی اور معنی بیجا و زور
 معنی معل ہوا تو مگر فکر میں فرق بینما میں لم یفرق فقد وقع فی غلطہ عظیمہ قال بیان سے مراد جہت
 قول بانستہ لعلہ کہ اور قول جو کہ ثابت ہو گئی اور قول رجوع پر فتویٰ دینا فتہما و زور حرام لکھا فتویٰ کو
 چاہتے کہ جسکے قول پر فتویٰ دینا ہر اسکی ولایت و درایت کا حال تحقیق کر کے اور زیادت کی نفی
 حاصل کر کے کہ قابل فتہما و کون سے طبقہ میں ہر نہ جیسا کہ صاحب کلام ہم نے کیا کہ وجوب کے کہ ابو عمر
 مالکی مجہول الحال اور کسر مقلدین کا قول ہر بیجا ہو کہ فتویٰ دینا اقول اس کلام میں چند نقب
 ہیں اول یہ کہ مرجعیت قول جو کہ اور قول سنت کو جو وجہ بیان کر گئے سب دہ ہو گئے پس
 ثبوت مرجعیت زعم باطل ہے دوم یہ کہ ابو عمران مالکی کا مجہول الحال ہونا کذب زور ہر طبقات مالکیہ
 ملاحظہ کیجئے بغیر معائنہ کیے ہو گئے کتب طبقات کر کسی کو مجہول کہدینا شان اہل علم و بعید ہر شوم
 یہ کہ صاحب کلام ہم نے مجر و متابعت ابو عمران فتویٰ نہیں یا بلکہ متابعت یک طاائفہ خفیہ و مقلد
 حدیث جفائی اشعل کو اختیار کیا چارہ یہ کہ آپسے جو قول ندب پر فتویٰ دیا وہ متابعت ارباب
 عالمگیری و درختہ و مختار فتویٰ دیا اور ان کا حال دریافت نہ کیا کہ کس طبقہ سے یہ لوگ ہیں
 باب دوم رد میں ایادات مولوی محمد بشیر صاحب جو صاحب کلام ہم پر کہنے میں ہیں ہم قول
 صاحب کلام ہم کہ کو جب سہولوی صاحب نے ایراد کیا ہے بلفظ افادہ نقل کرتے ہیں بعد اسکے اذکر ایو کو
 بلفظ قال نقل کر کے بلفظ اتول دفع کرینگرا فادہ اس مال مولوی محمد بشیر صاحب مسوانی ہر شریعت
 نشر لین لیکئے اور مشاعر نظام اور مشاعر کرام سے نشر نہ ہوئے و جب حج سے قرأت کی غرضیت
 مراجعت و شریعت کے کہ زبردت فقر حرم سید لریل خفیہ الامم کا اذکر فرمایا قال اس کلام میں صریح
 اتفانی ہے کیونکہ میں نے تعلیمات مکہ معظمہ میں تلمذ کیا ہے و غالباً اس صاحب نے اپنی کمال علمی سے کہ

و حرمین میں امتیاز نہیں فرمایا اقول علماء و ارباب تدین کی شان بعبید جو کہ اس قدر سفر و درواز
کرین او باب مدینہ پر پہنچ کر مدینہ میں داخل ہو نیکام قصد نہ کریں اور اگر سیر یا راہ کرنا کہ ہم فقط مکہ معظمہ
جائیں گے مدینہ منورہ میں مشرف نہ ہو گویا بیسیاکی ہر عوام ہی ایسا کہ تم قصد نہیں کرتے ہیں چاہو وہ لوگ
جو فرقہ علمائے دین داخل بھی جاتے ہوں اور چونکہ آپ شہر بہ فضل و علم تھے لہذا صاحب کلام مرحوم نے
آپ کے حق میں حسن ظن کیا اور یہ سمجھا کہ اگر سے آپ راہ حرمین کا کہے گئے ہوں گے مگر وہاں جا کر سبب بہت
فسخ غمیت کی لہذا صاحب کلام مرحوم نے اولایہ لکھا کہ حرمین شریفین تشریف لینگے بعد اوسکی لکھا کہ بعد
فراغ حج کے مراجعت وطن کی کی اور یہ گمان نہیں ہو سکتا کہ آپ کے سفر و اگلی کی وقت ہی قصد مدینہ کا نہیں تھا
کیونکہ یہ شان پہلا سفر ہی بعید ہے جبکہ علماء و اراکہ فرمائے کہ اگر سے قصد زیارت کا نہیں درست ہے
جیسا کہ ابن تیمیہ کا مذہب ہے تو قطع نظر اسکے کہ مذہب ابن تیمیہ کا اس مسئلہ میں مردود ہے کہا جائیگا کہ
قصد سیر نبوی کا اتفاقا درست ہے یا فادھی نہ ہے کہ جمہور فقہاء حنفیہ مائل بوجوب ہیں **قال** اولاً

استقام مرصاحب سالہ لے لفظ مائل بمعنی لکھا اور صغیراً اور فخریاً من بالقاف تحریر فرمایا ہے اور یہ خیال
نہ فرمایا کہ المحققین حنفیہ وشافعیہ مالکیہ وحنبلہ اسکے وجوب کے قائل ہیں نہ ہی پس معلوم ہوا کہ صاحب سالہ
قول ویل میں ہی تمیز نہیں اقول سبحان اللہ یہ عجیب اعتراض عامی ہے کہ جسکے دیکھنے سے ظاہر ہے کہ
آپکو جمہور و محققین کے فرق کی ہی تمیز نہیں ہے **قال** ثانیاً باب اول میں ثابت ہوا کہ جمہور و
حنفیہ بلکہ شافعیہ و مالکیہ و حنبلیہ بالکل اہل اسلام معتقد ہیں ہم قائل استحباب ہیں **اقول** کلام مذکور
ہو مجید وجہ اول یہ کہ آپ نے قول محققین قول مذکور طرف جمہور کے منسوب کیا اولاً
اوسکی عبارت و مختار و عالمگیری و رد المحتار گروائے حال آنکہ میں کتاب میں ایک مسئلہ کے وجود سے
قول جمہور لازم نہیں آتا ہے اور اس سال میں بلفظ مشائخنا اوس مسئلہ تخیر شدنا ذکر کے قول جمہور ثابت
حال آنکہ لفظ مشائخنا نص عموم نہیں ہے بلکہ قبیل حاضر علماء و ارباب مدینہ ہی ہوا و مسئلہ تخیر وجوب پر ہی
متفرع ہو سکتا ہے پس قرآن جمہور کماں میں ثابت ہوا و مسطور کے کہ جمہور شافعیہ مالکیہ و حنبلیہ کے قول
مذکور کو عبارت سمجھو و بحر العلوم و ابن ہمام مدلل کیا حال آنکہ عبارت بحر العلوم مطلقاً قرأت پر لا رہا عبارت
سمجھو دی میں قرأت جو ہے قول ہے اور وہ باقر آپ کے منقول ہے وجوب و عبارت اولیہ و عبارت ثانیہ
استحباب بعدیت زیارت اخرج پر دلالت کرتے ہیں استحباب مطلق زیارت پر فقیر یہ کہ استحباب پر

اجماع آئے رو الخیار وغیرہ نقل کیا اور یہ نہ خیال کیا کہ باوجود خلاف اجماع کیونکر صحیح ہو اس پر وہ اجماع
منقول یا تردید یا قول ہی کما تم تفصیل فلک کلمہ فی رد الباب الاول جو تھے یہ کہ لفظ مستند بن ہم
کس قاعدہ صحیح ہی شاید کمال ذکاوت سے غلط کو صحیح کر دیا قال ثالثاً یہ کہ بال دل میں معلوم ہو کہ
حنفیہ قول احتجاج کو نقل کر کے پہ قول اوجوب بیان کر کے تفریع قول احتجاج پر کرتے ہیں اقول
سابقہ گد چکا کہ وہ تفریع وجوب پر ہی درست ہی قال ثالثاً یہ دعویٰ کہ مہمو حنفیہ قول وجوب کو
نقل کر کے سکوت کرتے ہیں اور عبارت سے جو اس کی ثبوت کے لیے پیش کی گئیں ہرگز ثبات
نہیں ہوتا ہاں ان عبارت سے قول قرین وجوب بقول ہی اور وجوب قرین وجوب میں فرق نہ کرنا اثر
جمل سے ہی اقول دروغ گوارا غلط نہایت شدید اور اربع ہی ثالثاً اور نسبت جمل کے ناشی
جمل سے کہ ہے کیونکہ قرین وجوب حکم وجوب میں ہے جیسا کہ عبارت فقہاء اور دلیل محقول سے سابقہ ثبات
ہو چکا آپ قول محقق میں اس امر کی تصریح کر چکے کہ قول قرین وجوب در وجوب و توشقار ہیں
اور دونوں کی دلیل ہی ایک ہی ہے اور تضعیف ایک کی دوسری تضعیف ہے پس اگر یہ فرق نہ کرنا جمل
تو الزام سکا آپ کی طرف عالم ہی اور یہ چوتھا موضع ہے اور موضع چہمیں آپ قاض واقع ہو قال
پوشیدہ نہ ہو کہ عبارت منقولہ سے تو ایک ہی حنفی کا وجوب کو اختیار کرنا ثبات نہیں ہاں اسی عبارت
البتہ ثابت ہوئی کہ ابو عمرو بعض شافعیہ و بعض مالکیہ ائین وجوب ہیں اور یہ ہی ثابت ہوتا ہے کہ حنفیہ
قول قرین وجوب کو نقل کرتے ہیں نہ کہ مہمو حنفیہ قول وجوب کو نقل کر کے سکوت کرنے ہیں اقول
قرین وجوب در وجوب میں فرق نہ کرنا جمل سے کہ ہے قال اگر کہا جاوے کہ کو کسی حنفیہ کا قول اوجوب ہاں
عبارت سے ثابت نہیں ہوتا لیکن یہ تو ظاہر ہے کہ عبد البنی اور شیخ عبد الحق دہلوی نے وجوب کو نقل
کر کے سکوت کیا پس حنفی کا قول نقل کر کے سکوت کرنا ثابت ہوا تو جواب دے سکا یہ کہ اولاً اس امر
جہمو حنفیہ کا وجوب کو نقل کر کے سکوت کرنا ثابت نہیں ہوتا و ثلث عبد البنی نے تو اپنے مسکات خمار کی
اول تصریح کی حیث قال اعلم ان رايه البني العزبي القرشي المكي منتهى من النكاحين بين بيت سكوت محاضرا
تصریح کیونکہ وہ سکوت ہی اقول عبد البنی کی عبارت میں جو سنتہ واقع ہے لقرينة النكاحين بمعنى طهية
متداولة بين المسلمين کے لیے سنت قول مطلق قرین پر دلالت کرتا ہے نہ مجرد احتجاج پر پس اختیار ہوا
احتجاج کے گمان سے ثابت ہوا قال ابو حضرت شیخ عبد الحق نے اول خبر قول خمار کی تصریح کی بلکہ وجوب

تاویل ہی بیان کی لیکن عین بات کو صاحب لے اپنے یا منت خد کر دیا پوری عبارت شیخ کی یہ ہوا
 زیارت قبر شریف مسجد نبیؐ انا عظم قربات داعلی درجات مست لخصہ را نذکرہ و حسب ہر یکہ سوالات
 چنانکہ امام عبدالحق کہ اراعاظم علماء حدیث مست ذکر کردہ و گفتہ اند کہ مراد ذی ازواج بنت موسیٰ
 کہ در مرتبہ واجب است و بہ ثبوت پلوسہ کہ آنحضرت فرمودہ من زار قبر ہی حجت بہ شفاعتی و مرویست
 کہ من جد سقر و لم یفد الی فقد جفانی صاحب اہب گفتہ کہ این حدیث ظاہر است در حرمت ترک زیارت
 زیرا کہ دین جفا ذی است و جفا و انذار آن حضرت حرام است باجماع پس جب شد از الہ جفا و آن
 زیارت خواہد بود پس زیارت واجب انتہی یہ اول تحریف ہے کہ صاحب سالس سالین بر تکب ہوا
اقول نام برین فہم و علم شیخ نے اولاً حکم عظم قربات کا داعلی درجات کا دیا اور یہ عام ہو احتیاج و وجوب
 و سنیت سے پس اختیار کا استحباب کو کس جملہ سے ثابت ہوا اور نسبت تحریف کی طرف صاحب کلام
 مبرم کے عجائب و زکار سے یہ کیونکہ تحریف عبارت ہی بگاڑنے سے اور بدلنے سے اور چونکہ تاویل وجوب کی
 جو عبارت شیخ میں منقول ہے بقول نقل عبارت شیخ کے صاحب کلام مبرم کو مواہب لدنی سے نقل کرنا بمنظور
 لہذا بنظر اختصار کے عبارت تاویل کو مذکور نہ کیا اور بانی عبارت پر اقتصار کیا پس اختصار بخلاف
 یہ تیغی عنہ ہوانہ تحریف شاید آپ کے نزدیک تحریف و اختصار میں تضاد ہے کہ اختصار پر حکم تحریف کیسا
 ہو کر دیتے ہیں یا وعید فرما بہتان سے خوف نہیں فرماتے ہیں **قال** علاوہ کہ وہ عبارت حسن میں
 قریب ہو وجوب ہے اور انکا استحباب پر محمول کرنا وجوب پر محمول کرنے سے آسان ہے کیونکہ فضل استحب
 کو ہی قریب ہے جب کہنا درست ہے سلیکے کہ قریب تو یک امر اضافی ہے بخلاف وجوب کے کہ اوپر اطلاق
 قریب جبکہ عقل سے ہے عقل سلیم اسکا انکار کرتی ہے اور جن عبارات میں لفظ وجوب ہے انکو ہی
 استحباب پر محمول کر سکتے ہیں **اقول** یہ کلام رد و ردی چند وجوہ سے اول یہ کہ قول محقق میں آگیا
 عقل سلیم نے قریب جبکہ وجوب ٹھہرایا اور بیان عقل سلیم عرض کرتے مگر ان ہذا الشیء عجاب
 آور یہ یا بخوان موضع ہوا دن مواضع سے جہاں آپ تعارض افع ہوا و تو ہم یہ کہ اطلاق قریب جبکہ
 وجوب پر اطلاق فقہاء میں شائع و ذائع ہے جیساکہ سابقہ مذکور ہو چکا اور اطلاق اوہما کا مستحب پر ابتداء
 جناب لاہریس بمقابلہ اطلاق فقہاء کے یہ تجویز آپ کی کتب تسلیم کیا و مگر سٹوم یہ کہ قریب اضافی
 ہوئے سے نہیں لازم کہ اطلاق قریب جبکہ مستحب پر آوی ورنہ لازم آوے گا کہ مباح کو قریب جبکہ کہنا

درست ہو جاوے بلکہ مکروہ تنہی اور تحوی کو قریب واجب کہدین کیونکہ نسبت حرام وہ بھی قریب ہیں
اور اکثر اہم اسکا خالی از خلاف نہیں ہے چارہ یہ کہ جو از اطلاق شری دیگر ہو اور وقوع اطلاق شری
دیگر ہو پس بعد تسلیم جو ان کے کہا جاتا ہے کہ کسی نفعیہ نے کسی کتاب میں قریب واجب کا اطلاق حقیقہ
مستحب پر نہیں کیا ہے وہی ادعی فعلیہ البیان اور اطلاق اسکا واجب پر واقع ہوا ہے پس اطلاق واجب
کو چھوڑ کر اطلاق ممکن کو لینا عقل سلیم کے نزدیک قبیح ہے و شہم یہ کہ وجوب کو استحباب پر حمل کرنا بھی
ہی جیسا کہ کہا جاوے کہ و امر جنتی شرع میں وارد ہیں وہ سب استحباب پر محمول ہیں دلیل ہذا الاغسلہ
افا و اب کلام بعض تحقیقین شافعیہ ہی ملاحظہ کرنا چاہیے کہ جس سے صاف ترجیح قول وجوب کی معلوم
ہوتی ہے **قال** سہمی کی عبارت تو وجوب ہونا ہرگز نہیں نکلتا البتہ قریب وجوب ہونا سمجھا
جانا چارہ وجوب قریب وجوب میں فرق ہے **اقول** قریب جب حکم میں وجوب کی ہے جیسا کہ سابقا
گذر چکا اور اب بھی نقل حق بن افراسیاب دوسرے فرار نے لکھ اور یہ چٹا موضع ہے اور موضع
سیہان آپ سے مخالف واقع ہوا **قال** و قسطلانی اور ابن حجر کی کے کلام سے اگرچہ وجوب کی طرف
میلان معلوم ہوتا ہے لیکن ابون ودون نے بنالو کی حدیث جہانی پر کی ہے اور اس حدیث کا
قابل احتجاج ہونا ابھی تک پایہ ثبوت کو نہیں پہنچا **اقول** کلام مبرم میں اس حدیث کو قابل احتجاج
ہونا مذکور ہو چکا اور ابی الفضل غفرلہ پیش کیا و یکنی انشاء اللہ تعالیٰ **قال** علاوہ یہ کہ قسطلانی
اور ابن حجر کی نے بعض لکھیے کا قول وجوب فعل کر کے یہ تاویل ہی نقل کی ہے کہ مراد وجوب ہے سنت مذکورہ
ہو اور یہ سکوت کیا ہے اور سکوت صاحب سالہ کے نزدیک دلیل ضابطہ ہے بلکہ ابن حجر نے تو صریح اس
تاویل کی تائید کی ہے صریح ہے کہ لکھا ویدل لذلك ما یثبت صحیحہ مصریۃ لانیثک الامامین شمس نو لیسیر
اقول قسطلانی نے بول نقل تاویل کے حدیث جہانی کو ذکر کیا اور بعد اسکو کہنا غلیظا ل قولہ نقد
جہانی فانظر فی حرمۃ ترک الزیارت خاتمہ تمام عبارت اسکی کلام مبرم میں منقول ہے اب انصافا
کہیے کہ اس نے اختیار قسطلانی کا قول وجوب کو منہم ہوا یا تاویل کو اور ابن حجر کی عبارت جو کلام مبرم میں
منقول ہے اس سے ہر ذی علم سمجھ سکتا ہے کہ اسکی رائے ترجیح وجوب کی طرف ہے اس عبارت ابن حجر
جو لکھتے تھے اسکا اشارہ تاویل کی طرف راجع کرنا کمال سہل و آسان ہے و ان کے کہ وہ مذکورہ موضوع
بعض کتب واسطے ہے اور قول تاویل اسکی قریب مذکور ہے اگر تائید تاویل کی ملاحظہ کرنا چاہیں تو لکھا جاتا

بعض کتب واسطے ہے

قال او قسطی نے پہلے ہی اپنا مختار اس میں بیان کرنا یا حجت **قال** علام ان بارة قبر الشریف
 من اعظم القربات وارجى الطاعات واهل الى اهل الدرجات من يعتقد غير هذا فقد اختلف من بقية الاسلام
 پس اس سے ترجیح قول وجوب ثابت نہ ہوئی **اقول** قریب وطاعت عام ہر مستحب وحب سنت وغیرہ سے
 پس اس سے اختیار مطلق قریب کا ثابت ہوا نہ اختیار احتیاب کا اور ترجیح وجوب کی عبارت لاحقہ
 جو سابقہ مذکور ہو چکی ثابت ہوئی **قال** قطع نظر اس سے قول وجوب جمہور شافعیہ کے مخالف ہر صیغہ
 باب اول میں ظاہر ہوا اس لیے قابل اعتبار نہیں **اقول** باب اول کے رد میں اضع ہو گیا کہ جو عبارت
 آپ نے واسطے اثبات قول جمہور شافعیہ کے نقل کیں وہ مفید معنی نہیں ہے **قال** او قسطی اور ابن حجر
 مکی اور طبقات فقہاء دین سر نہیں ہیں کہ جبکہ قول پر فتویٰ دیا جاوے بلکہ طبقہ سابقہ میں ہی قول
 یہ دعویٰ بلا سند ہے اسکا اثبات کرنا چاہیے شاید اسوجہ سے کہ اون دنوں نے آپ کی رائے کے خلاف
 لکھا طبقہ سابقہ میں داخل ہو گئی **قال** اور یا وجود اسکو یہ قول مخالف اجماع ہے **اقول** سابقہ کا ذکر
 کہ اجماع احتیاب پر کسی کے کلام میں صریح نہیں مفہوم ہوتی ہے اور بعد تسلیم کے نقل اجماع منقطع زمانہ نہیں
 ہے اور اس پر اعتماد خلاف دافعا ضلیم ہے **اقول** فادنیٰ نزدیک کہ قول صاحب اہل کا حدیث من حج ولم یزرنی
 فقہ جفائی کے حق میں لفظ الیصح او کو موضوع ہونے پر دلالت نہیں کرتا ہی بلکہ اس امر پر کہ سند اسکی
 مرتبہ صحت مصطلح اہل حدیث تک نہیں پہنچی بلکہ ضعیف ہے نہ یہ کہ مطلقا ثابت نہیں ابن طہا
 تذکرۃ الموضوعات میں کہتے ہیں **قال** السیوطی فی المالکی **قال** الزرکشی میں قولنا لم یصح وہیں قولنا
 موضوع ہون کیشہ فان الموضوع اثبات الکذب وقولنا لم یصح لا یلزم منہ اثبات العدم وانما ایضا
 عن عدم الثبوت **وقال** ایضا لا یلزم منہ ان یکون موضوعا فان الثابت بشمل الصیغ الضعیف اتبی
قال اولاً اس غلام پر صاحب سب نے اس غرض سے کہ حدیث ضعیف کو بھی ثابت کہتے ہیں نقل عبارت
 مذکورہ میں قولین کو کام فرمایا پوری عبارت اسکی یہ ہے فی المالکی **قال** الزرکشی میں قولنا لم یصح و
 موضوع ہون کیشہ فان الموضوع اثبات الذب والاختلاق وقولنا لم یصح لا یلزم منہ اثبات العدم وانما
 ہواضار عن عدم الثبوت **وقال** ایضا لا یلزم من حمل الراوی وضع حدیثہ فی الوجیز فرق بین المشکر
 والموضوع **وقال** اکثر المحققین من سنیہ ما ینسب الی الان اذا ساقوا الحدیث باسنادہ معتقدون انہم مراد
 من عمدتہ و ذکر السخیاری عند ان لفظ لا یثبت لا یلزم منہ ان یکون موضوعا فان الثابت بشمل

الصحيح فقط والضعيف دونہ انتہی ثانیاً صاحب الہی نے بسطخ مذکور کی عبارت نقل کی ہو اس پر اس کا مدعی اگر ثابت نہیں ہوتا یعنی یہ کہ حدیث ضعیف کو بھی ثابت کتنے ہیں بلکہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ لفظ لا یصح اس پر دلالت کرتا ہے کہ وہ مطلقاً ثابت نہیں نہ بطور صحت کے اور نہ بطور ضعف کے کیونکہ اوہین لکھا ہے کہ یہ قول اخباری عدم ثبوت ہے اور ثابت شامل ہے صحیح ضعیف کو اقول کلام مہر میں واسطے اختصار کے بقدر ضرورت کہ جس سے عدم دلالت لفظ لا یصح موضوعیت پر کہ اصل مدعی ہے ثابت ہو جائے عبارت مذکور کی نقل کی گئی اور اختصار اور تحریف میں فرق بین ہے پس دعویٰ تحریف کا باطل و افتراء ہے اور عبارت مذکورہ ہے اس امر کا بخمنہ کہ لفظ لا یصح جو بمعنی لا یثبت کی ہے اس پر دلالت کرتا ہے کہ وہ مطلقاً ثابت نہیں نہ بطور صحت اور نہ بطور ضعف عجیب ہے کہ چونکہ لفظ لا یثبت عرف میں بین نہ مطلق ثبوت کے نفی کے واسطے آتا ہے بلکہ نفی صحت کی واسطے چنانچہ فہم الہدین سخاوی مقاصد حسنین

تحت حدیث السنخی قریب من اسد کے لکھتے ہیں ونقل ابن الجوزی فی الموضوعات لما ذکرہ فی الحدیث

عن الدارقطنی انہ قال لہذا الحدیث طرق ولایثبت منہا شیء قال شیخنا ولا یلزم من ہذہ العبارة ان یو

موضوعات ثابت لیسل الصحيح والضعیف دونہ و ہذا الحدیث ضعیف فالحکم علیہ لیس بحجۃ انتہی افاد خلاصہ علم اس مقام میں یہ ہے کہ باب یارت میں علماء کرامین قول ہیں بعض علماء اہل سلف تو سنت پر کفایت کرتے ہیں اور بعض مالکیہ اور بعض شافعیہ حکم و وجوب کا دیتی ہیں اور مختار بعض مالکیہ یہ کہ یہ سنت موکدہ ہے قال اس کلام سے ظاہر ہے کہ بعض مالکیہ جو حکم و وجوب کا دیتی ہیں وہ اور ہیں اور بعض مالکیہ جو سنت کو قائل ہیں وہ اور ہیں حال آنکہ عبارات منقولہ سے یکمین ثابت نہیں ہوتا ہے بلکہ یہ بھیہا جاتا ہے کہ بعض مالکیہ جو کلام میں وجوب آیا ہے انہیں کے کلام میں بعض مالکیہ دوسرے تادل کرتے ہیں ساتھ سنت موکدہ کے اور بعض مالکیہ وضالہ سے قریب بوجوب منقول ہے اور یہ لفظ اگرچہ متحمل سنت موکدہ کا ہے لیکن اس میں نص نہیں بلکہ استحباب پر معمول ہو سکتا ہے اقول انکا نضرہ سنیت قلت تنج سے ہے سابقاً گذر چکا کہ بعض تصریح سنیت کی کرتے ہیں اور معلوم ہو چکا کہ جو مالکیہ وجوب کے قائل ہیں وہ اور ہیں اور جو سنت کہتے ہیں وہ اور ہیں اور قریب واجب کا اطلاق مستحب پر اطلاق فقہاء میں شائع نہیں ہے بلکہ اطلاق اس کا واجب پر ذائع ہے جیسا کہ عبارتیں مناسب مقام کے سابقاً مذکور ہو چکی ہیں

موضع ہنر کا نقل

پس حمل کرنا قرب و جوب کا استحباب پر غلات عقل و نقل کے ہر بلکہ غلات آپ کے اقرار کرو
اور یہ سا توان موضع اون مواضع سے جہاں آپ سے تخیل افق ہوا قوا و پس اختیار کرنا قول تخیل
کو اول نسبت اس کی اختیار کے اوضاع قول جوب کے طون جمہو حنفیہ کے کرنا جیسا کہ مؤلف قول حکم نے
کیا ہے **قال** افترا ہی **قال** او چرب ہنر ثابت کر دیا کہ مختار جمہو مشائخ حنفیہ بلکہ شافعیہ و مالکیہ و حنفیہ
استحباب ہے بلکہ فقہاء انی اور اجماع کا دعویٰ کیا ہے پس قول صاحب کلام ہرم کا غلط ہونا اور اس تمام ہنر
مؤلف کلام ہرم کی مبلغ الکتبہ اور ظاہر ہو گیا کیونکہ کجای تصنیف کی لفظ ضعف خیر فرمایا **اقول**
او چرب ہنر ثابت کر دیا کہ جمہو حنفیہ کی طون نسبت استحباب کی جو وجوہ آپ نے بیان کی وہ مؤثر
اور اجماع استحباب ہر تقدیر تسلیم وجود اس کی غیر معتبر پس یہ قول غلط غلط ہونا اور یہاں تک مبلغ ذکاوت
و فطانت آپ کا ظاہر ہو گیا کہ مثل علوم کو آپ پر ادوات محلات کہتے ہیں و سیاحت علمیہ کو کہتے ہیں و کائنات
رکتی ہنر ایسے تقریرات پر طلبہ علوم و تجربات میں چہ جائزہ کے علماء آپ کے خیال مبارک میں یہ نہ آیا کہ نسبت
ضعف قول جوب کی طون حنفیہ کے اسکے منفر یہ ہیں کہ نسبت کرنا اس امر کی کہ حنفیہ نے ضعیف کہا نسبت
کرنا اس امر کی کہ حنفیہ کی کتب میں ضعف مصرح ہے **وس** و کم من عابث و لا یجہاد و آفتہ من العلم السقیم **اقاد**
یہ قول متفق ہے و ہذا **قال** نسبت کرنا مذہب کی طون جمہو حنفیہ کی حال آنکہ نہ عبارت در مختار میں
یہ لفظ ہے اور نہ عبارت عالمگیری میں **قال** مشائخ کی لفظ سے جب ہم شہر کا مسلک اختیار کیا کرتا
تو یہ کلام غلط ہونا **اقول** سابقہ یہ کلام مخدوش ہے چونکہ **اقاد** و دوسری نسبت تصنیف قول جوب کے
صاحب در مختار کی حال آنکہ اسکے کلام میں کہہ دینا تصنیف نہیں ہے اور لفظ قبل موضوع واسطے تصنیف
کر نہیں ہے کہ خواہ خواہ اس تصنیف سمجھی جاوے **قال** ظاہر لفظ قبل سے ضعف ہے جیسا کہ محطا
میں بیان غل میں در مختار کی اس قول کی تحت میں **قال** المقصود عدم الاسراف مرقوم ہے ظاہر ہونا
در مختار میں باب لعید بن مین مرقوم ہے **قلت** قدر اجبت التمرایشی فرأیت حکا عن الغیر و بصیقة التمرایشی
طحاوی و اسکو سخت میں لکھتا ہے و الوالی الحال فهو ضعیف عند غیرنا و صیغہ جمہول صیغہ نہریض ہی شرح
نسخۃ الفکر میں مرقوم ہے و مات فی غیر الجزم ای بصیقة التمرایشی کہہ کر ویردی و لبقال و نقل ورجی نحو
لقلیل فنیہ تعالیٰ و شیخ عبدالحی نے مقدمہ میں لکھا ہے و ما ذکرہ بصیقة التمرایشی و الجمول قبل و لبقال
و ذکر فی محتہ عندہ کلام الحاصل اگرچہ لفظ قبل کا ہر دو تصنیف کے لیے ہی آتا ہے لیکن ظاہر تصنیف ہے

اولیٰ و اطلع ہر لغز قرینہ صارفہ کے نہ چاہیے علیٰ الغرض جس جبکہ قرینہ موجب تضعیف موجود ہے وہ یہ کہ
 ہر اسماء در مختار نے اول قول استجاب کو بیان کیا اور سکون قول وجوب کو نقل کر کے تفریع قول
 استجاب کی کیا **اقول** کلام فقہاء میں صد ہا جگہ صیغہ مجهول وارد ہے اور اس کے تضعیف مرا نہیں ہے اور
 اصطلاح اطلاق میں بھی تو افعی استعمال فقہاء کا ضرور نہیں ہے ہاں جس مقام میں سیاق یا سباق میں
 قرینہ تضعیف ہو وہاں البتہ صیغہ مجهول کلام فقہاء میں محمول ضعیف پر کیا جاتا ہے جیسا کہ طوطا
 نے دونوں وضع میں جو آپ نے نقل کیے ہیں کیا ہے اور ان میں فیہ میں قرینہ تضعیف مفقود ہے علاوہ
 ازین بخاری نے فتح المغنیث میں تصریح اس کے کی ہے کہ تفسیر استعمال لفاظ قرینہ مثل قبل وغیرہ
 واسطے ضعف کے اکثر فقہاء و محدثین متاخرین کے استقامت میں باقی نہیں رہی ہے بابت اولیٰ یہ ہے کہ نقل

ذلک کثیر من الضعیفین من الغفلة وغیرہم و شتہا علیہم فی علی من مخالف ذلک و ہوں مسائل میں فعلیہ
 اولیٰ نقل فی الصحیح زکریا و بروی فی الضعیفہ قال رومی انتہی افادہ بلا خطہ کیجئے لہٰذا ہم نے کہا ہے
 تبیح اور فقہاء نفس میں انکا شمار ہے قول وجوب کو نقل کر کے سکوت کیا **قال** اولاً تو ان ہمام نے
 قول وجوب کو نقل ہی نہیں کیا بلکہ قرینہ وجوب کو نقل کیا اور قرینہ وجوب وجوب سمجھنا ارباب نفسی ثابوت
 ابن ہمام نے اول استجاب کو بیان کیا پھر قرینہ وجوب کو پر ایک مسئلہ ایسا بیان کیا کہ متفرع استجاب
 پر ہی وغیرہ **اقول** قرینہ وجوب کو حکم وجوب سمجھنا اگر نا فہمی ہے تو آپ کے کیوں قول محقق میں فتح
 آوریہ آطلون موضع ہے اور ان موضع میں جہاں آپ نے تناقض ہوا اور تفریع مسئلہ مذکورہ کا فقط استجاب
 سمجھنا ارباب نفسی یہ کیا مہرارا **افادہ** بیان ایک مہر مولف کی تفسیر جو یہ کہ یہ ہو فقہاء ضعیفہ
 تمام حنفیہ تراویح کو میرے کتب سنت ہو کہہ لکھتے ہیں **قال** یہ بات میرے غلط ہے کیونکہ فقہاء غنیہ

ہم کی سنت و محبت ہونے میں ینا تریج شیخ قدوری میں نعم و خیر الشیخ فی الترویج **قال**
 ہر من تربیہ اور خلاصہ میں سطور علم ان الشیخ مختلفا فی کون الترویج سنتہ اور نہ

بعض نقل **قال** بعضہم عالمگیری میں لکھا ہے نفس الترویج **قال** علی الاعیان عندنا کما روی الحسن علیہ السلام فی من عجبت
 نفس اربع کی سنت و محبت ہونے میں اختلاف نہ ہو تو میرے سنت ہو کہہ ہر پر کمان سے اتفاق
 پیدا ہوا **اقول** کتب معتبرہ میں تراویح کی سینہ کو فوراً ہر پر لکھا ہے بلکہ بعضوں نے جماع نقل کیا
 اور بعض حدیث کعبہ کو ہی قول امور بلکہ قول حبس غنیہ لکھا ہے محمد اوی حاشیہ اتنی اطلاع میں کہ

التراويح سنة باجماع الصحابة ومن بعدهم من الامة انتهى أدب بحر رائق من بر صرح المصنف بانها سنة مؤكدة
 وصحح صاحب البداية والظهيرية وذكر في الخلاصة ان المشايخ يختلفوا في كونها سنة وانقطع الاختلاف برأيه
 المحسن عن ابي حنيفة انها سنة انتهى أدب بحر رائق من بر قوله عشرة وان كتمان لكيتها وهو قول الجمهور لما في
 الموطأ عن يزيد بن رومان قال قال الناس لقومهم في زمن عمر ثلث وعشرين ركعة وعليه عمل الناس
 شراً وغباً لكن المحقق في فتح القدير ذكر ما حاصله ان الدليل يقتضي ان يكون السنة من العشرين ما خلا رسول
 صلى الله عليه وآله على انه سلم انتهى أدب بحر رائق القديرين بر ظاهر كلام المشايخ ان السنة عشرة ركعات مقتضى الدليل
 ما قلنا انتهى أدب حنيفة المستمل على شرح منية المصلي من بر علم من بره السنة ان التراويح عشرة ركعات بعشر
 تسليمات عندنا وهو ذهب الجمهور وعندنا كسب ثلثون احتجوا بالعمل بل الهديته وما احتج به ليس
 بحجة لانهم يصلون فرادى بين كل تحريمين اربع ركعات في مقابلة طواف اهل مكة اسبوعاً وذلك غير منج
 والكلام في ما هو المشروع سنة بالجماعة لا في ما انتهى بالخصوص أدب حنيفة شرح مختصر قد روي من بر ما لا
 سنة فلا خلاف فيه انتهى أدب رائق ما تارخانية من بر قال ان السنة والجماعة التراويح سنة رسول الله
 صلى الله عليه وآله على انه سلم فعلمنا السليتين قالت الروافض انما سنة عمر فرمى انتهى أدب خلاصة الفتاوى
 من بر علم ان المشايخ يختلفوا في كون التراويح سنة وانقطع الاختلاف برواية المحسن انتهى أدب حنيفة
بر مقتضيات النوازل من مكتبة من التراويح سنة للرجال والنساء وتوارثوا الخلاف عن السلف كذا روي
 المحسن عن ابي حنيفة لانه وانطب عليه الخلاف الراشدين وقال قوم من الروافض سنة للرجال والنساء
 النساء وقال قوم منهم هي ليست بسنة اصلاً وانما احده عمر فرمى ولأهل السنة قوله عليه السلام عليكم بتي و
 سنة الخلاف الراشدين وقد اثنى على عمر حيث قال نور الله مضجعكم كما نور مساجدنا انتهى أدب رائق
 من بر عدل عن قول القدير يستحب ان يجمع الناس في رمضان فصلي بهم اجمعهم شراً وحباً لما ان
 الاصحاب انما سنة كذا في البداية قال في العناية وتعد في السفر في نظر او المحكوم عليه بالاستحباب بالاجتماع
 وليس كلامه لان على ان التراويح مستحبة واجاب عنه في الحواشي السعودية بانها مسكت عن بيان صفة
 التراويح استقلالاً وذكر لفظ الاستحباب فانظر السجادة على مجموع الصلوة والاجتماع وانما خير ما ان
 في العناية اول لانه قد حكى غير واحد الاجماع على منية كما في الثانية نعم كونها عشرين ركعة هو قول الجمهور
 انتهى أدب رائق النوازل على الدخلاء من بر على غير واحد الاجماع على منيتها وقد رويها رسول الله

صلی اللہ علیہ وسلم وندنا الیہ اقامنا فی بعض الدلیالی ثم ترکنا شیئہ ان تکتب علی امتہ انتہی فی فیض اللہ
شرح وقایہ میں لکھتے ہیں فی فتاویٰ الحجۃ الترابیج سنہ موکدہ من اکثر کونہا سنہ فہو متبع ضال
غیر مقبول الشہادۃ انتہی ان عبارات کو ملاحظہ کیجیے زاہدی صاحب مجتبیٰ نے سنت تراویح پر اجماع
ترقیم کیا اور صاحب فتاویٰ حجۃ اور صاحب مختارات النوازل اور صاحب آثار خانیہ وغیرہ نے اجماع
السنن میں سنت تراویح پر تحریر کیا اور سنن سنن کو مستبعد و ضال بنایا اور صاحب نہ و تعلق
اور رائے نقل اجماع کو سننیت پر جمع غفر کی طرف منسوب کیا اور خطاوی نے اجماع صحابہ میں فقہ
سننیت پر ترک کیا اور عدد میں کی سننیت کو صاحب غینہ اور صاحب بحر اور صاحب نہ نے تو انہوں
لکھا اور نہ مستحب القدر کی عبارت کے سبب بلکہ کہ لفظ المشائخ جمع معروف باللام ہو اور نہ باقر آپ کے
استغراق پر انہوں نے اجماع مشائخ حنفیہ اور پیغمبر ہوا پس کلام صاحب کلام مہر مابعدہ ان عبارات
فقہاء مہر میں انہا بیت صحیح و درست ہوا اور ایراد آپ کا وہ لغو و باطل ہو گیا اور ہر گاہ قول جمہور ائمہ
میں ثابت ہوئی آپ کو اسی کے موافق فتویٰ دینا لازم ہوا کیونکہ آپ سابقا لکھ چکے ہیں
کہ فتویٰ قول جمہور پر چسپا ہے باقی اختلاف جو آپ کے خلاصہ و عاملگیری وغیرہ
نقل کیا اور کمال حال یہ کہ جن فقہاء نے انتخاب کا اطلاق کیا اور کو دلیل سننیت پر پہنچی اور نہ دریا
حسن یا فخر ہوئی گذشتہ حوالی کیلئے یہ معلوم ہونے دلیل کے اور پہنچی روایت حسن کے اختلاف منقطع
ہو گیا اور سنن کا اجماع سننیت پر ہو گیا جیسا کہ عبارت بحر و خلاصہ سے واضح ہوا آپ کے نقل عبارت
نہا میں غفرہ فرمائی فقط عبارت اختلاف کو واسطہ غلطہ عوام کے نقل کر دیا اور عبارت بالقطع
اختلاف کو منقطع کر دیا یہ چونکہ موضع ہر اور موضع ہر جہاں آپ کے نقل عبارت میں تقصیر
واقع ہوئی قال لکھنا جادو کہ سنن کے لیے فقہاء نے لفظ اصح لکھا ہی تو ہم کہیں گے کہ واقع میں
سواء اتفاق ثابت نہیں بنایا اصح سے جانب متقابل صحیح ہونا ثابت ہوتا ہی درختنا میں ہر شے
نی۔ الہ و الہ انتہی اذا ولیت رواۃ فی کتاب متحد بالاولی والا اصح والافق ونحو ما فلان لغتی بہا
و بنالغیا ایضا اشارتہ انتہی اقول ہایہ وغیرہ میں اگرچہ بہ نسبت سننیت کے کلمہ اصح مرفوع ہے
لیکن بہ نسبت قرۃ میں اس پر لفظ صحیح کا اطلاق کیا ہی چنانچہ شیخ الاسلام محمد بن احمد بن ابی بکر
صاحب مجمع الفتاویٰ خزائنہ الفتاویٰ میں لکھتے ہیں الترابیج منہ ہو صحیح من الذہب انتہی ما ہو صحیح

موضع صحیح

وہل نہ الامر خرفۃ الرد فضل اعادہ اہل ہستہ منہا افادہ تراویح کی باب میں قول جمہور کما قال
حب نفس تراویح کی سنت کو مستحب نہیں ہونے اختلاف مشکیح ثابت کر دیا تو میں کثرت تراویح کی سنت کو مد
ہونیکو قول جمہور کما کما ان رہا قول مجر و اختلاف مانع اثبات قول جمہور نہیں ہے جو استحباب کے قائل ہو
وہل طلوع کر وایت حسن پر قائل ہو اور بعد ظہر جو جائز روایت حسن کے خلاف منقطع ہو گیا حیا نجد
خلاصہ کی عبارت سے واضح ہوا افادہ کما ان نفس مارہ کی متابعت سے تراویح میں آٹھ رکعت پر کفایت کی
اور باب زیارت میں سند و بہت ثابت کی قال ہاں شیطان اہلین کی متابعت سے بیس رکعت تراویح
کی سنت کو مد ہونیکو قول جمہور کما قول تمام حنفیہ قرار دیا اور باب زیارت میں جو کواقتضی رکب
اقول لا حول ولا قوۃ الا باللہ اچھا قلم زور کرنے لگا اور فقہاء کبار دلی الایدی والا بصار کو تابع شیطان
یعنی نبی لگا صاحب بحر وغنیہ نے تفریح اسکی کی کہ بیس رکعت کی سنت قول جمہور ہے و افصح التفسیر کی
عبارت سے مفہوم ہو کہ سنت عدد مذکور قول جمیع مشکیح حنفیہ ہے اور جو زیارت کو امام مالک سے روایت
نے اور امام شافعی سے مسطانی اور ابن حجر کی فی اور امام حنفیہ سے شریانی اور کرمانی اور شراح
مختار اور صاحب مجمع الانہ اور صاحب خزائن الفقہاء و صاحب لباب المناہج وغیرہ فی افتناء کیسے
باقضائے تحریر والا یہ لوگ مستحب تابع شیطان کہتے ہوں تو باطلہ الباطلہ یہ وہ کسی حال سے یہی ان حضرات کے حق
میں واقع ہو گا چاہے کہ عالم اور آپ کے راہی جو کلام ہم میں تابع نفس مارہ بنائی گئی وہ بجای خود ہی سوا
کے آپ نے استحباب زیارت کو طرف جمہور کے منسوب کیا حال آنکہ کسی کتاب میں اسکی تصریح نہیں ہے اور لفظ
مشائخنا اور اصحاب سے بھی یہ معنون نہیں نکلتا ہے اور باب تراویح میں اگرچہ ابن ہمام نے آٹھ کو سنت اور
بانی کو مستحب لکھا مگر کسی نے آٹھ پر کفایت نہیں کی اور آپ نے اقتضای آٹھ پر کیا اور تادیت ہمہ را
رہا فانما عدوا ان الیہ راجعون افادہ نسبت وضع کی اس حدیث کی طرف غیر مقبول ہے قال قول مختار
میں عویس حدیث کی موضوع ہر یکا بنید کیا گیا بلکہ یہ عرض ہے کہ حدیث لایق احتجاج نہیں افول قول مختار
کی صفحہ میں آپ لکھتے ہیں اگر حدیث موضوع اس بات کی ثبوت کی لکھ کافی سمجھ جا تو یہ حدیث بغیر
سند اس لفظ سے مراد ہے الیہ تہی صان ظاہر ہے کہ انکی راہی ہے کہ حدیث جھانی موضوع ہے اور یہ
نوائے موضوع ہے اور ان جو افع سے وہاں آپ سے تناقض واقع ہوا افادہ امر آپ ہی نزدیک ظاہر ہے
ہر متوجہ وغیرہ متوجہ اس امر کو سمجھتا ہے کہ غرض طحاوی اور شافعی و دیگر علما عالمگیری کے بموجب نقل علما

وجوب ہی نہ اسکی تضعیف **قال** قول محقق میں یہ ہرگز نہیں کہا گیا کہ مقصود ان تینوں کا تضعیف ہے،
 بلکہ یہ کہا گیا کہ ترجیح مقصود نہیں **اقول** اگر یہ مقصود آپکا نہیں ہے تو یہ کلام آپکا قول محقق میں ہے
 بعضوں نے جو واجب یا قرینہ واجب لکھا ہے تو اسکا ضعف خود کلام محققین خفیفہ سے سمجھا جاتا ہے اور
 کیونکہ درست ہوگا کیونکہ محققین جمع ہی اور اقل جمع میں ہے پس ترجیح محقق سے آپکو ضعف نقل کرنا
 لازم تھا اور آپ نے کل پانچ عبارتیں نقل کیں ایک عبارت درختا ردوم عبارت مطحادی سوم عبارت
 شامی چارم عبارت عالمگیری پنجم عبارت دیگر شامی اور پنجم از انکی عبارت عالمگیری اور عبارت دوم شامی
 سے تو ضعف قول وجوب کا نہیں سمجھا جاتا اور باقرار حال عبارت شامی مطحادی سی ضعف معلوم
 نہیں پس زبانی رہی مگر عبارت محتمل اس سے ضعف ثابت ہوئے محققین کی کلام سی ضعف کا مفہوم
 کہان ثابت ہوا **افاد** سبحان مدیہ عجیب قیاس، زیارت قبر رسول مدد علیہ السلام علی اکہ وسلم
 بدرجہ زیارت باقی بقبر سی موجب نفع درجات و باعث وصول جناس ہے **قال** اولاً اثبات
 استحباب بطریق قیاس نہیں بلکہ لفظ حدیث سے ثابت ہے کیونکہ لفظ القبور میں قبر سید المرسلین
 درجہ اولی داخل ہے اور یہ ایسا ہی جیسا کہ مذکور قبور میں نقلاً عن اسکی مرقوم ہے و اما در کثرت
 صحیحہ متفق علیہا کہ دریم زیارت قبور و روایۃ در باب ثبوت استحباب زیارت قبر رسول کہ سید
 است کافی است تا نیاید اعتراض مقتضای قائلین وجوب یعنی سبک پر واقع ہوتا ہے مذکور قبور میں نقلاً
 عن اسکی مرقوم ہے ہر گز زیارت قبور دیگر ان تحجب و زیارت قبر شریف بطریق اولی مندوب نہ تحجب
اقول مناقشہ اس امر میں نہیں کہ احادیث زیارت مطلق قبور استحباب زیارت قبر نبوی پر دلالت
 کرتے ہیں بلکہ اس امر میں کہ باقتضای احادیث مذکورہ جب زیارت مطلق قبور میں حکم استحباب پر
 اقتضار کیا گیا زیارت قبر نبوی میں اس حکم پر اقتضار لازم نہیں کیونکہ بدرجہ اولی و افضل ہے اہل بیت
 کہ زیارت مطلق قبور احادیث مذکورہ مستحب ہی اور زیارت قبر نبوی دلیل زائد وجوب ہو جاوے
 پس قیاس کرنا کہ جب احادیث زیارت مطلق قبور استحباب زیارت قبور پر دلالت کرتے ہیں پس جب احادیث
 قبور غیر نبوی مستحب ہی و وجوب نبوی است بطریق زیارت قبر نبوی بھی مستحب ہی درست ہوگا اور قیاس
 سبکی سے ثناء الاستقام میں احادیث زیارت مطلق قبور سند و اسطر اثبات قریب سے زیارت
 نبوی کی بنائیں ہیں واسطے اثبات استحباب جو کہ مقابل وجوب ہے بلکہ بعض عبارات انکی اثبات وجوب

دلالت کرتے ہیں کہ استحباب پر چنانچہ بائیس میں جو واسطے اثبات قریب ہو زیارت قبر نبوی کی معقود
 کیا ہے تحریر کرتے ہیں وذلک ای کو نہ قریۃ بالکتاب والسنۃ والاجماع والقیاس اما الكتاب فقوله تعالیٰ
 ولوانتم اذ ظننوا انفسکم جاؤکم کما تغفروا والحدود تغفر لکم الرسول لوجود الله تو اباجما واما السنۃ فما ذکرنا
 فی الباب الاول الثانی من الاحادیث وہی دلالت علی زیارت قبرہ صلی اللہ علیہ علی آلہ وسلم مخصوصہ فی السنۃ
 الصحیحۃ المتفق علیہا وردا لہم زیارتہ القبور قال صلی اللہ علیہ علی آلہ وسلم کنت نیتکم عن زیارتہ القبور
 فزوروا وقال زوروا القبور فانہا تذکرکم الاخرۃ فقبر البنی صلی اللہ علیہ علی آلہ وسلم سید القبور ودخل
 فی عموم القبور واما الاجماع فقد حکا القاضي عیاض علی ما سبق فی الباب الرابع منہی لم یخصا اور ہی بعد چند
 سطور کہ لکھتے ہیں انا قطع و تحقیق من الشریعۃ بحوزہ زیارتہ القبور لرجال وقبر البنی صلی اللہ علیہ علی آلہ
 وسلم وہل فی ہذا العموم ولكن مقصودنا اثبات الاستحباب لم یخصوا لادلة الخاصة بخلاف غیرہ من الاستحباب
 زیارتہ قبرہ مخصوصہ بل عموم زیارتہ القبور وبلین المعینین فرقی فی زیارتہ مطلوبہ بالعموم مخصوص بل قولہ
 لو ثبت خلاف فی زیارتہ قبر غیر البنی لم یزیم من کل ثبات خلافات فی زیارتہ لان زیارتہ القبر تعظیم للنبی
 صلی اللہ علیہ علی آلہ وسلم وتعظیمہ حب واما غیرہ فلیس كذلك ولہذا المعنی اقول انہ لا فرق فی زیارتہ
 بین الرجال والنساء لعدم التحدور فی خروج النساء الیہ منہی اور ہی بعد ایک صفحہ کہ لکھتے ہیں وما یبدل علی
 ذلک القیاس فذلک علی زیارت البنی علیہ السلام البقیع وشہدا واحد اذا استحباب زیارتہ قبر غیرہ فقبرہ اذ
 لما من الحق وجوب التعظیم فان قلت الفرق ان غیرہ زیارہ لا استغفار لاحتیاج الی ذلک کما حل
 البنی صلی اللہ علیہ علی آلہ وسلم فی زیارتہ اہل البقیع والبنی علیہ السلام تغفر عن ذلک قلت زیارتہ انما
 ہی تعظیم والتبرک لتنا لہ الرحمۃ بصلواتنا علیہا کما انا ماکون بالصلوۃ علیہ والتسلیم وسوال اولیۃ
 وغیر ذلک مما یعلم انہ حاصل لہ بغیر سوال فان قلت الفرق ایضا ان غیرہ لا یشی فیہ مقدور وقبرہ شہیدی
 الافراط فی تعظیمہ ان یمید قلت ہذا کلام فیشعر منہ الجلود ولولا شیعہ یختار الہمال لما ذکرہ لان فیہ کما
 لما دلت علیہ الادلۃ الشرعیۃ بالآراء الفاسدۃ الخیالیۃ وكيف یقدم علی تخصیص قولہ صلی اللہ علیہ علی آلہ
 وسلم زوروا القبور وعلی ترک قولہ من زار قبری وجبت لہ شفاعتی وعلی مخالفتہ اجماع السلف
 والخلف بمثل ہذا الخیال الذی لم یستہد بہ کتاب ولا سنۃ فمن منع من زیارتہ قبرہ فقد شرع فی الذل
 ما لا یزین بالحدود وقولہ مردود ولو فتحنا باب ہذا الخیال الفاسد لکننا کثیرا منہ بل من الوجہا

والقرآن کلمہ والابحاج المعلوم من الدین بالضرورة وسیر الصحابة والتابعین وجميع علماء المسلمين وسلف
الصالحین علی وجوب تعظیم النبی علیہ السلام والمباغۃ فی ذلک انتہی اور اچھ چند سطور کے لکیتے ہیں
اعلم انی یازۃ القبور علی اقسام اشدھا ان یکون لمجرد تذکر الموت والاخرۃ وبذا یکفی فیہ رتۃ القیومین
غیر موقوفہ باصحابہا ولا قصد امرار حسن الاتعاف لیم ولا من التبرک بهم ولا من ادا حقوقہم وهو تحب لعلہ
علیہ الصلوۃ وتوروا القبور فانما تذکرکم الآخرۃ القسم الثانی زیارتہا للدعاء لابلہا کما ثبت من یازۃ الخیر
صلی اللہ علیہ علی آلہ وسلم لابل البقیع ویدرج فی حق کل میت للمسلمین الثالث التبرک بالہا اذ اکانوا
من اہل الصلاح والخیر القسم الرابع لاداء حقہم فان من کان له حق علی شخص فینبغي لہ فی حیاتہ ولعدوتہ
والزیارۃ من حیاتہ البیضاء فیہا الموی الاکرام ویشاہ ان یکون زیارۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قیامہ
من ہذا القبیل اذ اعرف ہذا فنقول زیارۃ قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثبتت فیہا المعانی الاربعۃ
اما الاول فظاہر جدا واما الثانی فظاہر تامور وین بالدعاء لہ وان کان ہو علیہ الفصل العشرین دعائنا
واما الثالث والرابع فالا حدسہم الخلق غلط کہ منہ بالذاتیہ سبب حقنا علیہا منمتی ان عبارات سحر
صاف وایض ہر کہ سبکی احادیث زیارت قبور کو نہ سبب زیارت قریب و نفس جواز کے متبادلہ خصوص کہ
سند بنقلے ہیں اور زیارت قبر نبوی کو افراد اکرام و تعظیم نبوی میں داخل لکیتے ہیں اور تعظیم نبوی کو
واجب لکیتے ہیں آپس سیلان او کی ای کابی و بر ب کی طرف معلوم ہوتا ہے کہ کسی پر نہ غرض اولی
افہام زیارت کو جواز کے اور قریب ہونیکر اور جواز سفر زیارت ہی بنا و علیہ محبت استجابہ و وجوب سے
او ہونے کتاب مذکور میں تقدیم یا تعارض نہیں کیا پس معلوم ہوا اگر اعتقاد من مذکور ہو صاحب کلام ہم
کیا ہر سبکی پر واد نہیں ہو سکتا ہر بلکہ او شخص پر جو احادیث زیارت مطلق قبر سے استجابہ زیارت
قبر نبوی پیش استجاب زیارت قبور مسلمین منجرح کرے ای اور اعتقاد کہ کتابی کہ طبع زیارت قبر نبوی
بسبب ان احادیث کے مستحب ہوئے نہ وجب ہی طبع زیارت قبر نبوی ہی مستحب ہوئی نہ وجب
افاد بان اول اگر کسی لیس سے استجاب زیارت قبر نبوی ثابت ہو تو اور زیارت باقی قبور اور
قیاس کر کے کہا جاوے کہ جب زیارت قبر نبوی مستحب ہوئی تو زیارت مطلق قبر و ان کے سبب اولی
ہوگی تو البتہ درست ہوگا قال جیسا کہ لکیتے ادنی پر علی کا قیاس درست نہیں ہے ایہی علی کا ادنی
پر قیاس ہی درست نہیں اقول سچ ہی مگر ادنی کا حکم اعلیٰ سے تو نہیں ہو سکتا ہر اور اعلیٰ کا حکم

اعلیٰ حق تعالیٰ ہوگا۔ مثلاً اگر ایک فعل دنیٰ سبب ہو تو زمین کہہ سکتی کہ جب یہ فعل سبب ہو تو فعل آخر کہ
 وہ اعلیٰ ہی ہی سبب ہوگا اور سطح اگر ایک فعل مستحب ہو تو اوس اعلیٰ کا مستحب نہ ہونین لازم بلکہ
 ممکن ہے کہ وجب ہو و اعلیٰ نہ القیاس بخلاف اسکے کہ جب ایک فعل اعلیٰ مستحب ہو تو اوس مستحبین
 واجب نہیں ہوگا مگر دلیل زائد بلکہ اگر ہوگا تو مستحب ہوگا یا اوس سے کم نہیں بارت قبر غیر ہی کے
 کہ اونی ہی احتجاب سے یعنی لازم کہ زیارت قبر نبی کو اعلیٰ ہی ہی مستحب ہو جاوے بخلاف اسکے کہ زیارت
 قبر نبی کو اعلیٰ ہی اگر احتجاب و سکا اور عدم وجوب و سکا ثابت ہو جاوے اوس صورت میں زیارت قبر غیر نبی
 بدرجہ اولیٰ واجب نہیں ہو سکتی بلکہ بوجوب ہوگی یا سبب اور چونکہ نفس احتجاب زیارت قبور پر اجاد
 وال ہیں اسی صورت میں بعد ثبوت احتجاب زیارت قبر نبی ہی کما جاوے گا کہ جب زیارت قبر نبی مستحب ہی
 تو زیارت قبر غیر نبی بدرجہ اولیٰ مستحب ہوگی یعنی وجب ہوگی و نہ ہوا و کلام صاحب لکھنا ہم غرضی
 علیک غمہ فادرت ما اور دت افادہ مطلق قبور کے زیارت کی مستحب نہیں ہے یہ ضرور نہیں کہ زیارت
 قبر نبوی ہی مستحب ہو قال ایسا ہی حضرت کی قبر کی زیارت کی احتجاب سے یہ ضرور نہیں کہ زیارت
 اور قبروں کی بھی مستحب ہو جاوے گا قلت بلکہ متمم ہے کہ زیارت اور قبور کی سبب ہو اقول
 فردا نحن فیمن ضرور ہے کہ زیارت اور قبروں کی مستحب ہو جاوے گا کیونکہ نفس احتجاب زیارت قبور پر اجاد
 سے معلوم ہے اور فقدان باعث مسلم و فقط کلام وجوب عدم وجوب میں ہے پس جب زیارت قبر
 نبوی مستحب ہوگی زیارت اور قبروں کی بدرجہ اولیٰ مستحب ہوگی اور وجب ہوگی افادہ بخیر
 آپ کے مثل اسکے ہے کہ لا تقربوا الصلوة کو لگا کے و اتم سکاری کو چور کچھ قال استدر عبارت چور کچھ
 کے وجوہ ہیں ول کہ قول ذہب متعلق دوسرے حدیث کو ساتھ صحیفہ حدیث سن زار قبری کا ان
 زارنی فی حیاتی اور کلام حدیث سن زار قبری حدیث کہ شفاعت میں اقول کلام ابن حجار اور
 سنو سچی جو کلام بہترین منقول ہی واضح ہوگا کہ قول ذہبی تہ حدیث سن زار قبری وجبت لہ شفاعتی
 کی متعلق ہی قال دوم انیکہ عبارت تہ کہ نہ آپ کی سفید مطلب ہی اور نہ صاحب قبل محقق کی
 مفسر کی مفسر چل و سکی ترک میں کہ یہ ضائع نہیں بنان و سکا یہ ہے کہ آپ کی سفید اور نہ صاحب قول محقق
 کی مفسر جب موتی کو اس قول سے ثبوت حسن و نفی ضعف نکلتی ہوئی اور حال آنکہ یہ ممنوع ہے کیونکہ
 مجرب بعض کا بعض کو تقویت دینا اور اوس کے رواۃ میں متهم بالکذب نہ تو ثابت حسن نہیں

بلکہ حسن کی تعریف اور سبب صادق آنا چاہئے کہ ابن السباعی فرماتا ہے کہ میں نے یہ حدیث الحسن بن
احمد سے حدیث لا یخول حال اسناد میں تو ہم تحقیق چلتے ہیں نہ میں نے مطلقاً کثیر الخطا فرمایا مگر وہ یہ دلائل ہم
بالکذب ہے حدیث اسی لم یظہر منہ نعم الکذب ہے حدیث ولا سبب غشوق و کیوں کہ حدیث مع ذلک
قد عرف بان روایت مثلاً و نحوہ میں جو آخر و اکثر حدیث متضاد بتا ہے متابع راویہ عالمی مثلاً و جلالہ میں ہے
و ہو درود حدیث بخود بخیر بذلک عن ان یکن ان ذلک و کلام الترمذی علی ہذا القسم نیز لیس فی
ان یکن و یہ میں مشہورین بالصدق و الامانہ غیر انہ لم یلفح و رتبہ رجال الصحیح مکتوبہ یقصر عنہم فی حفظہ و الا
وہم مع ذلک نفع عن علی بن ابی حمزہ و یہ حدیث مشکوٰۃ و یہ تبری کی کل نہ اربع سلامۃ الحدیث میں ان
یکن شاذ و انکار سلامۃ میں ان یکن مطلقاً و علی القسم الثانی نیز لکلام الخطابی انتہی اور صدق ان
و دون تعریف کا اس مقام پر غیر مسلم ہوا و یہی نے حسن ہونے کی تعریف کو ہی نہیں کیا خواہ اس کا کام
حسن پر محمول کیا جاوے اقول کلام بہم میں دعویٰ سمجھ جائی حسن کا کلام وہی سے نہایت کیا
سبب بلکہ دعویٰ تقویت کا کیا گیا ہو اور وہ حاصل ہو علاوہ یہ ہو کہ اس حدیث پر تعریف اول
حسن کی صادق آتی ہو کیونکہ اس حدیث کی روایات ثقات میں سوسوی بن ہلال کے اور
وہ متفقہ فعل اکثر الخطا نہیں میں اور نہ انہیں کوئی سبب غشوق ہو اور میں حدیث وجود
آخر سے ہی مروی ہے کلام نفی الدین جسکی کا جو اس حدیث کی تحقیق اسناد و حسن میں بسط
بسطاً واقع ہو ملاحظہ کیجئے باب اول میں شفاء الاستقام کی مکتبہ میں اجزنا الحافظ ابو محمد بن
الدریماطی جمیع سفن الدار قطنی قال اجزنا الحافظ ابو کحاج یوسف الدمشقی اجزنا ابو الفتح
ابو الفتح اسمعیل بن الفضل اجزنا ابو طاهر محمد بن محمد بن عبد الرحیم اجزنا ابو الحسن الدار قطنی
قال اجزنا الفاضل الحافظ ابو عبد بن محمد اوراق اجزنا سوسوی بن ہلال العبدی عن
عبد اللہ بن عمر بن نافع عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ارغب فی حبیب
شفاعتی کذا فی عدۃ نسخ مستحسن سفن الدار قطنی عبد اللہ مصنف و تفقہت روایہ عالمی کتب
السنن فی غیرہ عن طریق ابن عبد الرحیم کما ذکرناہ و عن طریق محمد بن عبد الملک من طریق ابی النضر
مراب بن عبد غفار و ابی محمد بن عبد الملک بن ابیہ ان فاخرنا ہما عثمان بن محمد بن کتبہ و ابیہ
الحافظ ابو الحسن محمد بن القریشی و ابی الدین بن عسکرنہ و ابیہ ابو لہر کات حسین ابی لہر قال اجزنا عالمی

الحسين بن عبيد الله بن الحسن الفقيه اخبرنا ابو طاهر عبد الرحمن اخبرنا ابو بكر محمد بن عبد الملك بن بشران
 اخبرنا ابو الحسن علي الدارقطني اخبرنا القاضي المحاملي اخبرنا عبيد بن محمد اخبرنا موسى بن هلال العبدي
 عن عبيد الله بن عمر بن نافع عن ابن عمر مرفوعا عن زاذقري وجبت له شفاعتي بهذا اورده ابو اسود
 في كتاب تحاف الزائر وهو عندي عليه خط مصنفه وكذلك اورده الحافظ ابو الحسن القرشي في كتابه
 الدلائل المبنية وآثاره اية ابي النعمان فذكره القاضي ابو الحسن علي بن الحسن الخليلي في فوائده اخبرنا به
 شيخنا ابن الصواف والشريف ابو الحسن بسنده اليه قال اخبرنا ابو النعمان تراب بن عمر بن عبيد الله
 الدارقطني حدثنا ابو عبد الله الحسين بن اسمعيل قال حدثنا عبيد بن محمد الوراق حدثنا موسى بن هلال عن
 عبيد الله بن عمر بن نافع عن ابن عمر وممن واهبا من طريق الخليلي الحافظ ابو القاسم بن عساكر في تاريخه
 فقد انقضت الروايات عن الدارقطني عن المحاملي على عبيد الله صغرا وكذلك واه غير الدارقطني عن
 غير المحاملي عن عبيد بن محمد اخبرنا بذلك عبد المؤمن بن خلف عن ابي النصر الشيرازي اخبرنا ابن اسير
 اخبرنا ابو القاسم اخبرنا ابو بكر البيهقي اخبرنا عبد الحافظ اخبرنا ابو الفضل محمد بن ابراهيم حدثنا محمد بن
 زنجويه حدثنا عبيد بن محمد بن القاسم بن ابي مريم الوراق حدثنا موسى بن هلال العبدي عن عبيد
 عن نافع عن ابن عمر فقد ثبت عن عبيد بن محمد رواية على المصنف وعبيد بن محمد ثقة قال الخطيب
 انتهى لمقصداً او بعد ايك ق ككته بين موسى بن هلال قال ابن عدا جواز الالباس به اما قول
 ابي حاتم الرازي في انه يبول فلا يضر فانه اما ان يريد به الاله الوصف او جهالة العين فهو خالفه
 اهل هذا الشأن في هذا الاطلاق فذلك مرفوع عنه لانه قد روي عنه احمد بن حنبل ومحمد بن جابر ومحمد بن اسمعيل
 الاشمسي والبيهقي محمد بن ابراهيم الطرموسي وعبيد بن محمد والفضل بن سهل بن جعفر بن محمد وروايتهم
 ينفخ به الاله العين فكيف برواية سبعة وان راو جهالة الوصف فرواية احمد عنه ترجح من شأنه كما سيما
 مع ما قاله ابن عدي فيه ومن ذكره في مشائخ احمد ابو الفرج بن الجوزي ابو اسحق واحمد بن محمد بن ربي
 عن ثقة واما قول العيصي انه لا يابغ عليه قول البيهقي سواء قال عبيد الله ام عبد الله فهو منكر عن
 نافع عن ابن عمر فهذا وما في معناه يدلك على انه لا علة لهذا الحديث عندهم الا انه مرفوع عن موسى بن جابر
 بخلاف حاله ولم ين ثقة ينفرد بشيئا تقبل منه واما ابو قول ابن عدي فيما قال وجوب متابعه لفايز
 فبوجه عدم رده لذلك فبذلك يتبين ان اقل مرات هذا الحديث ان يكون حسنا ان نوزع في دعوى

صحیحۃ فان الحسن قسماں احدی مانا فی اسنادہ مستور لم یحقق الہدیۃ لیس منفلا کثیر الخطار ولا یلزم منہ
سبب سبق ویکون الحدیث مع ذلک وی مثلہ نحوہ من وجہ آخر و اقل درجات موسیٰ بن کثیر
ہذہ الصفۃ وحدیثہ بہذا التاثر والقسم الثانی ان یشہرہا بالصدق والامانۃ ولم یبلغ
درجات رجال الصحیح لقصورہ فی الحفظ و هو مع ذلک یرتفع عن جال من بعد ما یتفرد بہ کما انتہی
لخصاص عبارات ہی اور عبارت سابقہ سے تین امر واضح ہوئے ایک یہ کہ راوی اس حدیث کو نافع
سے عبید بن ربیع عمر العمری بالتصغیر ہیں کہ جنکی جلالت و وثاقت کتب جال میں مصرح ہے و دوسرے
کہ موسیٰ بن ہلال عبید بن ربیع حدیث او کو حسن سے نازل نہیں ہو سکتی اور زیادہ تحقیق ان دونوں
امر ان کی عنقریب مذکور ہوگی تیسرے یہ کہ یہ حدیث حسن ہے اگر یہ شبہ ہو کہ موسیٰ کو حق کہتا
جرح اگر کتب جال میں موجود ہیں پس حدیث او کی حسن کیونکر ہوگی تو جواب ہو گا یہ کہ یہ جرح
راوی حدیث کو حسن سے خارج نہیں کرتے ہی چنانچہ فاضل اکرم معان النظر شرح تجتنب الفکرین لکھتے ہیں
قال الزکریٰ وحدت بخط الحافظ ابی الحجاج بن یوسف الحسن من الحدیث مالہ منثر لہ من مترجم الصحیح
والضعیف ومن طرقہ ان یکون احد رواۃ مختلفا فیہ وثقہ قوم وضعفہ آخرون ولا یکون ضعفا
بفسار فان کان مفسرا قدم علی توثیق من ثقتہ فضا الحدیث ضعیفا انتہی اور اگر یہ شبہ ہو
کہ حدیث حسن ہے میں شرط ہو کہ طریق آخر سی ہی ہر دوی ہوئی ہو اور اس حدیث کی کوئی
طریق موسیٰ سے خالی نہیں ہے پس حسن کیونکر ہوئی تو جواب ہو گا یہ کہ حسن میں یہ شرطین
ہے کہ بعینہ اسی لفظ کے ساتھ دوسرے طریق سے مروی ہو بلکہ اس کے متقارب اللفظی کا مروی ہو نا دوسرے
طریق سے کافی ہے چنانچہ طیبی خلاصہ میں لکھتے ہیں قولنا مروی من غیر وجہ یجوز ان مروی ہو
بعینہ یا اسناد او ان مروی صفناہ یا اسناد آخر او ہذا الاسناد و بلفظ آخر ولا یمتد بہ القسم الاخر
بالفرد الحسن فهو بالنظر الی افراد الاسناد فرد بالنظر الی غیر اللفظ حسن انتہی اور اخص فیہ میں
یہ امر حاصل ہے کہ کتب صحیحہ کمال بلکہ ذہبی نے میزان میں حدیث بنی اربعی وجبت لہ شفا
کو منکر لکھا اقول منکر ہونا سنی کے نہیں ہے بلکہ منکر و شاذ کہ جس میں مقبول ہوتی ہے اور ہی
غیر مقبول اسن الصلاح انہ مقدم میں بحث شاذ میں لکھتے ہیں او افراد الراوی البشی نظر فیہ فان کان
مخالفا لمارواہ من ہوا ولی عندہ بالحفظ لذلک فاضل کان ما لفرادہ شاذ او مردود وان لم یکن فیہ

مخالفت ہمارا وہ غیرہ وانما ہوا امر وادہ ہو ولم یروہ غیرہ فی نظر فی ہذا الراوی فان کان عدلا حافظا
موقوفاً باتقائہ وضبطہ قبل الفردوبہ ولم یقدح الافراد فیہ وان لم یکن ممن یوثق بحفظہ والتقائہ
لذلک الذی الفردوبہ کان الفردوبہ بمنزج حالہ عن جز الصیح ثم ہو بعد ذلک اثر بین مراتب متفاوتہ
بحسب الحال فیہ فان کان التفرد فیہ غیر یجید من درجہ الحافظ الضابط المقبول لفرزہ احسننا
حدیثہ ذلک وان کان یجید اس من لک ردو ما الفروہ وکان من فیہ الشاذ المنکر انتہی اور بعد اس کے
بحث منکرین تحریر کرتے ہیں الصواب فیہ التفصیل الذی یتناہ آلفاً فی الشاذ انتہی اور ان جماعہ
لینے مختصر میں بعد نقل عبارت ابن الصلاح کی تا یہ کہ کہہ گئے ہیں ہذا التفصیل حسن انتہی اور فاضل الحرم
بن عبد الرحمن ہان النظر شرح بختمہ الفکرین کہتے ہیں انہما ومارب تعالیم المنکر والشاذ یدل علی ان
المنکر والشاذ لا ینہم ان یکون حدیثاً مردوداً والروایۃ فانہم یحکمون بالمنکر علی حدیث یستبعد من حدیث
لا وخت ضبطہ بحیث یا بعد ما الفردوبہ جسنا انتہی اور یہی آویں ہو قال سیوطی وتبع فی عباراتہم کل راوی
فلان کذا وان کان لم یکن ذلک الحدیث ضعیفاً قال ابن عدی انکر ماروی یزید بن عبد اللہ
اذ لا اولہ بامتنہ الخیر الحدیث وہذا طریق حسن واتہ ثقات وقد اؤخذہ قوم فی صحاحم والحدیث فی صحیح
مسلم اور عثمان بن سنان مالکی انہی رسالہ نظم النفاس السحر فی اقسام الحدیث والاثر کی شرح میں کہتے ہیں
الصواب فی المنکر التفصیل الذی ذکرہ ابن الصلاح فی الشاذ فراجع فی شرح نظمنا للمنجبتہ انتہی پس
معلوم ہوا کہ مجرد نکات کہ عبارت ہو تفرد راوی سے قاض نہیں ہو بلکہ اگر وہ متفرد ثقہ عدل ضابط
ہو تو حدیث اس کی صحیح ہوگی اور اگر رجال صحیح سے درجہ او سکا کم ہو مگر درجہ حافظ ضابط سے
بعید نہ ہو تو اس کی حدیث منکر حسن ہوگی ہاں اگر وہ متفرد بعید ہو درجات رجال حسن سے او
قرب ہو درجات رجال ضعیف کی اس صورت میں وہ منکر مردود ہوگی وعلیٰ ہذا القیاس حدیث
شاذ کہی شاذ حسن ہوگی ہو اور کہی شاذ مردود ہوگی ہو اور سیوطی سے حدیث ان اسد خلق سبع
اضعیفین فی کل ایض آدم کا وکم ونوح کنو حکم الحدیث کو ذہبی نے حسن لکھا اور حاکم نے مسند کریم
صحیح حاکم دیا باوجودیکہ یہی لکے اوسکو شاذ لکھا چنانچہ تفصیل اس کی رسالہ الآیات البینات
سلی ووجود الانبیاء فی الطبقات میں کی گئی ہو اور سیوطی سے حدیث حفظ قرآن کو جو
چارچہ ترمذی و دیگر روین مروی ہو لکھا ہو انکر مالک و ابی یوسف مسلم من الماحدین حدیث حفظ القرآن
حال انکے اصحاب کو ترمذی نے حسن لکھا اور حاکم نے صحیح علی شرطہ اثنین لکھا اور سیوطی نے حدیث

کلاسما و رجال کے کتب میں منکرات میں معدود ہیں اور فی نفسہ حسن باصحیح ہیں پس ناخن فیہ میں
 ذہبی کا حکم نکارت منافی اس کا حسن کے نہیں ہو کیونکہ موسیٰ بن ہلال کہ جس کے نفوذ کے سبب حکم
 نکارت کا دیا گیا نقد ہونا، مسکنا ثابت ہو گیا پس حدیث اس کی منکر حسن ہوگی علاوہ یہ جو کہ حکم نکارت
 فی نفسہ مفہوم ہے کیونکہ متابعت موسیٰ کی سلسلہ نے کی یہی سبلی تجربہ کرتے ہیں حدیث میں جاری

زائلا لا یعمل الا زیار بنی کان حقا علی ان کون نہ شعبا یوم القیامۃ رواد الطبرانی فی معجمہ ابوالدرداء

فی مالہ ابو بکر بن المقرئ فی معجمہ وہوسن وایہ مسلمہ بن سالم البخنی عن عبید اللہ العمری فی غنیۃ متابعیہ

لموسیٰ بن ہلال فی شیخہ و بیان انہ لم ینفذ بالحدیث انتہی کلامہ قال صاحب رسالہ کو چاہیے کہ یہاں

لکھیں کہ ذہبی کی کس کتاب میں لکھا ہے اقول کچھ ضرورت اس امر کی صاحب رسالہ کو نہیں ہے

کیونکہ ذہبی کا قول مقاصد اور فوائد الفوائد اور منظم سے منقول کر دیا گیا قال قطع نظر اس

اس قول کی دلیل میں نظر ہو کیونکہ اس قول سے کہانی روایتا متہم بالکذب کیا مراد ہے اگر مراد

ہے کہ اس کی کسی طریق میں کوئی روایت متہم بالکذب نہیں تو صحیح غلطی کیونکہ بزار کی روایت میں معجمہ

بن براہیم غفار صحیح واقع ہوا اور اسکو ابن حبان نے منسوب ضعیف کیا ہے اور اگر یہ غرض ہے کہ بعض طرق

ایسے ہیں کہ اس میں وہی متہم بالکذب نہیں ہے تو مسلم و بیہق صرف یہ امر تو یہ کہ کافی تھیں

اقول اگر ایک ابن ہی ایک حدیث کی حسن ہو جاوے اور متہم فی الکذب و جملہ عمل قاصد سے

خالی ہو سنا دیکھ اسے کافی ہو گا کہ قال اور سبکی کا حصہ کہنا اگر معتبر کرنا جاوے اور ابن تیمیہ کا

قول جو برابر اب اس سے افضل ہے بد جہاں لی اس باب میں معتبر سمجھنا چاہیے اقول ابن تیمیہ کی

جدالت قدر و رفعت ذکر میں سیکو شبہ نہیں ہے مگر اس سے چندین آدم کہ جملہ اقوال ان کی معتبر طریق

اور سبکی فی حکم حسن کے بغیر تفسیر وادائی تخمینا نہیں دیا بلکہ مجموعہ ہائید و تخریر احوال روایت حکم حروک

دیا بخلاف ابن تیمیہ کی کہ اوہوں نے بغیر تحقیق و رجاء وادائی کالیۃ انا ویت زبارت کو وضعین

و مودع کلام یا اسوہ سے قول اور بخا غیر معتبر سمجھا جاتا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ بعد تحقیق طرق حدیث

من زائر بنی حبیبۃ الشافعی کی تفصیل احوال روایت کی گنتے ہیں فہمہ مباحث فی اسناد و

الحدیث اولہا انہ من روایت عبید اللہ الصغری و جملہ علیہ من روایت عن الکلبی ما فیہا القول نہ عنہا جمیعاً

والتشاعلی تقدیر التذلل و تہم انہ من الکلبی وعدہ فانہ ذال فی نسخہ الحسن لما ذکرنا ورجعنا علی تقدیرنا

يكون ضعيفا من هذا الطريق وحده وحاش لمدفان اجتماع الاحاديث الضعيفة من هذا النوع
 ليقوم بها ويوصلها الى رتبة الحسن بهذا بل باقل منه بينين انما هو ان دعوى ان جميع الاحاديث الواردة
 في الزيادة موضوعه متبنيان لمدفان اسحق بن اسحق من اسحق بن اسحق في هذا المقالة التي لم يبق له عالم ولا دار
 لاسن بل الحديث ولا غيرهم ولا ذكر احد منهم موسى بن هلال ولا غيره من رواة حديثه نرا بالوضع لا
 به في ما علمناه فكيف يستخرج مسلم ان يطبق على كل الاحاديث التي هو واحد منها انما موضوعه ولم يتغير ذلك
 عن عالم قبله لا طرعا في هذا الحديث شئ من الاسباب المتقضية لكل الوضع فمن اجمعيه جرحه بالوضع عليه
 لو كان ضعيفا فكيف وجوه صحيح انتهى افاد كسب جال من ان دونوا رويون في التوثيق بهي
 منقول بهي جرح مبهم كونه نقل كونه او توثيق من جرحه لپوشي كونه كذا وجبه بهي قال جرح مبهم كونه
 اصحاب بصيرة من نقل كونه او توثيق من جرحه مبهم كونه مقبول بهي او وقت ان
 جرحه ولقبيل ترجيح جرحه كونه من اسئلة توثيقه كونه جرحه ديا مسلم من بهي اذا تعارض الجرح و
 التعديل فالترجيح لمجرح مطلقا وقيل للتعديل عند زيادة المعدلين انتهى او مختصر من واجب من
 مسطور بهي الجرح مقدم وقيل الترجيح او قاضي عضد في شرح مختصر من كذا بهي اذا تعارض الجرح
 والتعديل فالجرح مقدم وقيل بل التعديل في مقتضى الاصول من لكما بهي في التجرع المعروف فعدم الجرح
 مطلقا ولو كان الجرح من قبل هو المختار انتهى او قاضي عضد كذا بهي قال قاضي البوكيري في هذا
 في الجرح والتعديل فلا حاجة الى ذكر سبب وقال قوم لا يكفي الاطلاق بل يجب في كذا بهي قال سبب
 يكفي في التعديل ودون الجرح وقيل كالمس قال الامام ان صدر عن علم سببها كذا في الاطلاق فيها والامام يفتي
 فيها انتهى او تليج من الحق ان كذا بهي ان كان لغة بصيرة بسبب الجرح بواقع الخلاف مضابطا
 لذلك يقبل جرح المبهم الاطلافي اقول اس كلام من مناشات بين اول بهي كجرح جرح كونه
 كذا او اقول توثيقه كونه مطلقا جرحه ويناخواه جرح مقدم هو با توثيق قطع نظر سبب كذا بهي غيبته
 سر مسلم لما درت جو مخدئين كونه كذا بهي جرحه كذا بهي من ان الا عدل من ترجمه بان
 بن زبيرة الخطار بن ترجمه كونه من قد اورده ايضا العلامة ابو الفرج ابن الجوزي في الضعفاء ولم
 يذكر فيه قوال من لغة وذا سبب جرحه كذا بهي الجرح وكذا بهي التوثيق انتهى پس انما جرحه لپوشي كذا
 اقول توثيق من بهي سر ترجمه كذا بهي ان كذا اقول جرحه وتوثيقه وكونه كذا بهي كذا بهي

جرح کی ترجیح تیسے کچھ مضائقہ تھا وہوم یہ کہ جہود فقہاء حنفیہ و غیر حنفیہ و جہود سمدین و غیر سمدین و غیر ان بخاری و مسلم کا مذہب ہے
 کہ جرح بہم یعنی جہود بیان سبب جرح نہ مقبول نہیں اور یہی مذہب صحیح و ثابت و تحقیقین کے نزدیک ہے اور ان اصلاح بخاری
 مقدمہ میں تحریر کرتے ہیں التعديل مقبول من غير كسبه على المذهب الصحيح لان سببا به كسبه لا يصح كسبه ولا يجرى
 فلا يقبل الا مفسرين السبب لان الناس يتكلمون في ما يجرى وما لا يجرى فيطلق احداهما الجرح بناء على اعتقاده
 جرحا وليس كحجج في النفس الامر فلا بد من بيان سبب ليعتبر فيه هو جرح ام لا وهذا ظاهر لقرئ في الفقه و هو لا بد من
 الى انظاره مذہب الامم من جعل الامور يثبت و نقادہ من النجاری و مسلم و غیرہا و لہذا لکسب النجاری و مسلم جماعة من
 غیرہ الجرح فہم لکمرہ مولیٰ ابن عباس کما یقال بن ابی ایوب عامر بن زروق و غیرہم جمع مسلم بن سید جماعة
 الطعن فہم و کلمہ فعل ابداد و ذلک ال علی نعم فیہ یقول ان الجرح لا یثبت الا اذا سببہ انتہی و درجہ
 زین الدین عراقی شرح الفیہ میں لکھتے ہیں اختلف فی التعديل الجرح بل یقبلان واحدہما عن ذکر
 سببا بھام الا یقبلان الا مفسر علی اربعة احوال الاول و یجوز لہما التفرقة من التعديل الجرح بان
 التعديل الفصل من غیر ذکر سببہ اما الجرح فلا یقبل الا مفسرین سبب ان الجرح یحصل بانہ جرح فلا یثبوت ذکرہ
 و القول الثاني عکس القول الاول حکاہ صاحب المحصول و غیرہ و نقلہ امام الحرمین فی المرآة المغزی
 فی المنحول بتعالی عن القاضي ابی بکر و القول الثالث انه لا بد من کسب العدا لہ و الجرح مع احکامہ الخطیب
 و الامام یونان القول الرابع عکسہ نہ لا یجوز کسب سبب احدیہما اذا کان الحاجج او لحدل عالمی البصیر
 و یجوز فی القاضي ابی بکر و من حکاہ عنہ الغزالی فی المستصفی خلاف ما حکاہ عنہ فی المنحول ما ذکرہ عنہ
 فی المستصفی ہذا لہی حکاہ صاحب المحصول الامامی مولیٰ رافع عن القاضي کما رواہ الخطیب فی الکفاية
 و القول الاول مولیٰ فی نفس علیہ الشافعی و قال الخطیب جمیع البصیر عندنا انتہی بلخصا او مختصرا من یجوز
 من یقبل التعديل من غیر ذکر سببہ لا یقبل الجرح الا مفسر لاختلاف الناس فی وجوبہ ہذا یجوز لہما
 و بہ قال الشافعی انتہی او کشف الاسرار شرح ہول ہرودی میں جمیع اما الطعن من کثرة الحديث فلا یقبل
 مجمل اسی بہا بیان یقول ہذا الحدیث غیر ثابت او منکر او فلان منکر کل حدیث او اذا سبب الحدیث
 او مخرج الیس لحدل من غیر ان یدکر سبب الطعن ہو نہ سبب ثبوتہ الفقہاء و الحدیث انتہی اور ابن
 الہمام قرأ الاصول من ترمذیہ کہتے ہیں کہ الفقہاء و منہم الحنفیہ و المحدثین لا یقبل الجرح الا سببا لہما یقبل
 و یقبل قبلہ و قبل فیہما و قبل لا فیہما انتہی اور سبب العلم شرح تحریر میں لکھتے ہیں قال یقبل الا مطلق

فی العداۃ فقط للعالمین ثم العداۃ اتفاقا بخلاف المخرج فان راسا باشتی و منیا انکسرت فاما بعتد علی قدس
 و باہونہ سبب محبوب و احوالہ المصنف وغیرہ انتی اور اس طرح خلاصہ طبعی و شرعی مشکوٰۃ طبعی
 او نتیجہ الباقی وغیرہ میں قرآن عبارات کو ملاحظہ کیجیے اور اذعان اس امر کا فرمائی کہ عدم مقبول
 جرح مبہم مذہب بخاری و سلم و ابو داؤد و اکثر حفاظ حدیث کا ہی اور یہی مذہب خفیفہ و محققین
 شافعیہ کا ہی اور یہی صحیح و مختار ہے اور مذہب آخر اس باب میں ضعیف و غیر مقبول عند مجاہد
 میں بغیر وسعت نظری و دعویٰ اس امر کا کہ ناکہ جرح تعدیل پر تقدم ہوتی ہر شان علماء اسی نہایت
 مستبعد ہی معلوم ہے کہ تقدیم جرح مبہم یا باب بصیرت مذہب بعض کا ہی قاضی عقد نے
 اسکو امام کی طرف منسوب کیا اور ابن ہمام اور ابن عرائی وغیرہ اسکو قاضی ابو بکر کی طرف منسوب
 کیا لیکن جمہور محدثین اسکو مختار نہیں کرتے ہیں اور خلاف صحیح لکھتے ہیں جبکہ عبارات سابقہ
 سے واضح ہوا تو اس الدین بخاوی نتیجہ لغیث شرح النقیۃ الحدیث میں تخریر کرتے ہیں قال
 القاضي الذی یقوی عندنا ترک لکشف عن کذا کان الجاح عالما کما لا یجب ہنفسا للمعد
 عما بہ صاعده المذکی علا و خماره الخطیب یضاد و لک بعد تقریر القول الاول الذی صوبہ و
 بالجملة فہذا خلاف ما اختارہ ابن الصلاح فی کون المخرج المبہم لا یقبل انتی اور بحر العلوم شرح تخریر میں
 لکھتے ہیں قائل بکفی فیہما الاطلاقات من الجاح ذی بصیرۃ و ہونہ سبب لقاضی علی تحقق تخریر عالمہ
 مقام بیانہ وجوابہ فی الجرح ما تقدم من الاختلاف فی الاسباب فیجوز ان نیرعم لیس قاضی قاضی قاضی
 لا ینافیہ العلم و العداۃ فانہ انما یفصح حسب مذہب انتی اب ہم آپ سے استفسار کرتے ہیں کہ آپکو
 موافق جمہور کے فتویٰ دینی پر اصرار ہے جسے کہ باب زیارت میں قول احتجاج کو جمہور کی طرف
 منسوب کر دیا اور اس پر فتویٰ دیدیا اور باب جرح میں قول جمہور کو چھوڑ دیا اور مذہب بعض
 کہ جسکا جمہور جواب دیتے ہیں اور خود پیش کرتے ہیں اسطے اصلاح اپنے کلام کے اختیار کر لیا
 پس اب زیارت میں قول جمہور کمان سے پیدا کیا اور باب جرح میں قول جمہور کو سطر چلا گیا
 ان نہ لکھنے عجب چہنام ہے کہ تقدیم جرح بوقت تعارض جرح و تعدیل جو اپنے سلم و شرف
 وغیرہ سے نقل کیا ہے اور ہمیں پکڑا ہوا اشتباہ واقع ہوا وجہ سے کہ یہ حکم اس مذہب
 پر سبب جمہور جرح مبہم مقید ہوتی ہے نہ جمیع مذہب پر اور بر تقدیر عوام مقبول جرح

سہم جو کہ مذہب مختار ہے تعدیل مقدم کی چنانچہ بحر العلوم شرح تحریر میں تحت قول ابن ہمام کی
 اذ انقارض الحج والتعدیل فالمدعوت فیہ مذہبان تقدیم الحج مطلقاً وسمو المختار والاخر التفصیل
 میں کتابی المعدلین الحارصین لکن لکالتفادات فتیر حج الا اکثر الخ لکنتے ہیں علم ان لاشق الاول
 لانیاق علی مختار الا اکثر من عام قبول الحج بدون بیان سبب نہی اور ملا علی قاری شرح شرح منجۃ
 الفکر میں لکنتے ہیں محلہ ای محل تقدیم الحج علی التعدیل اذ اصدرا ای الحج مبنا ای مفسر اس عبارت
 بالملہ ای الحج لانه ان کان غیر مفسر لم یفصح فی سن ثبوت عدالۃ نہی اور فتح المغنی میں تحت قول
 عراقی کی وقد راجع الحج التوفیقی تقدیم الحج بما اذا فسر اما اذا انفردنا من غیر تفسیر فانہ
 یقدم التعدیل قال المرئی وغیرہ انتہی اس سے صاف واضح ہوگا تقدیم حج اس وقت پر جب
 حج مفسر ہو و اگر حج و تعدیل دونوں سہم ہوں حج مردود ہو جائیگی اور تعدیل مقبول کی جائیگی
 پس شیخ مبہم جو اپنے قول معقول میں رواۃ کی حق میں نقل کیں سب مردود ہیں اور تعدیلات
 جو کلام سہم میں مسطور ہیں وہ سب مقبول ہیں یہ سمجھ لیں کہ جو قائل اس امر کا ہے کہ حج ارباب بصیرت کے
 اگرچہ سہم ہو مقبول ہے وہ اس امر کا بھی قائل ہے کہ تعدیل سہم ہی ارباب بصیرت کی مقبول
 ہے اور پرنظام ہے کہ تعدیل کے جیسے اقوال کلام سہم میں مقبول ہیں ارباب بصیرت ہیں
 جیسا کہ جارجین بقول آپ کے ارباب بصیرت سے ہیں پس اس صورت میں حج کو مقدم کرنا اگر
 کتاب میں ہے ہاں اگر حج سہم ارباب بصیرت کی ہوئی اور تعدیل غیر ارباب بصیرت کی
 ہوئی تو البتہ حج مقبول ہو سکتی تھی افادہ حافظ ابن حجر ان لم یز ان میں بعد نقل کلام
 ابو حاتم و عقیلہ کی لکنتے ہیں **قال** اولاً الحج تعدیل پر مقدم ہوتی ہے پس ابو حاتم و عقیلہ کہ
 اصحاب بصیرت ہیں او انکی حج مقدم ہوگی ثانیاً یہ کہ بعد نقل کرنے تو ثبوت کے جو کلام خاص
 حدیث میں آتی ہے وہیست لہ شفاعتی ابن ابن حجر نے نقل کیا اسکو صاحب السنہ نے اس
 خیال سے چھوڑ دیا کہ اگر وہی لکھیں گے تو اپنے مطلب کے خلاف ہو جائیگا **اقول** حج کو مقدم نہ کرنا
 حال ابھی منکشف ہو گیا تعجب ہے آپ کے کہ باوجود دعویٰ ہمارے فن حدیث کے باوجود تقدیم حج کا اذ
 قبول حج سہم ارباب بصیرت کا دیتی ہیں اور کتب فن کو ملاحظہ نہیں فرماتے کہ انہیں کیا لکھا ہے اور
 بقیۃ عبارت ابن حجر کے چھوڑ دیں کی وجہ یہ ہے کہ وہ میں تفسیر مبہم عبداللہ عمری مذکور ہے اور حج

مبہم مقبول نہیں اور یہی اس میں حدیث مذکور کو منکر لکھا اور تجارت منافی حسن کے نہیں ہے پس
 اس عبارت کے نقل کرنے کی کیا ضرورت تھی **قال** اس عبارت سے چند امور ثابت ہو گئے اول یہ
 ابن قطن نے کہا کہ حق یہ ہے کہ موسیٰ بن ہلال کی عدالت ثابت نہیں ہوئی اور داقطنی نے کہا
 کہ وہ مجہول ہے و وہم یہ کہ روایت مذکورہ عبد اللہ کے ہے جو محمد بن کے نزدیک ضعیف ہے
 نہ عبید اللہ صغریٰ سے معلوم ہے کہ عبد الحق کا تعقب ابن القطن نے کیا ہے چارہم یہ کہ ابن خزیمہ
 اور وہابی نے اس حدیث کو منکر جانا ہے **اقول** اعرف لرجال بالحق لا الحق بالرجال وانظر
 الی ما قال ولا تنظر الی من قال یتبع ما وجو عبارت ابن حجر سے ثابت ہوئے نہ آپ کو مفید ہیں اور نہ صاحب
 بیہم کے مضر لیکن امر اول پس اس واسطے کہ ابن القطن جو باج سے جو معلوم نہیں کہ کون ہے علامہ ابن مقاری نے
 مؤلفین کو قول ابن القطن کتب سمیع ہو گا و نیز ابن ابی لیلیٰ بن قطن کو جواب حج میں سب کا نام نہ کر
 جو میں اکثر سے نہیں کہیں ہیں ابن ابی قطن دیگر کا قول ہمارے مخالفیم غیر کے کیونکہ مقبول ہو گا نیز ان کے نقل میں بعض
 ابن سلم بن یزید **قال** ابن القطن لا یعرف له حال فقلت لم اذكر هذا النوع في كتابي هذا لان ابن القطن
 يتكلم في كل من لم يقل فيه امام فاصولك لرجال او اخذ عن عاصره ما يدل على عدالتہ وفي بعض
 هذا النمط کثرون ما وضعهم احد ولا هم بمجاہل انہی اور یہی ترجمہ مالک مصریٰ میں لکھتے ہیں
قال ابن القطن ہومن لم یثبت عدالتہ یرید انہ بائس احد علی انہ لفقہ وفی رواۃ الامم حد کثیرا
 علمنا ان احد ولقہ انہی پس معلوم ہوا کہ قول ابن القطن کا موسیٰ کو حق میں لم یثبت عدالتہ کہہ کر
 نہیں کرتا ہے اور داقطنی کا مجہول کہنا محض غلط ہے سو جب یہ کہ موسیٰ بن ہلال سے سات نقادوں نے کہ
 ان کو امام محمد میں روایت کرتے ہیں ما وجہ البتہ و بعض کی روایت سے مراد ہے جو جاتی ہے جیسا کہ ابن
 عبد البر استند کا شرح موطا میں بتایا کہ الوضوء مما مست النار میں لکھتے ہیں زعم قوم ان عبد البر
 بن زید الانصاری مجہول و هذا محال من قائلہ لان عبد الرحمن بن ہذا ہے عبد الرحمن بن زید بن عقبہ بن
 کریم الانصاری قد مدی عنہ رجال کہا ہے موسیٰ بن عقبہ و بکیر بن الاشج و عمر بن یحییٰ و اساتیدہ بن
 زید اللیثی و من ہی عنہ ثلاثہ و قبل اثنا عشر نسلاً و انہی اور واسطے توہین و تعریف ہر کسی
 اس بقدر کافی ہے کہ امام احمد نے کہ غیر فقہ سے روایت نہیں کرتے ہیں اور نہ روایت کی ہے و درود اس
 جو غیر فقہ سے روایت نہ کرتا ہو کسی اور سے تو دلیل اس پر ہے و ابی ہر سبب سے ابن عبد الحکم نے دلیل علی

ابی عمر المدنی کے سبب دایت مالک کے کی ہر جہاں تہذیب الکمال میں ہر دو قال بن عدی یاس ہے
لان مالک راوی عمدہ ولا یروی مالک الا عن حمدوق ثقہ انتہی اور سجا وقت نزل اقی کو و لیس تقدیرا
علی القول الصحیح روایت العدل لکھتے ہیں ہذا لکھ قالہ اکثر العلماء من المحدثین القول الثانی انہ تعدیل
مطلقا و القول الثالث التفصیل فان علم انہ لا یروی الا عن عدل کانت ولیمۃ عن الراوی تعدیل
والا فلا و ہذا جو الصحیح عند الاصولین کالسیف الادی و ابن الحاجب وغیرہ جملہ ازہرہ لیسہ
من المحدثین والیسیل الشیخین و ابن خزیمہ فی صحاحہم والحاکم فی مستدرکہ انتہی اور بھی لکھتے ہیں کہ
لا یروی الا عن ثقہ الا فی النادر الامام احمد و ثقی بن مخلد و سلیمان بن حرب و شعبہ و ابی یحییٰ بن
بن مہدی و مالک و یحییٰ بن سعید لقطان انتہی اور شیخ الاسلام ثقی الدین ابن تیمیہ نے بھی تصحیح
اسل مکی کی ہے کہ احمد غیر ثقہ سے روایت نہیں کرتے تہذیب سبکی ثقتہ و اسقام میں تحریر کرتے
ہیں قریب الخضم بذلک فی الكتاب الذی صنفہ فی الرد علی البکری قال ابن القائلین بالجرح
والتعدیل من علماء الحديث رعان ثم من لم یروا عن ثقہ عنہ کمالک و شعبہ و یحییٰ بن سعید
و ابن مہدی و احمد بن حنبل و کذا النجاری و امثالہ و قد کفانا الخضم ہذا الکلام مؤتہ تبیین ان
احمد لا یروی الا عن ثقہ و لا یقی لہ مطعن فیہ انتہی اور امر ثانی کا جواب یہ ہے کہ روایت حدیث کو
عبید اللہ عمری سے ہونا یا عبید اللہ عمری سے ہونا مختلف فیہ ہے لیکن سبکی نے روایات ہقی و دار
سے لکھنا ثابت کر دیا کہ یہ روایت عبید اللہ عمری سے ہے جیسا کہ عبارت اولی سابقا منقول ہو
اور بھی سبکی نے تحریر کیا ہے و رواہ عن موسی بن ہلال غیبی جامعہ منہم جعفر بن محمد قال الثبی
فی کتابہ حدثنا محمد بن عبید اللہ الحضرمی حدثنا جعفر بن محمد حدثنا موسی بن ہلال عن عبید اللہ
عن نافع عن ابن عمر فروعا عن ابن ارقبری و ثبت لہ تنقاعی ہذا رایتہ فی النسخۃ عبید اللہ
محمد بن اسماعیل بن سمرۃ الاحمسی اختلف علیہ فروی عنہ مصنف اکمار رواہ غیرہ و یروی عنہ کبار اہل
قال ابن عدنی الکامل و کذا لکھ کتابہ الی عثمان بن محمد بن کتہ انہ قرأ علی الحافظ یحییٰ بن علی بن
المفضل قرأ علیہ القاضي ابو عبد اللہ حمزۃ الزاری قال لا اخبرنا ابو الطاہر السلفی و ابنا ابی حمزۃ
عنہ اخبرنا ابو احمد الخلیل بن سلیم بن ایوب خبرنا احمد بن عبد اللہ اخبرنا عبد الرحمن بن ابی حاتم
حدثنا محمد بن اسماعیل الاحمسی حدثنا محمد بن عبد اللہ و مرض الحافظ یحییٰ بن علی القرطبی ہذا

و ذکر ان الصواب عبید اللہ و رأیت فی تاریخ ابن عساکر بخط ابی عبد اللہ المحفوظ عن ابن ہشام عن عبید اللہ
 و قال ابن عدی فی الکامل فی ما نسبنا جماعۃ بالاسناد المتفق علیہ عبد اللہ بن عمر و فی ما قالہ نظر والد
 بر حرج ان یقول عبید اللہ لفظا فر و آیات عبید بن محمد کلما و بعض آیات ابن ہشام و لیس منہ
 من متابع سائہ البیہقی موسی بن ہلال انتہی لفظا اور بر تقدیر تسلیم اس امر کے کہ روایت حدیث مذکور
 عبید اللہ سے ہی بھی کچھ نہیں اس واسطے کہ ایک طائفہ نقاد فن نے توہیق اس کی کی ہے پس حرج
 و سب طائفہ کی مقبول نہ ہوگی چنانچہ سبکی تحریر کرتے ہیں علی ان عبد اللہ المکبر روی لہ مسلم مقبول
 بخیرہ و قال احمد صالح و ابو حاتم رأیت احمد بن حنبل یحسن الثناء علیہ قال یحییٰ بن معین لیس یہ یکتب
 حدیثہ و قال ابن عدی لا یأمن صدوق و قال ابن حبان کان عن غلب علیہ اسناد
 حتی غلبت عن غلبہ الاخبار و وجودہ حفظ الآثار لقع المتاکید فی روایتہ عن شمس خطا وہ استحق الترتیب
 و ذکر الیہ ان ابن حبان لیس فیہ کمال نہ لہ تمیز فہم فیہ لہجہ فی لفظہ و اما ہولکثرہ غلطہ و اما حکمہ باختقاق الترتیب
 فخالف لآخر انہ سلم فی المتابعات و لیس ہذا الحدیث فی منظر انہ یصل فیہ التباس علی عبد اللہ
 ثانی سندہ و لا فی متنبہ فانہ فی نافع کما سبق و من الحدیث فی غایۃ القصر و الوضوح فاحتمال خطاء
 فیہ لیس و الروافہ جمیعہم الی موسی بن ہلال ثقات انتہی اور امر ثالث کا جواب یہ ہے کہ تعاقب ابن
 قطان کا عبد الحق کے سکوت کا اسبب یہ ہے کہ اس کے زعم میں موسی بن ہلال ضعیف ہے پس جب اس کو
 کی توہیق عبارات سابقہ ثابت ہوئی اور کا تعاقب کیا ضرر کر گیا اور امر رابع کا جواب یہ ہے کہ محمد
 نکات قاضی نہیں کما تفصیل افاد و وفاء الوفا باخبار الدار المصطفیٰ میں ہے الخ قال ابن ہشام
 پر کلام ہی مجید و جودہ اول یہ کہ یہاں پر صاحب سالہ نے بظن غالب تحریف کی ہے اس نظر سے
 کہ ظاہر ہو کہ یہ اسناد موسی بن ہلال سے خالی ہے لکھتا ہے و رواۃ جاثقہ فی موسی بن ہلال منہم
 جعفر بن محمد حدیثا محمد بن ہلال البصری عن عبید اللہ مصغرا و حال آئندہ اصل عبارت دون
 ہوگی و رواۃ جماعۃ غیر عن موسی بن ہلال البصری عن عبید اللہ مصغرا منہم جعفر بن محمد المروزی
 حدیثا موسی بن ہلال عن عبید اللہ مصغرا اگر کوئی کہے کہ شاید اس نسخہ میں جس سے صاحب سالہ
 نقل ہے عبارت اسی طور پر ہو جواب و سکا یہ ہے کہ اگر بالفرض اس نسخہ میں ایسا ہو تو وہ نسخہ
 محض غلط ہے کہ نہ عبارت لسان ہی صراحتہ ثابت ہو کہ جعفر بن محمد و محمد بن اسماعیل نے نسخہ کو

موسیٰ بن ہلال سے اخذ کیا ہوا قول یا ایہ الذین آمنوا اجتنبوا کثیرا من النطن ان بعض النطن قم
 جس نسخہ سے صاحب کلام مرہم نے نقل کیا اوسمین ویسی عبارت تھی جیسے منقول ہوئی
 اگر وہ غلط ہو تو کہہ صاحب سالک کو ضرر نہیں ہے اور غلط ہونا اوسکا ایسا انہیں ہے کہ اوسمین
 بالفرض التقید کیا جاوے **قال** ثم یہ کہ سبکی نے جو عبد اللہ مصغر کو ترجیح دی سو اسکا
 جواب لسان النیران میں بخوبی ظاہر ہو گیا **اقول** لسان میں ابن خریزہ سے نقل کیا شبہ
 ان کیون نہ اس حدیث عبد اللہ اور دارقطنی اور عقیلی کی روایت سے عبد اللہ نقل کیا
 حال آنکہ سبکی نے نسخ مقدمہ سے روایت دارقطنی و عقیلی سے عبد اللہ نقل کیا اور اس
 امر کا کسی کو انکار نہیں کہ بعض طرق اس حدیث میں عبد اللہ واقع ہو گئے توجہ ترجیح میں **قال**
 ستوم سبکی جو بکتابہ و منہ محمد بن اسماعیل بن سمرہ و اختلف علیہ عمل کلام ہے کیونکہ او معلوم
 ہوا کہ ابن خریزہ نے بلا واسطہ محمد بن اسماعیل سے عبد اللہ مکرر روایت کیا ہے اور ایسا ہی ابن
 عدی نے بواسطہ محمد بن ہوشی حلوانی کے پس معلوم نہیں کہ سبکی کہاں سے ابن سمرہ پر اختلاف
 بیان کرتا ہے **اقول** من علم حجة علی من لم یعلم عبارت سبکی یہ ہے و منہ محمد بن اسماعیل بن سمرہ
 و اختلف علیہ فروی حجة صخر اکمار و اخیہ و اخیہ نازک عبد المؤمن وغیرہ اذنا عن ابی النضر
 علی بن الحسن الحافظ خبرنا اسماعیل بن محمد بن الفضل الحافظ خبرنا احمد بن علی بن خلف خبرنا
 ابو القاسم بن حمید بن خبرنا ابو بکر احمد بن نصر بن کمال الخاری خبرنا ابو عبد الرحمن عبد اللہ
 بن عبد اللہ حدثنا محمد بن اسماعیل الاعمی عن موسیٰ بن ہلال عن عبد اللہ وروی عنہ بکبر **اقول**
 چارم سبکی نے جو یہ کہا و تخیل ان موسیٰ سمع من عبد اللہ متارۃ و عبد اللہ سمعنا ابن جلد نے کہ
 احتمال کو بہ نقل کے رو کیا ہے حیث **قال** تخیل ح ان یقال انہ کان عنہ موسیٰ عن الاخوان
 و عبد اللہ و قد یسئل بعض الفقہاء الی ترجیح مثل ذلک و قد یقال انما یفعل مثل ذلک فی مشہور
 بالحفظ لا بالقتان فاما مثل موسیٰ بن ہلال فیتوقف فی ذلک انما ترواہ ہذا ما
 من متابعہ مسلم بن سالم و الظاہر الذی یقوی فی النفس انہ عنہ عن عبد اللہ **اقول**
 سبکی اس امر کا جزا مدعی نہیں ہے کہ موسیٰ نے دونوں سے روایت کی بلکہ احتمالاً بیان کرتا ہے
 اور یہ احتمال کلام ابن جلد سے مرفوع نہیں کیا ہو ظاہر میں ادنیٰ تدبیر **قال** جمع سبکی

بغیر بیان سبب و وجہ **قال** اور متابعت ظاہر متابعت سلم بن سلمہ جیسی کی مراد معلوم ہوتی ہے پس جب تک سلم کا اون لوگوں میں سے ہونا ثابت نہ ہو جائے تو کئی متابعت معتبر ہوتی ہے جب تک یہ متابعت مفید نہیں ہو سکتی کیونکہ ابن سلج ہول حدیث میں لکھتا ہے کہ ہر شخص لایق اسکے سننے سے کہ اسکی متابعت معتبر ہو **اقول** متابعت مانع نہیں فقط نکارت اور غرور موسیٰ کی دفع کیے معتبر کی جاتی ہے نہ واسطے توثیق حدیث کی کیونکہ موسیٰ زندقہ ہے اور حدیث اسکی صحیح نہیں ہے اور متابع کو مطلقاً ثقہ نہ فرمیں بلکہ جو راوی کہ متهم بالکذب ہو اسکے متابع کو قوی نہ مانگوں ہے اور جو راوی کہ متهم بالکذب ہو بلکہ جرح بضعف حفظ یا غلطاب وغیرہ ہو اسکا متابہ ہی اگر مثل اسکے ہوگا اسکی متابعت واسطے تقویت حدیث کے کافی سمجھی جاتی ہے سنی حدیثی نسخ

الغیث میں لکھتے ہیں تقدم فی تقریر حسن بغیر ان لضعیف الذی ضعف من جهة قوة حفظ باوجه وكثرة غلط لاس جہہ اتہام بالکذب وادوی مثله بسند آخر لطیف فی الروایۃ الرقی الی درجۃ الحسن فی ردہ عنہ ناجات من سوء حفظ الروای و یقتضی کل منہا بالآخر استی ماورسہ و کون لہ مجموع کیا ہے انہوں نے سبب ضعف و غلطاب ہناد و عدم متابعت وغیرہ کی مجموع کیا اور کسی نے اسکو متهم بالکذب نہیں بنا یا استیلاج اسکا اگر درجہ جات صحیح تک نہ پہنچا ہو بلکہ مثل اسکی سوء حفظ وغیرہ میں ہو اسکی متابعت بھی مقوی حدیث ہوگی علاوہ یہ کہ سلمہ کے حق میں ان الزمات میں سے شہدہ لکھا ہے اور ابن جہان اسکو کتاب الثقات میں ثقات میں داخل کیا پس سلمہ کے حق میں صحیح مسلم و تعدیل معاوضہ میں فی مقدم التعلیل و اخرج لما سألنا افا و اور بنی فاو الوفا میں ہے **قال** ابو عبد اللہ بن برہم القفاری حدثنا عبد الرحمن بن ابی عن ابن عمر فرموا **قال** ابو عبد اللہ بن برہم و عبد الرحمن بن کاف ضعف نساک و ہم ہو گیا ثانیاً نیز یہ شریعت میں رقم ہے عبد اللہ بن برہم سلمہ ابن جہان کی وضع الحدیث اور بنی ان میں ہے نسبہ ابن جہان الی انہ یضع الحدیث و قال ابن عدی عامہ ما یرویہ لا یتابع علیہ الخ و عبد الرحمن بن زید کی نسبت تخریج الشریعہ میں لکھا ہے **قال** الحاکم بن علی بن ابی جابر موضوع الخ **اقول** سبکی فی شفا میں لکھا ہے عبد اللہ بن برہم القفاری روى لا ابو داؤد و الترمذی و قال ابو داؤد و الترمذی و قال ابن عدی عامہ ما یرویہ لا یتابع علیہ الثقات و قال البزار

الشيخ ابو محمد بن کتاب بن عیینہ نے قال ہوا ملک بن انس عن عبد الزراق انه قال ہوا عمر بن الزاہد
 و ہوا عبد امد بن عمر بن حفص بن عامر عن عمر و قال لہ ظہر اراد بالعمری عمر بن عبد العزیز و صحیح مار و اہ
 الترمذی و ذکر فی المہنت و لان بن عبد العزیز بن اہل الشام انتہی اور علا علی قاری مرقاۃ المفاتیح شرح
 مشکوٰۃ المصابیح میں تحت و شد عن عبد الزراق کی لکھتے ہیں قال الطیبة بعد مخالف لما فی شرح الشيخ
 التورسینی کما سیاتی وان اریدہ طابقتہ ایاہ قبری و شد تمۃ للکلام سابق و تبدل بقوا عبد العزیز
 نائل قلت و یکمل ان یکون عنہ قولان ایضا انتہی اور بعد ایک سطر کے لکھتے ہیں قال التورسینی
 ذکر الشيخ ابو محمد بن کتاب بن عیینہ انہ مالک عن عبد الزراق انه قال ہوا عمر بن الزاہد و ہوا عبد
 بن عمر بن حفص بن عامر عن عمر و قال لہ ظہر اراد بالعمری عمر بن عبد العزیز و صحیح مار و اہ الترمذی
 قال الطیبة و قال بن ملک راوی عمر بن عبد العزیز الخلفۃ بتیل الاعمری بنۃ الی عمر بن الخطاب بنہ
 ابن بنۃ و بتیل ہوا عبد بن عمر بن حفص بن عامر بن عمر کان خرا العلماء الساعین انتہی ان عبارت
 و فتح ہوا کہ بعض نے عمر بن حفص کو عبد الزراق اور سفیان نے مصداق حدیث یو شک الناس الخ
 بنایا ہے مراد عبد امد بن عمر العمری جو راوی حدیث میں زار قبر بنی حبیب لہ شفاعتی ہوا یہاں ہے
 اور بعض نے عبد العزیز عمری کو بنو بکر کیا اور بعض نے عمر بن عبد العزیز لکھا ہے طابقتہ ادلی کے قول
 توثیق عبد امد عمری کے ثابت ہوئی **افاد** عبد امد بن عمر العمری کے توثیق سابق میں ان
 احد کاشف اور وفاء الوفاء سے منقول ہو چکی **قال** نفریل و جامع ترمذی او کلام امام احمد و
 بن سعید اور علی بن المدینی اور یعقوب بن شیبہ و ابی سے ضعف ہوا ابی ثابت ہوا و صحیح
 تعدیل پر مقدم ہوئی **ہو قول** توثیق اس کے کلام امام احمد و یحییٰ بن معین و ابو حاتم اور ابن عدی
 اور ارمی اور یعقوب بن شیبہ و او عجلی اور ابن عمار و غیرہ ابھی معلوم ہو چکی اور تعدیل جرح مبہم مقدم
 ہوتی ہے **قال** مخفی نہ ہے کہ ہر مقام پر صاحب سالاہ نے مسلم بن الحجاج کی توثیق مطابقت نظر
 کی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکا غیر ثقہ ہونا تسلیم کر لیا **اقول** چونکہ حاجت توثیق مسلم بن الحجاج
 نہ تھی جب کہ سابقا گذر چکا لہذا کلام بہرہ میں توثیق کو نہ کرنا کیا اور اس سے تسلیم کر لینا لازم نہیں
 آتا **افاد** اور اس حدیث کی حسن میں یک طرح کا شبہ نہیں ہے **قال** اس حدیث کی رواۃ
 میں مسلم بن الحجاج موجود ہے اور اسکا ضعف صاحب سالاہ نے ہی تسلیم کر لیا ہے اس حدیث کو

بعد وفاتی کان کن زارانی فی حیاتی اور سند طبرانی یہ ہے حدثنا الحسن بن احمد البغوی حدثنا ابو یوسف
حدثنا حفص بن ابی داؤد عن لیث الخ اور سند ابو یوسف یہ ہے حدثنا ابو الیاس حدثنا حفص بن ابی
داؤد الخ اور سند ابو احمد بن عدی صاحب کمال یہ ہے اخبرنا الحسن بن یحییٰ عن حدثنا علی بن حجر
وحدثنا عبد اللہ بن محمد البغوی حدثنا ابو الیاس عن الزہری قال قال علی حدثنا حفص بن سلیمان قال
ابو الیاس حدثنا حفص بن ابی داؤد قال اعز لیث الخ اور سند ابن عساکر یہ ہے اخبرنا الخلیف بن اخیون
ابراہیم بن منصور اسمی اخبرنا ابو بکر المقرئ اخبرنا ابو سعید المنفلوطی عن محمد بن ابراہیم الجندی عن
سلیمان بن عبد الزان حدثنا ابو عمر حفص بن سلیمان الخ اور دوسری سند ابن عساکر کی یہ ہے اخبرنا
ابو القاسم اسمعیل بن سیدہ اخبرنا حمزة بن یوسف اسمی اخبرنا ابو احمد بن
عدی اخبرنا الحسن بن یحییٰ عن حدثنا علی بن حجر حدثنا حفص الخ اور تیسری سند ابن عساکر یہ ہے
اخبرنا ابو القاسم اخبرنا ابو بکر البیہقی اخبرنا علی بن احمد بن عبد اللہ حدثنا احمد بن عبیدہ حدثنی محمد
بن اسحق حدثنا بکا حدثنا حفص بن سلیمان عن لیث الخ اور سند بیہقی یہ ہے حدثنا عبد اللہ
بن یوسف اخبرنا محمد بن نافع الخوامی حدثنا المنفلوطی حدثنا سلمة حدثنا عبد الزان حدثنا
حفص الخ اور سند ابن بخاری صاحب لدرة الثمینیة فی اخبار الدینیتہ یہ ہے ابنا ما عبد الرحمن بن
اخبرنا ابو الفضل الخافض عن علی النقیہ ابنا ابو القاسم الا زہری اخبرنا القاسم بن محمد حدثنا الحسن
بن الطیب حدثنا علی بن حجر حدثنا حفص بن سلیمان عن لیث الخ اور سند ابن خوری شہیر الغریب
الی الاثر الامین یہ ہے حدثنا ابو الفضل عن ابی علی ابنا ابو القاسم اخبرنا القاسم بن محمد حدثنا
الحسن بن الطیب الخ اور ابو علی کی سند یہ ہے حدثنا یحییٰ بن یوسف حدثنا حسان بن ابراہیم حدثنا
بن سلیمان عن کثیر بن منذر عن لیث بن ابی سلیمان عن مجاہد الخ اور تقی الدین سبکی نے اجد ذکر
کرنے اپنے ہانید کی طرف ان ہی میں نہ کوہن کی حفص کے نوشتہ کی تحقیق بائغ کی ہے
عبادت اوکنی یہ ہے اما کوہن حفص بن سلیمان القاری العامری ہر حفص بن ابی داؤد وکذا
قال البخاری ابن ابی حاتم وابن عدی وغیرہم واما کوہن ابو لراوی لہذا الحدیث فکذا قال ابن
عدی وابن عساکر وشارح البیہقی فیہ ابی القاسم الی الذین کان ابن جبار فی کتاب الثقات ذکر
ما یقتضی التوقف فی ذلک قال حفص بن سلیمان البغوی المقرئ بروی عن الحسن بن سہ

اوسمین وہ مراد ہر پس معنی دونو ضیقین متحد ہوئیں اور اگر یہ شبہ ہو کہ من حج و لم یزرنی فقد
 میں لفظ حج ہی اوس حدیث یعنی من وجہ سقہ فلم یزرنی نقد جہانی میں یہ لفظ نہیں تو جواب اسکا
 یہ ہے کہ جسین لفظ حج ہو وہ اتفاقاً وارد ہو قیداً از می نہیں ہر پس یہ زیادت اتحاد معنی میں نقل
 نہوگی اور وجہ اسکی کہ یہ قید اتفاق ہی ہے ہر کہ اس حدیث کے دوسرے طریقوں میں یہ لفظ نہیں
 ہے سبکی شفاء الاستقام میں لکھتے ہیں قال ابو الحسن بن الحسن بن جعفر الحسینی فی کتاب اخبار المیتہ
 حدثنا محمد بن سہیل حدثنی ابو احمد المدائنی حدثنا النعمان بن شہل حدثنا محمد بن الفضل عن جابر عن
 محمد بن علی عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ علی آلہ وسلم من ار قبری بعد موتی فکان
 زار فی فی حیاتی ومن لم یزرنی فقد جہانی وقال الحافظ ابو عبد اللہ بن النجار فی الدرۃ الثمینہ روى
 عن علی انه قال قال رسول اللہ من لم یزرنی فقد جہانی وقال ابو سعید عبد الملک بن محمد بن
 ابراہیم النیسایور ی الواعظ فی کتاب شرف المصطفی روى عن علی مرفوعاً عن زار قبری بعد موتی
 فکان زار فی فی حیاتی ومن لم یزرنی فقد جہانی وهذا الکتاب فی ثمان مجلدات وصنفه
 صنف فی علوم الشریۃ کتبات فی سنتہ ست واربعاً و بیسایور و قبرہا مشہور زار و یزرنی ہو
 قدر و ی حدیث علی بن طریق آخر لیس فیہ تصریح بالرفع ذکرہ ابن عساکر انبا عبد الملک آخر
 عن ابن الشیرازی خبرنا ابن عساکر انبا ابو الغر جہد بن عبید اللہ خبرنا ابو محمد الجوبیری خبرنا علی بن
 محمد بن احمد حدثنا محمد بن ابراہیم حدثنا منصور بن قدامہ الواسطی حدثنا الضیاء بن ابی الحاکم
 حدثنا عبد الملک بن ہارون عن ابیہ عن جہد عن علی قال من سال لرسول اللہ الدرۃ الثمینہ
 حلت لہ شفاعتہ یوم القیامۃ من ار قبر رسول اللہ کان فی جوار رسول اللہ و عبد الملک فی کلام
 کثیر انتہی و یروی بغرض توثیق روایت ابو الحسن الحسینی لکھتے ہیں النعمان بن شہل تقدم الکلام
 علیہ فی الحدیث الخامس محمد بن الفضل قال انہ مدنی فهو غیر محمد بن الفضل بن عطیۃ الذی کذبہ
 خلاف قول ابن عبد اللہ انہ ہولان ذاک کوئی و یقال مروزی نزل بخارا و جابر ان کان الجفی نما
 قال ابن عبد اللہ انہ ضعیف فی کلام کثیر و ثقہ شعبۃ و الثوری و محمد بن علی ان کان اباجعفر الباقر
 فاسد منقطع لاسلم یدرک جہد علی بن ابی طالب وان کان ابن الحنفیۃ فقد ادرک اباه علیا
 انتہی او ابن حجر کہنے تصریح اتفاق ہوئے قید حج کے کی ہر عبارت او کی یہ مران ذکر الحج فی خبر

سن حج و عمرہ فی فقہ جفائی انما ہولیان الاولی لان ترک الزیارتہ ممن حج وقد قرب من المذنبۃ
 افصح من ترکہا ممن لم یحج وما ذکر لیبیان الاولی لا مفہوم لہ روح فیکون المعنی من لم یزیر فی فقہ جفائی
 واذا اقرر ان ہذا منہ فلا یفہم منہ ان من زارہ ثم حج ولم یزیر مرۃ اخری بعد حجہ انہ جفاہ لغیر وقتہ
 من فہم الا فی اول الفصل الرابع اذا انصرف الحاج الحج انہ یسیر بکل حاج اذا انصرف من حجہ بکل
 اور غیرہ ان یزیر عقب بکل حج وان الزیارتہ تاکدح ولایافی ہذا ما قد متہ اولابل کمل ہذا علی الاصل
 وترکہ لا جفا فیہ بخلاف ترک السنۃ الیہی الزیارتہ مثلاً من اصلہا فانہ جفا وای جفا و انتہی اس عبارت
 سے اور عبارت سابقہ ابن حجر سے صاف ترجیح قول حجت یارت ظاہر ہے کما لفیضہ قال
 ثانیاً اگر متحد المعنی ہونا تسلیم ہی کیا جاوے تو یہی ایک کی توثیق سے دوسرے کی توثیق لازم نہیں آتی
 مگر جبکہ اسکی اور اسکی سیب کی متحد ہوں اقول یہ قاعدہ کس کتاب میں ہو کہ اصل میں اسکی
 خلاف صحیح ہو افادہ محدثین چند فرقہ پتر فرق ہیں الخ قال ابن جوزی اور صفائی کو اگر بعض
 محدثین نے مباغنین میں محدود کیا ہو لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جس حدیث کو ابن جوزی نے
 موضوع کہا اور اسکی متابعت اور روئے ہی کی ہو اسکا ہی موضوع ہونا مسلم نہ کہا جاوے گا اور اگر
 حدیث میں اور محدثین نے ہی متابعت ابن جوزی کی کی ہو جیسے زکشی و ذہبی و محمد بن عبد اللہ
 و شیخ الاسلام ابن تیمیہ و شوکانی اور ابن سیرین اول کا مباغنین میں ہے ہونا تو صاحب سبیل نے
 اصلاً مذکور نہیں کیا اقول جیسا ہے ہونا ابن جوزی اور صفائی کا اس باب میں ثابت ہو گیا
 پس بعد اونکے جو محدثین آئے اور انہوں نے اگر متابعت ان و لون کی مجر و تحریر ان و لون کے کہ اس
 صوت میں ہرگز اونکا کلام مقبول نہ ہوگا اور اگر خود انہوں نے تحقیق رواۃ کر کے حکم وضع کا دیا
 بعد عینہ انکی تحقیق کی حکم اونکا مسلم رکھا جاوے گا اور ذہبی نے جو اس حدیث جفائی پر حکم وضع کا
 دیا متابعت ابن جوزی کے دیا چنانچہ ابن حجر نے لسان میں تصریح اسکی کی پس کلام اونکا مقبول
 نہ ہوگا باقی رہی زکشی اور ابن عبد اللہ اونکی عبارت ممانہ کرنا چاہیے اور ثابت کرنا چاہیے
 کہ انہوں نے مجرد متابعت مباغنین سے حکم وضع کا نہیں کیا قال اور ابن تیمیہ کے مباغنین میں سے
 ہونیکے لیے اگرچہ عبارت لسان کی پیش کی لیکن اس میں تحریف کو کام فرمایا پوری عبارت یہ
 طاعت الرد المذکورہ وجہ کہ قال السبکی فی الاستیعاف و لکن وجہ کہ کثیر التماثل الی الغایۃ فی رد الحجت

التی یوردہا ابن الطبرانی ان کان معظم ذلك من الموضوعات الواہیات لكن فی ردہ کثیر من الاحادیث
 الجیاد التي لم یضرب حاله تصنیفہ مطاہراتا الثابتة کان لا شاعہ فی الحفظ ان الحکل علی ما فی صدرہ اللہ
 عائد لکشیان انتی اس عبارت کے صاف ظاہر ہو کہ ابن تیمیہ و ن لوگون سے نہیں ہر جنکی عادت یہو
 کہ از روی مبالغہ حدیث صحیح کو رد کرتے ہیں ورنہ جو عذر صاحبان نے بیان کیا اوسکی کیا حاجت
 تھی اقوال کیا آپ کا فہم عالی ہو کہ تحریف اور اختصار میں فرق نہیں سمجھتے ہیں اور اختصار پر جا بجا
 حکم تحریف کا دیتے ہیں اور جو عذر صاحبان نے بیان کیا وہ آپ کے مضر ہو کیونکہ اس کے صاف
 واضح ہو کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ بوقت تصنیف مجہود اپنے حفظ کے اعتماد پر احادیث کو مقدم کر کے
 تھے اور جو بعض طرف مٹان اور احادیث کے اور مواقع احوال و اس کے نہیں مڑتے تھے اور یہی
 معنی مبالغہ ہے کہ ابن تیمیہ کا یہ فکر ایک حدیث صحیح کو موضوع اور واہی بنا دینا اور اس پر التفات
 اور علم نہ کرنا کہ ابن جوزی و صفانی کی طرف جو مبالغہ منسوب کیا گیا اوسکی یہی نہیں ہیں
 کہ بدو تو غلبہ امور انفسانیہ سے یاہل عناد سے احادیث صحیح کو موضوع بنائے کیونکہ
 ایسا خیال فساد ایسا اجلہ محدثین کی طرف کہ جنکی تصانیف تمام کثافت اطراف میں اور وسائر
 میں درون کو حلاوت قدر پر وال ہیں کوئی نہیں کر سکتا بلکہ غرض یہ ہو کہ یہ و نوبغیہ تامل وافر
 و فکر و تامل و بغیرہ جو بعض طرف مواقع احادیث کے حکم وضع کا دیتے تھے اور یہی مستعمل ابن تیمیہ میں
 ہی حسب تصریح ابن حجر بابا لیا لیس و نوبغیہ بن بولنے میں کیا شک کہ مبالغہ انہی تصنیف
 ابن تیمیہ کے مبالغہ کی جیسے اس کی کیفیت مبالغہ کی شکستہ ہو جائے گی کہ سورہونہ ضعیف
 و سہل ہے تحریر ہوتے ہیں ایک مقام پر لکھتے ہیں ما یدکرون فی فضائل عاشوراء وادار
 من التوسعة علی العیال و فضائل المصافحہ الخ و الخضاب الخ و الخصال و نحو ذلك یدکرون نہ باسلا
 کل نمک کذب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لم یصح فی عاشوراء وادار الافضل صیامہ انتی
 اس مبالغہ کی دیکھیے کہ جملہ ان اخبار پر سو جنہ صیام عاشوراء کے کذب کا حکم دیتے ہیں حال آنکہ
 اگرچہ احادیث فضل خضاب و غیرہ باطل ہیں لیکن حدیث تو سقہ علی العیال نزدیک محققین
 محدثین کے حسن بلکہ صحیح ہر سخاوی مقاصد حسنہ میں لکھتے ہیں حدیث من وسع علی عیالی
 یوم عاشوراء وسع اللہ علیہ السنة کلھا الطبرانی و البیہقی فی شعب فضائل الاوقات و ابوالشیخ

عن ابن مسعود والاولان فقط عن ابی سعید والثانی فقط فی الشعب عن جابر والی ہرۃ وقال ابن
کلبہ ضعیفہ لکن اذ نضم بعضہا الی بعض فادقۃ بل قال العراقی فی امالیہ الحدیث ابی ہرۃ طرف صحیح
بعضہا ابن ناصر الحافظ واوردہ ابن الجوزی فی الموضوعات من طریق سلیمان بن ابی عبیدہ
وقال سلیمان مہول و سلیمان قد ذکرہ ابن حبان فی الثقات فالحدیث حسن علی بن ابیہ و قولہ لم
طرق عن جابر علی شرط مسلم اخرہما ابن عبد البر فی الاستذکار من وایۃ ابی الزبیر عنہ و ہی صحیح
طریقہ انتہی اور ایک مقام من ابن تیمیہ لکنتہ میں حدیث الطیر لم یروہ واحد من صحاب
الصیحح ولا صحۃ ائمۃ الحدیث و لکن ہو محارواہ بعض الناس کما رواہ امثالہ فی فضل غیر علی و حدیث
الطائر من المکذوبات الموضوعات عند اہل العلم بحقائق النقل انتہی اس سلب کلی اور حکم جبری
کو دیکھئے حال آنکہ حدیث طیر کو ترمذی وغیرہ اجلہ محدثین نے روایت کیا ہے اور اکثر روایتیں
حکم ضعیف کا دی ہے و ہی سیر اعلام النبلاء میں ترجمۃ ابوبکر جستانی میں لکنتہ میں و حدیث الطیر
علی صنفہ فلہ طرق جمہ و قد اوردہا فی جہودہ و لا انا بالمحقق لطلانہ انتہی اور ایک مقام میں بھڑک
کرتے ہیں لما حدیث صلوۃ التبیح فان فیہا قولین لہم و اظہر القولین انہا کذب وان کلان قد
اعتقد صدقہا طائفۃ من اہل العلم و لہذا لم یأخذ بہا احد من ائمۃ المسلمین انتہی اس عبارت کو دیکھئے
کہ قول اخفی کو اظہر نہ کیا اور اس حدیث کے اعتبار کا ائمہ مسلمین سے سلب کلی کیا حال آنکہ
حدیث اجلہ نقاد کے نزدیک صحیح ہی سیو علی مرقاۃ الصعود شرح سنن ابی داؤد میں لکنتہ میں
افراط ابن الجوزی فاور دہذا الحدیث فی الموضوعات و اجلہ ہوسنی بن عبد الغفریہ وقال انتہی
وقال الحافظ ابن حجر فی کتاب النصال المکفرۃ للذنوب المقدسۃ و اخرجہ اسارا بن الجوزی فی
نہ الحدیث فی الموضوعات و قولہ ان ہوسنی مہول لم یصیب فیہ فان ابن حبان و الدانی و
وقال فی امالی الاذکار فی الحدیث اخرہ النجاری فی جزاء القراءۃ خلف الامام و ابو داؤد و ابن ماجہ
و ابن خزمیہ فی صحیحہ و الی الکم فی مستدرکہ صحیح و البیہقی و من صحیح ہذا الحدیث احسنہ غیر ترقیہ
ابن مننۃ و الف کتابا و الاجزی الخطیب و الوسعۃ السمعانی و البیہقی و النذری و
ابن الصلاح و النووی فی تہذیب الاسماء و اخر و انتہی ہیطج ابن تیمیہ جابجا منہا لسننہ
میں اول تصانیف دیگر میں احادیث معتدہ کو کہ اجلہ محدثین او کئی تفسیر و تصحیح کرتے ہیں انتہی

ابن جوزی و دیگر مشدین کے حسب اتمام و وسعت حفظ کے حکم وضع اور کذب کا دیتے ہیں اور ان کا
 اہل علم سے اسکو فرین کرتے ہیں کما لا یخفی علی من طالعہا پس معلوم ہوا کہ کلام انکا ایسے
 مواقع میں بغیر تطبیق و دوسرے محدثین کے کلام کے مسلم نہ کہا جاوے گا اور غرض اس بیان سے
 تحقیق ابن تیمیہ میں ہی بلکہ غرض یہ ہے کہ او کا حکم اس باب میں مسلم نہ کہا جاوے گا ورنہ فی نفسہ
 ابن تیمیہ کی جذالت اور وسعت نظر و حفظ اور صارت فنون حدیث و تفسیر و فقہ و اصول
 وغیرہ میں شبہ نہیں ہو اور غرض اس کے کہ اکثر قاصرین نظر ابن تیمیہ پر شیعہ مبلغ کرتے ہیں اور او کو
 قول کو ہر باب میں لغو سمجھتے ہیں چند عبارات اجلہ محدثین کے جو انکی جلالت پر مال ہیں نقل
 کی جاتے ہیں حافظ ابن حجر و دیگر کامنہ میں لکھتے ہیں قال اللہ ہی ترجح لابن تیمیہ فی بعض الجہات
 قرآن القرآن والفقہ وناظر استدلال مع ودریں ہو و دون العشرین و نصف النصفین و صابر
 من کبار العلماء فی حیاء شیوخہ و تصانیفہ نحو اربعۃ آلاف کراہیہ و اکثر وقال اللہ ہی فی حق
 اکثرنا قلہ لمداہب الصحابۃ و التابعین فضلا عن المذہب الاربعۃ فلیس فیہ نظیر وقال
 فی موضع آخر لہ باع طویل فی معرفۃ اقوال السلف و قل ان یدکر مسئلۃ الایدک فیہا مذہب
 الائمۃ وقد کتب اللہ ہی الی السبکی لعیانہ بسبب کلام وقع منہ فی ابن تیمیہ فاجابہ من حملۃ جواب
 اما قول سیدی فی الشیخ نقی الدین بن تیمیہ فالحملوک یحقق کبر قدرہ و زخارۃ بحرہ و توسعہ
 فی العلوم العقلیۃ و الغلیۃ و فرط دیانہ و جہادہ و المحلوک یقول و لکن انما و قدرہ فی نفسہ
 البر من ذلک اہل مع ما جمعه السد من الزیادۃ و الورع و الدیانۃ و نصرة الحق و القيام لہ لا لغير
 و جریہ علی سمن السلف و قرأت بخط الحافظ صلاح الدین العلانی فی ثبوت شیخ شیوخنا الحافظ
 بہا والدین عبد السد بن محمد بن طلیل فانہ سمع بہا والدین علی شیخنا و سیدنا و امامنا شیخنا
 السالک بن تعبہ حسن طریق ذی الفضائل النکاثرة و النج الباہرۃ و هو الشیخ الامام العالم
 الریانی و الجبر البحر النورانی امام الائمۃ بکرۃ الائمۃ علامۃ العلماء و ارث الانبیاء و المرسلین آخر
 المعتمدین او حدیث علی الدین شیخ الاسلام حمزۃ الاعلام قدرہ الانام بہ ان الکلمین قاصح
 المبتدعین سیف المناظرین کثر المستفیدین ترجمان القرآن عجوبۃ الزمان فرید العصر
 والا وان نقی الدین امام السکین حمزۃ السد علی العائین عمدۃ الحفّا فاعرف الجانی والافا

رکن الشریعۃ ابو العباس احمد بن عبد الجلیل بن تمیمہ الحرانی الحنبلی انتہی قال اور اگر ذکر ناسی
 حدیث کا کہ دوسرے کے نزدیک جید ہو موجب شمار کا گروہ مبغضین سے ہو تو کوئی شخص
 اہل فن سے اس مبالغہ سے بری نہیں ہو سکتا علاوہ اسکے چلیجے کہ اس قیاس پر قبول کرنا اور
 حدیث کا جسکو دوسروں نے رد کیا ہو موجب ہوشمار کا اس فرقہ سے کہ احادیث کے کلمہ میں
 نہایت تساہل کرتے ہیں اور سبکی اس صفت کے ساتھ متصف ہیں پس چلیجے کہ فرقہ اولیٰ تین
 و نزل ہوں اقول رد کرنا اس حدیث کا جو جمہور نقاد کے نزدیک مقبول ہو بلا وجہ موجب
 موجب دخول فرقہ مبغضین میں ہر اور صفت شیخ الاسلام ابن تیمیہ میں موجود ہے جیسا کہ فقہ
 ہو چکا اور سبکی کی صفت تساہل بغیر ثابت کرنے کی اوکلی تصانیف سے مستحسن نہیں ہوا
 اگر سبکی اس وجہ کو جسکو جمہور نقاد فن غیر مبغضین موضوع و باطل لکھتے ہوں صحیح
 لکھتے ہوں البتہ وہ فرقہ متساہلین میں معدود ہوگی و لیس کذا کہ اب قدر سے جملہ
 قدر سبکی ہی بیان کی جاتی تو متا اشتباہ تساہل کا جو نفع ہو جاوے سیوطی حرم المباحہ
 فی اخبار مصر و القاهرة میں لکھتے ہیں العلامة فقی الدین ابو الحسن علی بن عبد الکافی بن
 تمام بن حماد الانصاری سبکی قال لہ فی الطبقات الامام الفقیہ المحدث الحافظ المفسر
 الماصول الشکم النجی اللغوی الادیب الجلی الخلفی النظار شیخ الاسلام تقیہ محمد بن
 المجتہد المطلق والد بسبک من اعمال المنوفیۃ فی صفر ستہ ثلاث وثمانین ہجریۃ و انتہت الیہ
 ریاستہ فی العلم مصر قال لاسنوی کان النظر من رأیہ من اهل العلم ومن جمہور المعاصر و شہ کلاما
 فی الاشیاء الدقیقۃ و اجلہم علی ذلک وقال الصلاح الصفدی الناس یقولون ما جاز بعد الفراء
 مشد عندی انہم یظہرونہ ہذا و ما عندی الا شفیان الثوری وقال ابنی فی الشریع قال اشہا الذہبی
 بن البقیب صاحب مختصر الکفایۃ و غیر ما جلت بکلمہ میں طائفہ من العلماء و قد عدا نقول لہ
 بعد الامتہ الماریعۃ فی ہذا الزمان مجتہدا عارفا بمذاہبہم معین یرکب لنفسہ مذہبا من المذہب
 الاربعۃ بعد اعتبارہ مذہب الخلفۃ کلہا لازما و الزمان بہ واقفا و الناس لہ و القویۃ ہما
 علی ان ہذہ المرتبۃ لا تعد و اشہ فقی الدین سبکی و لہ من المصنفات الخلیفۃ الفائقۃ الخیر
 ان تکتب بما و الذہب لما یشاہ من النفاہات البدیقۃ و التدقیقات النفیۃ و ہذا الدرر

فی تفسیر القرآن العظیم مکملہ شرح المذہب للنووی الالہامی فی شرح النہاج الرقم الابریری شیخ محمد بن
 الحقیق فی مسئلۃ التعلیق رفع الشقاق فی مسئلۃ الطلاق شفاء الاسقام فی زیارۃ خیر الانام
 بسیف السلول علی من سب الرسول تو فی سنتہ ست و خمسون معما کہ انتہی لخصا اور در کاتبہ
 ہو قال الاخوانی فی الطبقات کان السبکی النظر من اینیاء من اہل العلم من اجمعہم للعلوم و انہم کلامانی
 الاشیاء الدقیقہ و کان فی غایۃ الانصاف والرجوع الی الحق فی المباحث و لو علی لسان احدین
 الطلبۃ موافقا علی وظائف العبادات مراعیاً لارباب الفنون انتہی **قال** اور قاضی محمد شوکا
 کے مباغین ہو ہویکا کچھ ثبوت پیش نہیں کیا اور کیونکہ وہ مباغین سے ہو سکتا ہو حالانکہ
 فوائد مجموعہ میں خود ایسے لوگوں پر طعن کرتا ہو اقول اس کے مبالغہ ہونے کی وجہ یہ کہ فوائد
 مجموعہ میں اکثر احادیث کی وضع کے حکم کو ابن جوزی اور صفحانی اور جوزقانی اور ابن ہشیم
 کہ یہب شدیدین جو بن نقل کیوں سکوت کرتا ہو اور حاض اکثر کلام کے جواہر مؤیدین کلام و تصویب و اسکو
 کرتا ہو اور حدیث میں حج و عمرہ میں بن شوکانی نے حکم وضع کا ابن جوزی اور صفحانی سے نقل کیا اور یہ دونوں
 سے بن فواد و ابن جبرین جو حکم وضع کا نقل کیا شاید اسان الیتران کو ملاحظہ میں کیا **قال** لسان النعمان
 سے تو بن نعمان بن شبل کی ثابت ہوئی ہو اور وہ میرا مفعولیت نہیں ہو بلکہ اس مفعولیت محمد بن محمد بن
 ہو ہو کیا کا حافظ ابو اسحاق بن قطنی نے حواشی کتاب ابن جبار بن کلباسی الخ اقول دارقطنی کی روایت
 میں محمد بن محمد بن نعمان عن جبرہ واقع ہو جیسا کہ لسان النعمان میں محمد بن محمد بن نعمان
 بن شبل الیہابی المصری عن مالک روی عن الوراق الہدائی و قد طعن فیہ الدارقطنی و اتئمہ و خارج
 الدارقطنی فی فرائد مالک احادیث میں طریق ابن شبل محمد بن محمد بن نعمان ابن شبل البصری
 نجدی حدیثنا مالک سے منکر ہو سہانی فی ترجمۃ النعمان والذی تحرر من ہذا ان النعمان و والدہ
 رو یا عن مالک اما محمد بن محمد فلم یدرک مالکا انتہی اور سند ابن عدی میں محمد بن نعمان عن ابن
 واقع ہو جیسا کہ عبارت ذہبی سے واضح ہو وقال ابن عدی حدیثنا علی بن اسحق حدیثنا محمد بن النعمان
 بن شبل حدیثی ابی صدیقی مالک عن نافع عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی علیہ وسلم من حج فلم یزنی فہو
 جانی اور اسطیح ربیان الدین علی نے کشف حدیث عنہ می موضع الی ریش میں ذکر کیا کہ
 اور محمد بن محمد بن نعمان کا اگرچہ اتہام بالکذب میران اور تفسیر شریعہ میں مذکور ہو لیکن

محمد بن النعمان اور نعمان کا شتم بالکذب ہونا ثابت نہیں بلکہ میرا ان میں نعمان کی توثیق نہ کر
 ہے پس ضعف یک طریق سے حسین محمد بن محمد بن النعمان ہر ضعف و دوسرے طریق کا لازم نہیں
 اور آپ نے قول محقق میں ذہبی کی عبارت یوں نقل کی قال ابن عدی حدیثنا علی بن حجر
 حدیثنا محمد بن محمد بن النعمان حدیثی ابی حدیثی مالک الخ یہ تحریف میری ہے کیونکہ عبارت ذہبی میں
 محمد بن النعمان حدیثی ابی ہر نہ محمد بن محمد بن النعمان و کم من فرق بینہما لکن سبکی شفاء الاستقام
 میں لکھتے ہیں ذکر ابن عدی احادیث النعمان ثم قال ہذا الاحادیث عن نافع عن ابن عمر حدیث
 بہا النعمان عن مالک ولا حلہ رواہ عن مالک غیر النعمان ولم ار فی حدیثہ حدیثا غیرہ یا قد جاہلوا
 فا ذکرہ وروی فی صدر ترجمہ میں عمران بن موسی الزجاجی ان فقہ عن موسی بن ہارون الخ
 و ہذا التہمة غیر مستوفیہ فالجملہ بالتوثیق مقدم علیہا و ذکر ابو الحسن الدارقطنی ہذا الحدیث فی اتحاد
 مالک بن انس الغرائب التي لکست فی الموطا و ہو کتاب صحیح قال حدیثنا ابو عبد اللہ و عبد اللہ بنی
 قال حدیثنا محمد بن محمد بن النعمان حدیثنا عدی اخبرنا مالک عن نافع عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ
 علیہ و علی آلہ وسلم من حج البیت ولم یررنی فقد جفانی قال الدارقطنی تفرد بہ ہذا الشیخ و ہو منکر
 ہذا عبارة الدارقطنی و الظاہر ان ہذا الاثر انما بحسب تفردہ و عدم احتمالہ بالنسبة الى الاسناد
 المذكور و لا یلزم من ذلك ان یکون المتفق فی نفسه منکر او لموضوعا وقد ذکرہ ابن الجوزی فی
 الموضوعات و ہو معروف منہ و کفی فی الرد علیہ قال ابن عدی و قال ابن الجوزی عن الدارقطنی
 ان الحمل فی علی محمد بن محمد بن النعمان لعلی جده و کلام الدارقطنی الذی ذکرناہ تمحل لذلك لان
 یکون المراد بلفظ النعمان کما قالہ ابن عدی و اما قول ابن جہان ان النعمان یاتی عن النقات
 بالطامات فہو مثل کلام الدارقطنی الا انہ بالغ فی الاثر و قول ابن الجوزی ان الدارقطنی
 طعن فی محمد بن محمد فالذی حکیناہ من کلام الدارقطنی ہو الاثر لا التضعیف فحصل من
 ہذا البطلان حکم علیہ بالوضع لکنہ غریب کما قال الدارقطنی و ہو لعل کلام ابن عدی صلی اللہ علیہ و آلہ
 ہذا آخر الکلام فی ہذا المقام و سد الحد علی ذلک علی الکمال و التمام و ان ذلک فی لیلة یوم الثانی و الثالث
 و اخیر من المجادی الاولی من سورۃ تسعین الالف الساتین من ہجرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم

حاجد او مصلیا

اما بعد می نویسم حاجی حضرت رب قوی ابو الحسنات محمد عبدالحی کنکونی تجاوز المدنی نه الجلی و
 که عهده شش ماه می شود که حکیم نور الحسن صاحب رتبه الاستفتایان مضمون ارسال فرمودند که در
 زید از عورت غیر منکوحه پسری متولد شده و آن عورت دختر دیگر کسی است زاده آیا نکاح برادر زید یا بن دختر
 جائزست یا نه فقط فقیر در جهان ایام جوابش بدین مضمون نوشته که در موجب بودن لبن زنا تا تحریم
 را اختلاف است یک طائفه قائل بحدیم اندیش صاحب بحر و شایع مینه و یک طائفه قائل بتحریم اندیکان
 ایشان تصریح می سازند که مضوع از لبن زنا برزانی و اصول فروع وی حرام می شود نه بغیر ایشان این
 مسئله نکاح برادر زید یا بن دختر جائزست فقط بعد از حدیث حکیم صاحب مدهج رد جواب فقیر تحریری بعضی علما
 نفع فرستادند و نام تحریر در تحریر نکردند لیکن از عنوان تحریر نمیدم که تحریر مولوی محمد شایع صاحب سوانی است
 در جواب آن به سبب ساخته و براه محمد نزد حکیم صاحب سال ساختن خلافتش اینکه از عبارت خزانه الفتاوی
 و خلاصه نظیر بر عنایه نماید و در این حدیث غیر تحریم مضوع از لبن زنا برزانی و فروع و مولانا بهجت بن غیر ایشان
 و ابن همام انجلیس ابی شیخ عبد الله بن الحجازی نقل کرده که نکاح آن ابی عمر زانی حلال است بعد از خبریه مینه و نهها
 و صاحب بر جلد شایعه زنا بر عمر زانی و حال آنکه اتفاق نقل کرده و ضمیمه لبن زنا را مثل و تصور نموده و بر
 که برادر و دم فرقی نیست و یک طائفه قهار بر آنند که ضمیمه کرده نه برزانی حرام است و در اصول فروع او همین را
 صاحب تحریر گفته و صاحب آنرا از هیچجائی صایبنا بیع نقل کرده و وجه قرار داده و همچنین در مختار و فضائل
 و صاحب بر آن حکم وجه داده پس بنا برین فتوی جواز نکاح آن ضمیمه با برادر زانی انظر است فقط پیش از
 رد و نشان این وجه ساختن و بنیاد جواشان کنندیم حالایک طوطه عنایت نایه شان بود ۲۳ هجری
 بدین عبارت از فقیر فقیر محمد بشیر خاوند زنده العیلم محمد بن محمد مکرری معظی مولوی محمد عبدالحی صاحب مدینه مدینه
 سلامت الاسلام و شتیاق ملاقات خلوص التیام آنکه فتوی حضرت در باب ضایع حایه نمودم چون
 مخالف تصریح امام ابوحنیفه بود و جالبش فرشته بریه خدمت عالی میسازم اگر قبول افتد و المطلوب الابا قضا
 نماید از بخش سر فرزند فرماید و چهار در بعضی مسائل آنکه خلاف نزاع است اما چون این نزاع مضر نیست
 حق است میدویم که موجب ملال نشود فقط رسیده و همراه خود رساله پنچر قد رسانیده و حال اطلاع تقریرات ایشانرا

بعد حذف عبارات فقهیه بقوله شان که نقل آنها بجز تطویل شوی خواهش بشید مگر کرده و در قبح آنها باجموع
 می سازم و فرض از آن بجز حقایق حق امری بگذرد و در تفسیر و تخیص و سئله از امام ابوحنیفه چیزی نمی قول نیست
 و فقها حنفیه مختلف اند بر سه قول اول اینکه لعین ناشل لعین حلال است و بر کسانیکه مضوع لعین حلال حرام شود
 بلعین نیز حرام میشود و دوم اینکه مضوع لعین زنا بر زانی و اصول و فروع حرام است نه بر غیرشان و سوم
 اینکه نه بر زانی حرام است و نه بر اصول و فروع **اقول** جو در قول اول در کتب تمدیه است البته ایقدر در کتب
 که لعین الحرام کالحلال یافته می شود و هم در آن کتب علت مضوع لعین نابرم و خالی است پس معلوم شد که
 تشبیه در عبارت مذکوره در جمله جزئیات نیست و هرگاه یک سئله در موضعی مطرح مذکور شود مفتی با اتفاق باشد
 و از موضعی خلاف آن مستنبط شود مفتی لازم که بر صریح فتوای در حجوی و جوشی اشباهی نویسد صریح
 فقهی القواعد الزمیه اند اکل الاقارب من القواعد الفصولیه و اما علی الفتی حکایتی نقل الصریح که امر حجابی است
 حالا ملاحظه باید کرد که این مذهب کدام صاحب است و کدام مرجع پس بگویم که قول اخیر صریح با قول امام حنفیه
 مخالفت دارد چه بلاشک مصاهرت حلال نیست رضای زوجه بر زوج حرام میشود چنانچه در الحکم و طهارت
 مذکور است و مصاهرت زنا و امام ابوحنیفه و اثبات حرمت مانند مصاهرت حلال است چنانکه در کفایه و نوادر
 موجود است پس نیست رضای موطوره زنا نزد امام ابوحنیفه بلاشک امر است **اقول** من کلام حنفیه ظاهر
 اول اینکه طلب حج یا آلتب حنفیه در کبر است یا الزامی خود اگر از رای خود منظور است موقوف بر بودن
 از اصحاب حج است و اولی پس اگر اول منظور است پس بر آنی که بر ترجیح مذهب حرمت باشد ضرر و زیاده
 و عبارت حنفیه در ترجیح مذهب حلت برای زانی و محل فروع غیر ایشان ملاحظه شوند در حرمت المعتمد
 فی المذهب لعین الفحل الزانی تا یخلق بالتحریم انتهى و در رد المحتار است الحاصل که اقال فی الجراح المعتمد فی المذهب
 ان لعین الزانی لا یخلق بالتحریم فظاهر المعراج وافیایه بیوته قلش و کفر فی شرح المنیة انه لا یعدل علی الدرایه
 او او اقتضا سوائه و قد علمت ان الوجوب مع عدم التحريم انتهى و در فتح القدر است و کفر الوری ان الحرمة مثبت
 من جهة الام حاشا لا یثبت النسب فی ميث من الاب و کذا و کذا لایجابی و صاحب الینایع هو صاحب
 الحرمة من الزانی للبعضیه و ذلک فی الولد نفسه لانه مخلوق من ماء دون اللین و لیس اللین کاینا من منیة
 فرج النعذی بجلات الولد و النعذی لا یقع الا بما یصل من اعلی المعدة لان سفلی البعدان فلما انبأت فلا ینح
 بخلاف ثابت النسب لان النقص هو حدیث یحرم من الرضاع یا یحرم بالنسب اثبت الحرمة انتهى و در رد المحتار

وکذا الزنا والادراج المانع انتهى ودر نه فائق است قید بالزوج لانه زانی بامرأة قولدت فاضعت
 جائز الوصول الزانی ودر وجه التزوج بها کذا اختاره الوبری وعلیه جری الاجماعی و صاحب الدنيا جلی فی
 الحیطة کالاول جزم بقاضی خان الاول اجابتهی پس هرگاه رضیع مذکوره بر نفس زانی و حصول فرج بنابر
 مذمت نهی به حلال شد در حلال شدن آن بر برادر زانی چه شک اندوختن آنکه قابل بخرش اند قبضه دست
 باصول فرج و زانی می سازد چنانکه از ملاحظه فتاوی مذکوره الصدر واضح میشود و نیز تصریح می سازند
 که برعم و حال زانی حلال است چنانچه دفعه القدریست فی الخمیس من علالة الناطقی عن شیخ زانی علیه السلام
 انه کان یقول فی الدرس لایجوز للزانی التزوج بالصبیلة المضعفة ولا لایأیه و لایأیه و لایأیه و لایأیه و لایأیه
 التزوج بها کما یجوز بالصبیلة التي ولدت من الزانی لانه لم یثبت نسبها من الزانی حتی ینفیهما حکا القرابة و التعم
 علی آبائه و اجداده لاعتبار التجزئة و لا جزئیة بینها و بین التعم انتهى و در جزم ظاهر کلام من ان ذمه الطبیة علی المضعفة
 من الزنا لا یحرم علی التعم الزانی و خلافا قافا و اذ ثبت هذا فی المتولة من الزنا فکذا لک فی حق المضعفة بلین
 انتهى پس بر سبب این ملاحظه نیز نکاح صبیله مذکوره بر برادر زانی جائز خواهد شد و هم اینکه نهی را لا یکره
 اختیار ترجیح صحاب مذمت خود سازد و در تحریر فتوی رای خود را داخل ندید مگر چه خود هم متهم باشد و خبر
 در میزان می نویسد لما دعی الحلال السیوط مقام الاحتماء و المطلق النسب کان یقنی الناس بالزوج من ذمه
 الشافعی فقالوا لا یفتیهم بالارجح عندک فقال لم یسا لونی عنی کذا فاما لونی عما علیه الامام و صاحب الیهی و
 هرگاه در این فیه ترجیح حکمت از ابواب ترجیح ثابت است نهی را طاعت چون چرا باقی خانه مسموم اینکه در
 و فصل محرمات می که در هر کل مام ترجیح میداد و صاحبها و اما آتشنی فی باب نهی و فصل رضاع می نویسد
 الوطی شبهة کالحلال فیل کذا الزنا و الادراج المانع انتهى و نیز در عبارات معلوم شد که رضع از لبن زنا و کلام
 که در بحث محرمات و غیره مجمل واقع شده است نهی است علی الرای الأرجح همانرا که اینک از بودن مصاهرت زنا نزد
 امام ابوحنیفه مانند مصاهرت حلال اگر مرد و طبیست یعنی در جمیع جزئیات پس این عبارت کفایه نور الانوار
 ثابت نیست اگر مرد و طبیست در جزم و لا و زنا زانی است پس مسلم است لیکن مقصود می نیست تخم اینکه جو
 در حاشی شاه در کتاب النکاح می نویسد لایأیه و اما فی کتاب الوصول اذ اختلف ما ذکر فی کتاب الفروع ان
 بناء علی العیارت نور الانوار و دیگر کتاب اصول غیا جزم است صحت محرمات و بجا بجا ترجیحات کتاب فیه اعتبار
 نخواهد شد شش اشک بعد از ثابت شدن حرمت بنت رضاعی موطوره زنا نزد امام ابوحنیفه چنانکه محیب

مدعی آن است گفته خواهد شد که چون ارباب جمیع برخلاف آن فتویٰ او را در اعتبارش برین باطنیه اشد تفرقه و
محققین خفیه بجهت نیت رضاعی موطوره بزنا تصریح نموده اند چنانچه در طحاوی رد المحتار و قوس است اقول
این کلام مخدوش است بچند وجه اول آنیکه مجرد بودن حکم حرامست و در کتاب خفیه محل تراغ نیست تا نقل عبارت حرام
فائده دهد بلکه گفتگو در ترجیح است و اگر کتاب مذکور ترجیح حرامست ثابت نمیشود بلکه ترجیح حرامست و هم آنیکه طحاوی
و صاحب المختار و محمد بن الشریع است و نه محمد بن المذهب و محمد بن المسائل و نه صاحب جمیع و نه صاحب
و نه از اصحاب استون بلکه این هر دو از نقل احوال فقهاء و اما قائلین حلت پس از ارباب ترجیح تحقیق اندک
ابن حاکم که صاحب بحر الشیاء از ارباب جمیع معذور ساخته چنانچه عبارتش در کلام میر و نقل کرده شد و صاحب
البشائر از ارباب مبتدیان و شمار کرده و مثل آیهایی که حموی در حواشی شاه و بحسب احکام الاثنی عشران از ارباب
ترجیح ذکر کرده و مثل صاحب بحر و نه که ایشایان را جمعی در خلافت الاثنی عشرانی اعیان القرن الحادی عشر تحقیقین و شمار
کرده پس بمقتضای جمیع ایشایان طحاوی و صاحب المختار را چه مجمل که مقابل سازند مسموم آنیکه طحاوی و
صاحب المختار و بحسب رضاع عبارت فتح را که دال بر ترجیح حلت است نیز نقل ساخته آنرا بکوت کرد پس اقول
ایشایان اگر اشتقاق قول سابق را اختیار کردند هیچ نا انصافی نیست تقریر مذکور حلت بلایانی و اصول فروع
صریح مخالف قول امام ابو حنیفه است پس اگر این بعضی فقهاء اوجه معتبره نوشتند لیکن چون مخالف قول امام است خفیه
بر آن فتویٰ نشاید اقول این کلام منطوقیه است بدو وجه اول آنیکه مخالف فتاویٰ قبل امام اگر در آن
است که مخالف قول امام در همین مسئله است این غلط است چنانچه موجب سابق گفته که از امام در خصوص این مسئله خبر
منقول نیست اگر مراد این است که مخالف کلیات مقرر و نه امام است پس رنی نیست چه فتویٰ از کلیات نیست
کما بهر که از جزییات و هم آنیکه بتدریس بودش مخالف قول امام هرگاه خفیه محققین برخلاف آن فتویٰ او مذمتی الا زعم
اتباع شایان و فتویٰ بر قول امام همان قت داده میشود که ارباب جمیع برخلاف آن فتویٰ نه چند در بعضی
است حاصله از آنکه ان الحق علیه اصحابنا یستی قطعاً و الا فلما ان یصح المتأخر اقله و کلامهما اولاً فی الشی
یعنی الترتیب بان یفتی بقول ابی حنیفه ثم بقول ابی یوسف ثم بقول محمد ثم بقول زفر و معتبره الدلیل فی الاول
ان کان الصیح فاعل التفضیل فی المقتی الا فلا یصلح بالمصیح فقط و فی الثاني اما ان یکون احدیما بافضل
اولاً فی الاول قبل یفتی بالاصح و ثانیاً بالصح فی الثاني یخیر اتمی تقریر مذکور من نیز مروج است چه حلت است
رضاعت نیز خفیه شبه بعضیت است و او را به نسبت اصل فروع اعتبار کردن و نسبت غیر ایشایان اعتبار نکرد

مخالف این است اقول البتة انما اعتباری است پس عدم مخالفتی که بر جوشی است بعینیت در مقام
 منجزیة شبهه شده و الاعتبار بشبهه لاننا نزال منها این جهت فقها و مفسرین از البتة انما بر جوشی حلال
 می گویند و بر زانی فروع و اصولی است بحکم حرمت می دهند تقریر علت اطلاق شبهه است
 زناست پس آن و اصول فروع و غیر ایشان شرک است اگر امری می گیرست پس آنرا بیان باید کرد اقول
 در لید زنا من و جرئت است بسبب تلقی او از لطف زانی من و جرئت نیست بسبب یک شریعت آنرا اعتبار
 ساخته پس جهت اول زانی و اصول فروع حرام است و بر جوشی مثل علم حال زانی اتفاقا حرام نیست چنانچه از
 بحر منقول شده همچنین مضاح از البتة ناسخ شبهه جزو است و من شبهه جزو نیست پس جهت اولی بهر آن
 و اصول فروع حرام شده و جهت ثانی بر جوشی زانی حلال شد این است سرفقه فقها و میان زانی و موهو
 و فروع و در میان جوشی تقریر از کسانیکه این مذمت منقول است مثل شیخ ابو عبد الله الجرجانی نه جهت است
 و نه جهت فی الذریع و نه جهت فی السائل نه از اصحاب تخریج و نه از اصحاب بیجم و نه از اصحاب متون بلکه کل
 که از طبقه سالکانند پس دلشان چگونه قابل نماند خواهد شد اقول این سنت قدوسیه است که بر جوشی هر یک
 مطلق نیست و احتمال فعل آن و فروع و سابعه بیدای می شود شیخ ابو عبد الله از قدما و متفحصین و معتدرا
 ترجیح است صاحب ایکه از ارباب ترجیح است و تخمین من من بلکه بر تولدش اعتماد ساخته این هم از اقرضاست
 تقریر کسانیکه حرمت ضعیف مذکور بر زانی و موهو فروع می کنند تصریح این من می سازند که بر غیر زانی و موهو
 و فروع حلال است یا حرام اقول اگر مرد این است که کسی از این طائفه تصریح نکرده پس مفسر غلط است چه صاحب
 تخمین من مطلق گفته که ابو عبد الله می گفت که ضعیف مذکور بر زانی و اصول و فروع حرام است و علم
 حلال صاحب بحر و نه تصریح این امر ساخته و اگر مرد این است که بعضی از ایشان تصریح نه ساختند پس مفسر
 علامه ازین کسی ازین طائفه تصریح حرمت بر جوشی ساخته بلکه بر زانی و موهو فروع اقتصار کرده و اقتصار در
 عبارت لیل اول است بر نیکه بر جوشی نزد ایشان حرام نیست چه مفهوم را در عبارات فقها اعتبار است در این باب
 می آید لکن از احتجاج بالمعنوم فی کلام الناسخ ظاهر الذریع کالاوله و المعنوم الروایة فحجة کما فی غایة البیان
 من الحج انتی و در جامع الروایة معنوم الحالفة فی الروایة که معنوم الموافقة معبر بلا خلاف که مذکور مصنف
 یعنی صد الذریع فی کتاب الکام کن فی جافه از ادبیانه غیر معتبره و الحق انه معتبره انتی و صاحب کنز در کما
 می نویسد تخصیص فی الروایات بدل علی نفی اصله انتی همچنین است و در شرح و فایده و شایع حمید الدین

بر خلاف آن که گفته شده اعتبار متون نباید بخانه که در باب متون نصیح التزامی است و نصیح مجری مقدم است التزامی
 ابن عابد بن محمد بن صلیح القدر و فیض قنای حامدیه و کتاب الحجز فی مسائل جرجی نویسنده مجری القدر و التبع
 اندکی علی الصبح التزامی یعنی ای صاحب المتون التزامی و ذکر الصبح و غیر فی القالب شیون علی قول الامام قدس شالی بده
 علی قول الامام نصیح التزامی و اما من انما ینبغی من ان الفتوی علی قولها نصیح صریح فی مقدم علی التزامی نهی و نیز در کتاب
 الفرائض نویسنده قول قد ذکر و ان فی المتون صح التزامی الامام نصیح التزامی ان یکدر و انما الصبح و الصبح
 الصریح فتوی من نصیح التزامی نهی قهر شر از اصل الامام البصیفه نیز همین امر ثابت میشود و قول سابقا صریحی بکار
 که فتوی من بقول باید و انما اصول خصوما و قیست فتوی من متحققین منقول یافته شود مقهر اگر کسی اخلجان باشد و کلام
 بعضی فقها و ذکر زانی و قول فروعی قد شده بخیر شانی این دلیل است بریکه بفرایان حلال است پس فسخ انبیا
 امر میسر است چه مثل است که فی ذی و قول فروعی و حاله علی القایسته ذکر کرده اند **اقول** عبارات فقها مختصر
 شنی بکره لالت بفری عید میسر و اما احتمال احوال علی القایسته نیست چه خوب است در قول مختصر ذکر کرده که قریب
 ادنی از عید علی برادر و نیست و نیز بر اصول فروع علی اندوخته ادنی اندکی عید یعنی از ادنی اگر حوشی که ذکر
 می کنند و اصول از ترک یکروزه البته حکم دخول بطریق لالت اصل حکانی میشود اینست آنچه تحقیق بر می
 محمد بن حسیب که شود و نیز اخصا اکثر تعقیبات که بر ایشان رویشند ترک کرده شده و کفایت اصل ذکر کرده
 ما لا یجوز تعقیبات شان که بر جویایان بقیه کرده اند می نویسم و الا بقیه خود را اجمالا پس از آن تعقیبات شان پس از
 جواب می نویسم قلت فقها و غیره برین سبب بر دو قول مختلف اندیک گفته باشند که در حلال بودن برزانی اصول
 فروع حکم است و کلام الله دیگر ایند که بنویسد مذکور برزانی حرام است و نه بر اصول فروع قولها مختلف در رد و
 بلکه بنویسد بر اصول مختلف **اقول** فی ثالث یعنی این حرامش لعل است و جمیع و کس که ذکر کرده معلوم است
 و عجیب که این نسبت آن بطرف عطف کرده و اما آنکه این الحرام کمالا منبوسند و جانی دیگر نصیح مجری می سازند که بعد
 پس از ناب رجوشی زانی حلال است و بعضی که بدینچه نویسنده تعقیب حرمت برزانی و قول فروع میسازند و این دلیل
 اولی حاکم بر حواشیه پنجم و عبارات فقها و جواد قلت و بکن مقتضی بنویسنده قول اجمالی است بطرف عطفی
 این نسبت نیست و اگر این نسبت این بر بعضی عبارات لفظ معتد و بعضی لفظ او وجود است یکسان که این قول لفظ
 نصیح است پس بر مقابل امام محمد یا بعد از آن که بر آن چگونه قابل اعتبار خواهد شد **اقول** لفظا و مجتهدا از الفاظ معتد
 است در جامع الفوائد شرح مختصر قد روید و لیسد اما احوالات علی القایسته فتوی بقرینه و بنادر و علی القایسته

و هو المشهور بالوجه وغيره انتهى لخصا وفتی ابره خلاف ترجیح را تبیح فتوی اوان بترسیت چنانکه دروغها میشود
قد ذکره انا المعتبر المطلق قد نقد و اما المقيد فعلى سبع مراتب مشهورة و اما نحن فعلى التبع عار حجه و صححه كما لو افتوا
في حياتهم انى كرت ترجيح فقما خلاف نص على نقضه و الوقت انما تركه كرون و درست لیکن این خاص قضااست
بلکه خود اجتهاد بیدین اگر خلاف نص قوی واقع شود بران عمل خواهد شد که ما پیش در موضع و چون در این فیضی صریح
مثبت احلا اقوال نیست لاجرم بفتوی مجربین کفایت کرده خواهد شد و فتوی اوان برخلاف مذکور بلایم البصیفة مستثنی
مستثنیست کتب فقما و ملاخذه شوند و منع میشود که صد با جاضیفه بر قول صاحبین باین قول برخلاف امام فتوی او مانند
مطلقا قول امام متبر شو فتوی فقما که برخلاف آن آتش و متبر نشود لازم می آید که کلام فقما در ترجیح اوان در وقت نه در
ترجیح تفصیل فقما و ترجیح قرآن که از اندک نگار و مثال آنکه از امام خلاف آن است متبر نشود و انما بلکه
من العجائب قلت و نظا است که در میان ابرو و م فرقی نیست هرگاه نزد طائفه اولی ضمیمه مذکور برعم زانی حلال
و حلتش بر برادر چه شکند قوله هرگاه از کلام طائفه اولی حرمت ضمیمه مذکور بر اصول فروغ زانی ثابت شود
اصول فروغ برادر فرقی نیست پس حرمتش بر برادر زانی شکی نماند قول مساین ابرو و میان فروغ و اصول فتوی
بین بخلاف برادر و عم و عماد و این لازم می آید که برای عمر و خال هم حرام باشد و این خلاف مصححات قوم است فظاهر
قول المجتبى خلاف قولهم قلت اگر برین تقریر کفایت نشود و صاف جزایه طلب شود بر عبارت و المختار که در
قول حیدر بن محمد از کل مجامع تدوین با و صاهره و ضاعا واقع است ملاخذه شود و آن نیست تقضی قوله الكل ضاعا
مع قوله فی قبله لو بین ناحرته فرغ المنزیه و صلها ضاعا فی لغته استانی من تمنح الطحا و عدم الحرمة ثم قال لکن فی النظر
و غیره انه یجزم کل من الزانی المنزیه علی اصل الاخر و فرغ ضاعا و تقضی بقید الفزع و الالیه الا خلاف فی عدم الحرمة علی
غیرهما من الجواشی کالایح و العلم انتهى قوله و عبارت مذکور جزایه مطلوبه بر که بر مصحح نیست زیرا که مطلب نظم غیر این است
که زانی بر اصل فروغ منجر حرام است و نیزه بر اصل فروغ انی حرام است صاحب التماسکو که مقتضی بقید الاصل و الفزع
اینست که در عدم حرمت بر غیر اصول فروغ ختلافی نیست یعنی بر جوشی انی غیره حرمت نیست و بر جوشی بر غیر زانی
حرمت نیست و مقصود یعنی عدم حرمت ضمیمه بر برادر زانی آن وقت ثابت میشود که در عبارت القیاح این برود که غیره
بر جوشی زانی حرام نیست قول انما یقام حضرت مورد اشتباهی افتاده فویشون عبارت نیست و جامع بر جوشی
مختار نزد قول صاحبنا حرمت ملین است لای المنزیه و المنزیه و التماسکو الی الفزع ثم یمن کن اجماعا کانت الکلام
الی انه لو دلی غیر شتمه یجزم علیه ما بینها لکن ما غیر محرم عند الطرفين لکن فی حدود النقطه و لکن ان فرغ المنزیه و

ضاعا لا حرمه كما في ضياع شرع الطحاوي وسياسته في الرضا ع شارة اليه لكن في النظم وغيره انه يحرم كل من التزاد المتبرع على
 اصل الاخر وظهره رضاعا انتهت بسنن ستاني در باب حرمت فرع مزينه واصل ان ضاعا بخلاف نقل ستاني
 ان شرع طحاوي واصلت ان كرهه في النظم حرمت وكرهه في النظم مفهوم شده زاني بر اصل مزينه و فرع ان حرمت و فرع
 بر اصل فرع زاني حرام است و چون حرمت امر است متوالف عباراتش اينهم مفهوم شده كه فرع مزينه واصل ان ضاعا بخلاف
 حرمت خلاف قول طحاوي و اينهم مفهوم شده كه فرع زاني واصل ان ضاعا بر مزينه حرمت و صبار المختار ميگويد كه
 تقيد ستاني مسئله اصل فرع مقتضي اين است كه در عدم حرمت اصل مزينه و فرع ان ضاعا بخلاف يعني حوا
 كالاخ و هم عدم حرمت اصل فرع زاني رضاعا بخلاف يعني حوا و خلاف نيست يعني مستند حرمت فرع مزينه
 و زاني ان ضاعا بخلاف اختلاف فلكه در شرع طحاوي واصلت و از نظم حرمت ثابت كرده حرمت فرع زاني واصل از مزينه
 از نظم اصل ساخته و مقتضا تقيد حرمت زاني و مزينه را و فصيحه اصل فرع زاني با شيان اين است كه فرع واصل
 هر يك از اينها يك اليا خارج است پس معلوم شد كه تقيد به در المختار بسكو مستراح است و ضمير غيرهما بسكو
 و اينه و مزينه است نه چنانكه بسكو تصور كرده كه تقيد به بطون صاحب است و ضمير غيرهما بسكو اصل فرع است آنچه
 اين صاحب را كودكي سازد اين است كه مقتضا كلام صاحب المختار است كه مقتضا تقيد اصل فرع عدم خلاف در عدم حرمت
 بر خود است و اصل فرع نكاح است بر طحاوي و صاحب هم اين اختلاف نقل البته مستند حرمت اصول فرع مزينه بر
 زاني اختلاف نقل ساخته پس لا جرم تقيد به بطون را خارج خواهد شد اگر تسليم كرده شود كه تقيد به راجع بسكو صاحب نظم
 است بر آن تقدير هم عظم مستقيم است بديهي كه ضمير غيرهما راجع بسكو زاني و زاني است و مني است كه مقتضا كلام
 نظم كه ال حرمت هر يك از اينه و زاني بر اصول فروع و ديگر حرمت اصول فروع هر يك و ديگر است اين است كه اصل
 هر يك و فرع بر غير زاني و زاني حرمت است كالاخ و هم و شاهد به اصل بر طلب اقم اين است كه صاحب المختار بعبارة
 عبارت بسكو و ان واصلت فرع مزينه بر غير زاني است بطون تا بديهي كلام خود آورده است و مطلبى كه حضرت مجيب تعقيب
 بيان ختمه از مقام مناسبه ندارد و الدلله علمه اذ عباده قلقت سابقا از تاليف الالوار منقول شده كه او
 بالدر اتيه عدم حرمت است قول اگر چه از كلام صاحب فتح وغيره در اتيه و جد بودن اتيه ثابت ميشود وليكن في الالوار
 در اتيه هم و بديك چه دليل ان محض نفوت قول اصل ليس صاحب فتح اين است كه حرمت فرع مزينه بر زاني
 ليس ببعينه است و ان واصلت و ليس به ليس فرع نفوت است فرع مني بخلاف ثابت النسب چه در
 حديث است ثابت كرده در حرام چه در اتيه و اير و بران بدین خط كه در ضياع علت حرمت شبه ببعينه است

و آن موجود است ز تحقیق بحضرت چنانکه متعجب کر کرده محض اجل است چه عرض صاحب تحقیق که موجب این بصیرت
حرمت را متعجبنا قیاس است عالم اینکه بحضرت بطور حرام باشد یا حلال موجب بودن شبه آن خلاف قیاس است و بیست
یا حریم الهی ضاع یا بحریم الهی نسب و لیس جلال ثابت کرده و اما در لیس این پس نصی ارونشده و تحقیق بحضرت
یافته شد پس لیس بحریم حرمت نداده خواهد شد قلت برگاه فتوی محققین خفیه مثل صاحب جمع و صاحب بحریم
و غیره بر قول عدم حرمت است و استجابی باید و شاید نماید قوله برگاه این سخن مخالف تصریح امام است پس اگر اعتنا شد
نمی تواند برگاه قول محققین خفیه مثل قاضی خان که از مجتهدین فی المسائل است و صاحب خزانه الفتاوی صاحب
طیبه و عنایه و مجمع لانه در باره خزانة المحققین بر جنبه صاحب کفایه صاحب دی بر اینصیر و صاحب حاج حبیب محیط
تحریم لیس ناموجود است اطلاق صحاح متون بر تائید بسیار و پس با کلام تمام ندانم اقول و ملازم فتوی مخالف
تصریح امام در خصوص این مسئله نیست بلکه خلاف کلیات امام و آن بر نفیست که امام سابقا و ثانیا اینکه احوال صاحب جمع
منیه و محققین از رجائیه بیان است حرمت که مثل ابو عبد الله در جاد و طبقه سابقه اهل شوند و صاحب راجعیه که جامع
طلب بایست و از درج محققین اجل و درست و محققین اهل شوند ثالثا اینکه محیط و خلاصه طایفه بر باره خزانة المحققین
و خزانه الفتاوی فتاوی قاضی علی جمال معارضه یا ترجیحات شروع نهی است از آنکه رجوع فی نفسها استعدا باشند مگر کما یستلزم
قاضی ان اگر چه بهیچنی المسائل است لیکن مخصوص این مسئله اگر نصیح و البتة تصحیح و مقدم می باشد مگر در رد و رد و رد
معارض ترجیح باب ترجیحات نمی تواند شد ماسا اینکه این جمله فقها حرمت فرموده را بر ازانی و اصول و روح
می نویسند و بنا بر عبارات اکثر از ایشان جواب نقل شدند و مفهوم عبارت معتبر است که امام سابقا و ثانیا که اطلاق صحاح متون
چونکه فتوی شرح مخالفان اعتقاد معتبر نخواهد شد قلت و بر ظاهر است که لیس از نا کمال اگر چه بعضی متون
و در رد و رد کور است لیکن شرح محققین قول عدم حرمت را منقبتی گفته اند قوله از عبارات منقوله محیب سوا لفظ معتبر
که اعلام است منقبتی یافته می شود و بظاهر معلوم شود که جمله کاتبین این دو لفظ تقلید بصانع فتوح نوشته اند حال لیس والا
معاذ اقول بعضی باتجیح که از ابرار جام سابق بودند مثل ایجابی و دیگر و طحاوی نیز قائل بعد از مرتبه نه
و ترجیح صاحب جمع بعبایات متانت است و نقایب متعجب و تحت الشریفت قلت صاحب محمد در زیادت
و لغوی ناکه مفید حرمت فخر بر او از زناست تبیین صاحب جمع کرده اند و از او جدا کرده و او از فتوح گرفته خود
صاحب فتح و صاحب دیگر کتاب الرضا علیه زنا را بر عهده زانی و مخالف حلال نوشته و همین اوجه گفته و در بعضی
و برادر فرق نیست و سر این مسئله اینست که در قرابت با حرمت تحقیق بحضرت معتبر است و در ولید زنا شبه نیست

پس حرمت قرابت معتبر نخواهد بود و هرگاه نفس لیده زنا بر عظم خال حلال شد رضی الله عنین زنا بدرجه اولی حلال خواهد شد
 قوله قول محل لیده زنا بر عظم خال یعنی صاحب بحر از فتح و صاحب فتح از تخمین و صاحب تخمین از هر جانی فاعلم کرده و
 هر جا از مجتهدین نیست قاضی خان مجتهد است بحکم آن تصریح کرده اقول هر جانی از معتبرین است و قاضی خان نیز
 تصریح ناساخته و صاحب ایام بن تمام نقد کر قول هر جانی سکوت ساخته قوله و دلیل هر جانی نیز ضعیف است
 چنانچه قول و لاجزیه مبنی بر علم الکفری جزئیت باین طور که یکی جزو دیگری باشد مراد است پس اتفاق آن ضرر
 نمی رسد و اگر مراد نفی جزئیت است که موجب حرمت باشد پس غلط محض است اقول معتبر و حرمت قرابت معتبر
 بعصبت مطلقا و چون بعصبت و لیده زنا من جمیعیت و من جمیعیت ازین جهت هر جانی نفس
 زانی و هوول و فرغ حکم حرمت او ندو و بر وجهی حکم علت اعتبار الشبهین قلت هرگاه در عبارات فقهار فاعلم
 واقع شود مفتی الازم که بر فتوی مجتهدین عمل سازد قوله هرگاه در عبارات فقهار واقع شود مفتی الازم که بر فتوی
 سرافق نه بدین حکم باشد عمل سازد اقول این قاعده و کلام کتاب کتب فقهیه است و اگر ایجاد و الا
 از اجماع اعتبار قلت تعارض مفتی به و غیر سنی به از عجائب و زکات است قوله مفتی به بودن قولیکه مخالفند
 صاحب هب باشد زیاده تر از عجائب و زکات است اقول این عجب قطره در عظم عصبت و لید و نظر ما بر نفقه پس
 به پنج نسبت لان العبرة عند المرو لفقمة الدلیل تمهیدیه مولوی محمد بشیر صاحب رساله مرسله خود یک کلمه
 را برای تطویل ساله بنظر ناظرین عبارات مختلفه چند چند جا آورده و چون در هر قول شان جبهه تضییع اوقاف
 بود لندا عقاب هر قول ناسختم و بنظر اینکه حصن قدر برای محول ساله کافی است اختصار ناسختم و آخر عوایا
 ان الحمد لله رب العالمین و الصلوٰه علی رسولہ محمد و آله و صحابه اجمعین و کان اختتام هذا التحریر فی محلیته
 واحدة قدر نصف النهار یوم الاثنين الاول من شهر رجب سنة تسعين بعد الالف المائتين من هجرة
 سيد التقلین علیہ و علی آله صلوة رب المشرقین



واسطی سند اصل مکه که یہ کتاب بطبع ملک مقام مکتبہ مکتبہ
 محمد علیان بن جانی گئی مهر مطبع ثبت کی گئی فقطہ رجب ۱۲۹۰

